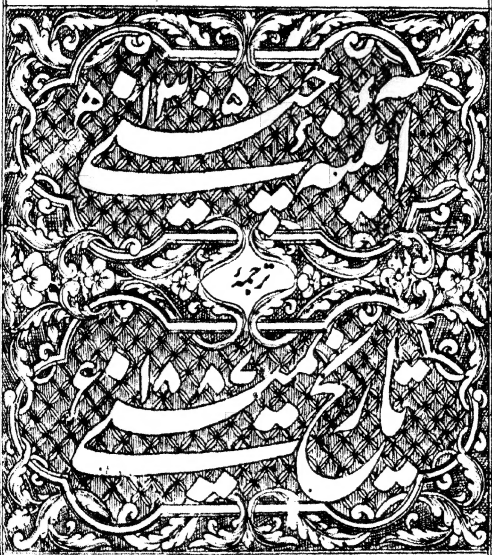


وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ الَّذِينَ إِذَا أُتُوا بِالْحَسَنَةِ قَالُوا هَذِهِ لَنَا حَسَنَةٌ وَإِذَا أُتُوا بِكَرْهٍ مِنْهَا قَالُوا هَذِهِ لَنَا كَرْهٌ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

الحمد لله که از عهده فادات قابل نامی و منزه که از خجای مع لوی کمال احمد صاحب کتب و کتب



حسب ایش جانجی دی مولوی محمد خادم حسین صاحب ایتام محمد عبدالواحد غفاری

مصحف المصطفی
رَبِّهِمْ مَصْطَفَى مُحَمَّدًا رَحْمَةً

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۳	دیساجن کتاب -	۴۵	بغراخان کا کل جانا بخارا سے اور
۱۲	ذکر امیر مرحوم ابی منصور بکتلمین -	۴۶	امیر رضی کا جانا بخارا میں -
۱۹	ترکون کا بڑھ آنا امیر ابو القاسم نوح	۶۳	ابو القاسم ابن سیمور ابو علی کے
	ابن منصور پر -		بجائی کا ذکر -
۲۳	ذکر حسام الدولہ ابو العباس تاش	۶۸	امیر سیف الدولہ اور اسکے بجائی میں واقعہ
	در بان کا اور مستر مونس پالاری کا	۷۰	جو کچھ کہ ابو القاسم اور کیتوز میں واقعہ ہوا -
	اوسکے یلے -	۷۲	اوتار لانا سیف الدولہ کا اعماسیل کو
۳۱	جانا خشم الدولہ کا ولایت اور امین		قلعہ غزمین سے -
	اور حسام الدولہ ابو العباس تاش میں	۷۸	زمیرہ المومنین قادر باشد خلیفہ
	بغرض مددکاری باہمی خطوط جاری ہونا		عباس بن سلطان سیف الدولہ
۳۲	ابو العباس تاش کا جانا		لقب دیا -
	جسرجان میں اور ابو الحسن ابن	۷۹	عبد الملک ابن نوح پھر بخارا میں آیا -
	سیمور کا سپہ سالاری نیشاپور میں ٹھہر جانا -	۸۹	ذکر ابو ابراہیم اسماعیل منتصر ابن نوح
۳۹	ابو الحسن ابن سیمور کا مژنا اور وکی		اور اوسکا ماجرا ایک خان کے ساتھ
	جگہ اوسکے فرزند ابی علی کا مقرر ہونا -		ماورا النہر پر اور ابو لطف نصر الدین
۴۲	فتاح کا ذکر اور اس واقعہ کے بعد جو		ناصر الدین کے ساتھ خراسان پر -
	اوسکا انجام ہوا -	۹۵	فہرست سلاطین سامانیہ -
۴۳	آنا بغراخان بخت را میں اور امیر رضی کا	۹۶	ذکر اتفاق و مخالفت ناصر الدین
	بجگان بخارا سے اور بخت را میں کا		بکتلمین اور خلف ابن حسد کا -
	اوسکے جانے کے بعد -	۱۰۱	سلطان یحییٰ الدولہ کا ایک خان کے

صفحہ	مطلب	صفحہ
۱۰۱	ذکر ابی العباس فضل ابن عباس کا۔	۱۰۱
۱۰۲	ذکر اوقات سلطان اور اوکا لڑنا	۱۰۲
۱۰۳	ایک خان سے۔	۱۰۳
۱۰۴	ذکر جنگ سلطان ہند وستان پر	۱۰۴
۱۰۵	بقام حجابینہ یا بھٹنڈا۔	۱۰۵
۱۰۶	بیان جنگ ملتان۔	۱۰۶
۱۰۷	ایک خان کا آنا اور سلطان لڑنا۔	۱۰۷
۱۰۸	ذکر فتح قلعہ حسین نگر یا گلرکوٹ۔	۱۰۸
۱۰۹	ذکر آل منغون۔	۱۰۹
۱۱۰	بند او میں امیر المؤمنین طابع شاہ	۱۱۰
۱۱۱	معینہ ول ہوا اور متاورد شاہ	۱۱۱
۱۱۲	خلیفہ ہوا۔	۱۱۲
۱۱۳	ذکر جنگ نارین۔	۱۱۳
۱۱۴	ذکر جنگ غور کا۔	۱۱۴
۱۱۵	قطب جو شہر ہجری میں نیشاپور	۱۱۵
۱۱۶	میں واقع ہوا۔	۱۱۶
۱۱۷	ایک خان کا احوال جو بعد میں واقع ہوا	۱۱۷
۱۱۸	ماوراء النہر کے سلطان کو بونجا۔	۱۱۸
۱۱۹	ذکر فتح قصبہ دار۔	۱۱۹
۱۲۰	ذکر دودون شاکا۔	۱۲۰
۱۲۱	ذکر جنگ نار دین۔	۱۲۱
۱۲۲	جنگ تھانیس۔	۱۲۲
۱۲۳	ذکر ابی العباس احمد ابن جیحیم ہندی	۱۲۳
۱۲۴	کی وزارت کا۔	۱۲۴
۱۲۵	بیان شمس العالی قابوس ابن دشمنیہ کا۔	۱۲۵
۱۲۶	ذکر درابن شمس العالی۔	۱۲۶
۱۲۷	ذکر مجاہد ولہ۔	۱۲۷
۱۲۸	ذکر بہاول الدولہ کا۔	۱۲۸
۱۲۹	ذکر ایک خان۔	۱۲۹
۱۳۰	ذکر ابی احمد فرزند سلطان بہین الدولہ۔	۱۳۰
۱۳۱	ذکر ابی العباس مامون خوارزم شاہ۔	۱۳۱
۱۳۲	مستحق اور قنوج کی فتح کا ذکر۔	۱۳۲
۱۳۳	غزنویں کی جامع مسجد کا ذکر۔	۱۳۳
۱۳۴	ذکر قوم ہفت نامہ۔	۱۳۴
۱۳۵	ذکر اوس حال کا جو بعد از ابو العباس کے	۱۳۵
۱۳۶	نیشاپور میں گذرا۔	۱۳۶
۱۳۷	ذکر ابو بکر محمد ابن اسحاق او	۱۳۷
۱۳۸	قاضی ابی علی۔	۱۳۸
۱۳۹	ذکر سپہ سالار ہشتم ابن	۱۳۹
۱۴۰	ناصر الدین سلجوقی۔	۱۴۰
۱۴۱	ذکر مولوی کوہل احمد کندہ لونی تہجم۔	۱۴۱
۱۴۲	تمت	۱۴۲

۶۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکستہ اکو بیس بی فوج انسانی سے کسی کو نبی کسی کو پادشاہ بنایا۔ انکے ہاتھوں میں دین دنیا کے سلسلہ نظام کو مستحکم فرمایا۔ دودھ حضرت محمد مصطفیٰ پر پہلی امت کے خلفاء و سلاطین نے جاریہ انکے عالم میں فتنہ و فساد کو دھکا دیا۔ اچھی کسین برابر سے شیراز پر ماری کو ایک گھاٹ پانی پلایا۔ اما بعد کتابہر فیتہ حیرت و کیل حمل در سکنہ روبروی عقی عمدہ کارون سال سرحدی زمین مختلف اقوام مختلف قطاع میں آبادین جنگے رسوم و عادات مختلف میں ان کے پیشے اور حرفے بھی جدا جدا ہیں انکی زبانوں میں ایسا اختلاف ہے کہ ایک دوسرے کی بات نہیں سمجھتا۔ لوگ شخاص انساب میں بھی مختلف ہیں لہٰذا تمدن کا طوطی دہر انکے مذہب و ملت میں بھی فرق ہے انکی ہر ایک کے لیے مختلف انبیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے جنگے احکام جدا جدا تھے اور مختلف سلاطین نے ان حکومت و ملی کی پہلی حکومت کا زلا ڈھنگا تھا۔ پھر ایسا شریف علم جس سے اذہات و احوال مختلفہ ساقیہ معیاد و معلوم تاریخ ہر اس علم میں صرف معرفت احوال شخاص باخدیہ سے بحث کی جاتی تھی عام فہم انبیاء ہوں یا علما یا اولیا یا ملوک یا امرا تاکہ آدمی ان حالوں کو دریافت کرے کہ عبرت حاصل کرے اور نیک کے تہذیب پر غور کرے اور کو ایسا تجربہ حاصل ہو جس سے ویسے اوصاف زیادہ سے بہتر ہے جن میں اہم سابقہ متبادلتھیں یا جن سے اوکھا حدیث حاصل ہوا اور آپ کی ایسے اوصاف

حسنہ سے متصف کر کے حکمی بدولت اگلے کو کون کو صلاح و فلاح و رش حاصل ہوا اس مضمون
 ہزارے کے حکماء اسلام میں علماء بائین نے کتابین لکھیں مگر جو کلام اکثر کتب تواریخ عربی زبان
 میں ہیں عام اہل ہند اوستہ متعین نہیں ہو سکتے ہیں یہ کہ انکو خاص ہندوستان کے عبرت انیہ و احتیاج
 بھی پوری اطلاع نہیں اس لیے جمیع آبادکار تاریخ یمنین کا ترجمہ سلسلہ اردو زبان ہین شائع کرنا چاہیے تاکہ
 مسلمانوں کی اولی الغرضی ظاہر ہو اور خیال کیا جائے کہ سلاطین نے جنگی اولو الغرضی کا قانع مقام
 اب صرف اوجکانامہ گیاہ کس عالی ہستی سے ایشیا کے طاقتور حصہ یمنین سلطنت کو جابجا اور جزیری
 ہی مدت میں کسی لیاقت و خوبصورتی سے اپنے ممالک مفتوحہ و مقبوضہ میں امن امان بچھایا یا
 یہ تاریخ یمنین الدولہ محمود بن سبکتگین کی ہر جیسے ابوالنصر محمد بن محمد اشہر یا الجبار سی نعربی یمن
 لکھا ہوا اس نامی شاعر نے اپنا دردناک واقعہ یون لکھا کہ پہلے یمن امیر ناصر الدین سبکتگین کی بیعت
 آیا پھر شمس الکفایہ وزیر کی خدمت میں مجھ کو ایک لغزب خاص ہو گیا اور یہ کتاب یمن نے مرتب
 کر کے پیش کی تو اس نے چاہا کہ محکو کج رستاق بڑا کا داروغہ کرے وہاں فرعون بن ابوالخدی
 حاکم تھا اور شیخ یمن بہت بڑھا میں جو وہاں گیا تو اپنے کام پر صرف ہوا اس نے چاہا کہ میں بھی خیریت
 کروں یمن نے جو انکا کیا اور میری وضع سے ناامید ہوا تو چاہا کہ کسی وقت یا بلا میں مجھ کو بھینساؤ
 اور فرزند سلطان کو میری برائی پر بکایا جب یہاں کچھ کام نہ چلا تو وزیر شمس الکفایہ کو بکھانا
 شروع کیا اور کہا کہ جو لوگ تم سے مخالفت رکھتے ہیں وہ اونسے مواقت رکھتا ہے یہ امر فریر کے
 ذمہ نشین ہو گیا اور مجھ کو موقوف کو دیا آخر میری کار مدت ہوئی پھر دوسرے دشمن بہت غمازی کرتے
 رہے مگر کچھ کار گروہی اس تاریخ کی عربیت و دقائق غریبہ لطائف اریہ کا کیا کہنا ہو جو ادیب
 وہ اکی قدر جانتا ہو یہ تاریخ جامع ہو تواریخ فاضل شیخ مجد الدین کرمانی تاریخ فاضل قاسم جن میں
 ہندوئی کو علامہ تاج الدین سیستانی کا انتخاب کیا اور اسکا نام بہتان الفضل ویاہلین
 رکھا علامہ ابی الفضل ہقی نے موٹی موٹی چھ جلدوں میں ایک تاریخ لکھی جسے تاریخ یمنین کی شرح
 کہہ سکتے ہیں بعضے نامی علماء نے یمنینی کا ترجمہ بھی کیا لیکن سہارنجر سے کچھ اور ہری رنگ ہوا اسکا
 عجیب سمان ہوا لڑھنگا ہوا ظہرین جب ملاحظہ فرمائیں گے لطف و تحانیں گے
 اس ترجمے میں چند امور کا لحاظ کیا گیا پہلا امر۔ جو جملے کہ صرف نظر برایت

فانیہ اور عبارت اراک کے لائے گئے ہیں وہ ترک کیے گئے اس لیے کہ طلب جملہ اول سے حاصل ہو چکا ہے
 دوسرا امر - اشعار جو صرف مبالغہ یا ذمہ نہیں ہیں اور انہیں ہوا می مبالغہ شاعرانہ کے اور بعض قصوں
 نہیں ہیں ترک کیے گئے مگر اول شعر کا ترجمہ کیا گیا ہے اور سب طرح عبارت شعر جو صرف مبالغہ میں بیت
 اور الگ بھی گئی ہے ترک کی گئی تیسرا امر - جواب کہ صرف دین اور مذہب سے متعلق تھے محفل مفصل وہ
 ترک کیے گئے اور اسی بنا پر جو لفظ اور جملہ نسبت اہل ہند اور اہل چین کے خلاف اخلاق لکھا ہوا تھا
 ان کو ترک کیا یا دوسری لفظ سے بدلادیا اور ان سب میں بیرونی لحاظ ہوا کہ حالات تاریخی فوت نہ ہوں
 چوتھا امر - لفظی ترجمہ کیا گیا بلکہ معایت محاورہ و لفظ ہی پایچوان امر - صرف برعایت
 محاورہ غلام کا غلام ترجمہ کیا گیا اگر عربی میں غلام و اس لڑکے کو کہتے ہیں کہ قریب جوانی کے ہو
 چھٹا امر - اگرچہ اختلاف عبارت اکثر نسخوں میں ہوتا ہے لیکن سینے ایک نسخے کو جو بنیائیت
 پر یا فہم علیہ ہو اہل فکر کیا اور اوس کے موافق ترجمہ کیا ساتواں امر - سال عیسوی بمقابلہ
 سال ہجری کے حاشیہ پر لکھا گیا اور چونکہ خبر می فصل سے پاس میں ہوا اس لیے تاریخ اور روز اور
 مینے کی تطبیق نہ ہو سکی آٹھواں امر - نظم کا نظم ترجمہ ہو لوان امر - اس کتاب میں
 صرف شہنہ ہجری تک کا ذکر ہوا اس سے زیادہ حال مجنون غزلوی کا اس میں نہیں ہوا اور ہندستان پر
 ہفت نوملو کا ذکر ہوا جس جسے طرح تاریخی حال معلوم ہوتا ہے اس طرح اصل تاریخ میں کے مطالعے
 آدمی قادر ہوتا ہے نہ تسلیم کیا بان عربی سے اس کو کچھ مناسب لگا ہوا چونکہ اس زمانے میں عالیجناب
 مستطاب ہندگان عالی مقامی حضور پر نور نواب میر محبوب علی خان بہادر سردار و دران
 فتح جنک نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و دولتہ
 فرمانروای ملک دکن کو اشاعت کلمہ کبریٰ ایک خاص توجہ ہو تھی امید ہے کہ فیخر ترجمہ جس کا نام
 آئینہ جدیدی ترجمہ تاریخیمینی ہو منظور نظر قبول ہو - ترجمہ کتاب - دین اور بادشاہ
 دونوں ہزار دہین بن بنیاد ہوا بادشاہ مجبان جن کا کوئی گنجان نہ ہو دے وہ برباد ہوگی اور جو جن
 کہ بے بنیاد ہوگی خراب ہوگی بادشاہ زمین پر خدا کا سایہ ہوا اور اس کی مخلوقات بے بس کا قائم مقام ہوگا
 اور اس طرف سے اس کے حق کی عبادت کے لیے ایک معتد ہے کہ اس سے نظام کامل ہوتا ہے اور خاص معام
 سے کج کام درست ہوتے ہیں اور سب آفتیں اور فتنے اس کی دہشت زائل ہوتے ہیں اور سب

اور خضنین جاتی رہتی ہیں اور پادشاہ ہوتا تو نظام نہ رہتا اور سب خاص مل مر عام ہر برابر ہو جاسکتے اور
فقدہ اور فساد و خرابی حاصل ہوتا اور اضطراب اور شور و بہت ہوتا اور لوگ موافق اپنی اپنی طبیعت
کے کشتی اور مخالفت کرنے میں تباہی کہ اصلاح معاش اور اصلاح عاقبت بالکل بے بہرہ ہوتا ہے
اور اس کلام کے بھی یہی معنی ہیں کہ سلطان جتنا راکشا ہو قرآن اتنا نہیں وکتا ہو کیونکہ
بہت لوگ خوف سیاست اور نظام ظاہری اور خوف نمر اور گرفتاری فساد سے باز رہتے
ہیں اور ایسا پادشاہ کون ہو کہ قرآن کی آیتوں میں فکر کرے اور غور اور نامل سے اونکو دیکھے اور
ہو کہ جو جلالی پر مینا ہوں اور برائی سے باز کھین کہ ایسا پادشاہ خوب آہستہ و پرامن ہوگا
اور اس کلام کا بھی یہی مطلب ہے بیشک تمہارا اور زیادہ ہوا ونے دلمین اللہ کے ڈر سے اس
کہ یہ لوگ سمجھتے نہیں ہوتا اور عام کے لیے ہو یہ دونوں اور نبی میں شریک ہیں پر عوام تو لوگ
ڈرتے ہیں اور خواص حق ہی کی متابعت کرتے ہیں ان دونوں میں بہت فرق ہے یعنی عوام غم
تا بعد ازین اور خواص تابع بروردگار ہیں اور محکوم اس کلام کا بھی خیال کیا کہ اپنے پسوں کو مکمل استیصال بھیجا
اور اونکے ساتھ کتاب اور ترازو و تازی کہ لوگ انصاف پر قائم ہیں اور اپنے لوہا و تاراکہ اور زمین
منفعت بہت ہو کہ اس سے بہت کام نکلتے ہیں اور عیسائی اس لیے خیال میں آئے کہ کتاب اور
ترازو اور تلواریں کچھ مناسب نہیں نہ ہم صورت نہ ہم جنس پھر اونکو اس کلام میں کیوں منع کیا
اور بہت مفسرین اور علماء میں نے اسکا سبب پوچھا ہوا ونے جواب ہے تو میری کچھ تشبیہ
مہولی اور میں نے خود ہی سوچا تو معلوم ہوا کہ قرآن قانون شریعت ہو اور احکام دین کا دستور
جسمین اور بہت کا بیان ہو اور فرائض مجمل کی تفصیل ہو اور تن اور جانکی مصلحت ہو کہ زیادتی
اور تنگاری اور کسر کشتی اور خصوصیت باز رکھتا ہو اور آسمان سے ببارش ہوتی ہو تاکہ زمین پست
زرق پیدا ہو وے تو حکم ہو کہ وہ بقدر استحقاق اور سب کے تقسیم ہو وے تاکہ کوئی غلبہ نہ کرے اور
کوئی محروم نہ رہے تو اس انصاف اور برابری کے لیے ایک آلہ کی ضرورت پڑی سو اللہ تعالیٰ
نے دلمین خیال فرمایا کہ ترازو بنا دین اور اپنے لینے دینے میں متماثل کر دین کہ آپس میں نظام ہو اور
نہیں تباہ ہو سکے اور عیش و تہلکہ اور اسکی دلیل یہ کلام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان بلند کیا اور زمین
مقرر کی کہ تم تو لے دینے میں یا دلی نکر و اور وزن انصاف کے کہ وہ کہ تمہارا اور میرا برابری ہے تاکہ

کہ نہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اسکو مقرر کیا اور وہ خدا کا ذکر کیا اور یہ معلوم ہے کہ قرآن مجید کا
 خداوندی وحی میں اور یہ ترانہ و الفاظ اور برابر ہی کے لیے بنائی گئی ہوا صرائف و نون کا اتباع
 ان کے احکام کا التزام صرف تو اسے ہوا اور ظاہر ہوا کہ سلطان اللہ کا خلیفہ ہوا اور اسکا امامت
 ہوا اور یہ جملہ کونین بہتر وہ ہو کہ شریف و عزت دار ہوا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ و جاہل
 ہوا اور اسکی توجہ خاطر مددگاری اور حمایت رعیت پر ہوا اور سب مردمان دیہات اور قصبات
 و رساکنان شہر اور صحرائے خوب جان لیا ہو کہ جب صبح نے اپنے بازو بچھیلانے اور بچھڑانے کو
 بند کیا کہ افق مغرب میں گرے ایسا کوئی پادشاہ نہیں ہوا کہ علم اور صلہ اور صفائی اور وفا و اعتماد اور قوت
 اور شجاعت اور حمایت اور غیبت اور دہشت میں اور شوکت اور جاہ و جلال میں اور وسعت
 سلطنت اور دولت و اقبال میں اس پر سرور پادشاہ میرانج و لہ امین الملئکۃ الی القام
 محمد و ابن ناصر الدین الی منصور و سبکتگین بہتر ہووے کہ مالک شرقیہ اور اس کے دونوں
 طرف کا درمیانہ عالم اور اسکی دونوں جانب یعنی اقصیٰ ہارم کا مع اس قدر تسلیم ثالث اور
 اناس کے ہوا جس سے متصل ہوا مالک اور پادشاہ ہوا اور ان اقلیم کے امرا اور صاحبان لقب
 پادشاہی کی رجوع اسکی حمایت میں ہووے اور اسکو خراج دینے لگے اور سب لوگ
 اس کے سایہ ولایت میں پناہ لینے لگے اور ایسا عزت دار ہو کہ دور دور کے پادشاہ اس کے تابع
 ہیں اور اسکی محبت سے ڈرتے ہیں اور اگر پیچیدہ دور میں اور کوہستان اور غار حائل میں
 لیکن اس کے یکایک و ڈیر لجانے سے سب پناہ مانگتے ہیں اور اگر اسکا ذکر ہووے تو ہندو
 روم اپنا مونہ چھپا لیتے ہیں اور اگر اسکی سز میں کی ہو اوں تک پہنچے تو اس کے رونگٹے
 مٹھتے ہووے میں اور جب اسکو ہوش آیا اور زبان سے لکنت دور ہوئی تو صرف ذکر خدا و
 تلاوت قرآن میں مشغول و تلوار اور تیر کی درستی پر اہل نہوا اور صرف مہات امور اور سب پر
 متوجہ ہوا اپنے ہم عمروں میں ہیودہ کھیل نکھلتا تھا بلکہ وقعی اور دشوار کھیل کھلتا تھا اور جو کم
 اسکو معلوم نہ ہوتا یا دشوار ہوتا تو ایسی محنت کرتا کہ اسکو بزدلی و طبیعت اور توجہ عقل و ریاضت کفایت
 اور نہایت سہل کو دیتا اور میر مرحوم یعنی ناصر الدین سبکتگین انارشد برہانہ دنیا کو اسی کی فکر سے
 دھتکتا تھا اور اسی کے کان سے بات سنتا تھا اور اسکی زبان سے کلام کرتا تھا یعنی اپنی زندگی کی

حلاوت اسی سے جانتا تھا اور اسکی ہوا سے خوشبو لیتا تھا اور اسکے برکت سے کار و شوار آتا تھا جانتا تھا اور جب تک کہ محمود بن مجرور کو پونچا اپنے باپ کے سینے سے جدا نہ ہوا اور درجہ بدرجہ ترقی مراتب اسکو پہنچی گئی مابین انکے خراسان کا سپہ سالار ہو گیا اور یہ وہ رتبہ ہے کہ اسکے لیے ہر شے مہیا ہے اور پہلوان بہادرون نے اپنی جان دی مگر سوای چند لوگوں کے کہ جنگاؤں کو زور زبان دیا اور کرسی کو تہ نہ ملا اسنے باوجود جوانی اور نوعمری کے پندرہ برس کی عمر میں لشکر اپنے سامع کر لیے اور اسکے ہم عمر ایسے شغوفانین تھے کہ وہ اونکو لے بیٹھے اور اسکو ہمت پادشاہی اور قوت بہادری نے اتنا بڑھایا کہ بڑھتے بڑھتے تمام خراسان اور آخر ملک بلوستان اور تمام بلخ و نیم درو اور غور کے پادشاهوں کا کہ اسنے قلعے نہایت مضبوط تھے مالک ہو گیا اور سندھ اور بلتان پر غالب آیا اور انکی خوب خراج کی اور ہندوستان میں بار بار آیا اور اسکا خرمہ ہر تازہ کیا اسکے بڑے ناز و نعمت والوں کو تالوع کیا اور اسنے مکانات اور منازل کو تلاش کیا اور گریٹھ اور قلعوں کو فتح کیا مابین انکے لڑکوں کو بھی اسنے کھیل میں اسکے آنے سے دیکھا کرتے تھے اور اسکے نیرون اور جھنڈون سے ڈرتے تھے ہنوراچہ جی پال اور اسکے پہلوانوں اور بہادرون کا حال موافق شعر اشع سانی کے ہو گیا شعر

ترسے دشمنوں کا یہ حال ہے	کہ اوپر دستہ ہر شام دھن
اگر جاگتے ہیں ڈراتا ہو تو	جو سوتے ہیں آتی تو دہشت نظر

اور اسکے نام اور وسعت میں ہیبت تھی اور ایسی لرزائیوں میں اسکو فتح ہوئی کہ اوپر سے کہ ہوتا تھا وزیرین ہلنے لگتے تھے اور اسکو علم اور علم میں دسترس کامل تھی ایسی فتوحات اسکو ہوئیں کہ کسی اور کو کبھی مسیحہ نہیں پر صرف کہ انیونین سنتے تھے کہ انمیں انکار کسی امر واقعی نہیں ہوتا کہ جب یہ مشاہدہ بابر ہاں موجود ہو صرف قصہ خوانی مراد ہوتی ہے اگر اسلام کے سب پادشاہان کا حال اور تاریخ ظاہر کیا جائے تو بیشک اسکی سلطنت سب سلطنتوں کی بہت ہووے گی عاقبتین اور اتنی فخر کی باتیں جو کہ اسنے بذات خود اور اسکے باپنے حاصل کیں کہ اسکی سلطنتیں اور اسکی سیاست اور سلطنت ایسی تھی کہ آرمینیا اور مصر پر غالب ہو گیا اور اسکی بہت اور بدل ایسا تھا کہ آگ اور پانی ہم ہو گئے اور پٹیلون اور کیرلون میں الفت ہو گئی اور درمیان کے

کہ ایک غوبی اس سلطنت کی یہ کہ جو کوئی کچھ بھی قدرت تحریر کی کھتا ہو اور بلاغت اور فصاحت کی
 تقریر میں ہو وہ اسی سلطنت کے احوال اور اخبار اور وقت سے لکھے شروع کرتا ہو کہ امیر مرحوم کا یہ ہوا
 اور ابوعلی محمد بن محمد بن ابی ہریر بن سہب کو خراسان سے شکست دیکر نکال آیا اور پھر اوسکو اپنے میان
 قید رکھا اور خراسان کی والی ہوا جس نے اوس کو اس کے اپنے ایام سلطنت میں ایسی رضی الی القیام
 نوح بن منصور کی فرمادہ سی کی اور اس کے دشمن کو اوس کی ملک سے نکالا اور ترک جو ان کے لئے تھے اوس کے لئے
 اور کچھ چھوٹی اور کچھ غریب دیکھا اور فکرو کا اور فوج کا جو کچھ کہ مال دولت تھا وہ اوسکو واپس کر دیا کہ اوس
 بزرگوں کے حقوق بہت ہیں کہ وہ حرمت والوں کی قدر اور عزت والوں کی عزت کی حفاظت اور اہل حیات
 کی دامن حیات کرتے تھے اور پھر پادشاہ **امین الدین** و **امین الملک** اوسکا وارث ہوا اور وہ بھی تیب
 اور تہیر اور وہی محبت اور الفت اپنے بھائیوں اور قاریوں کی اور اوس کی طرح مال و دولت فوج کیا
 کہ اب متاعل سے درامد لیا اور اطراف نے جھٹ پٹ اوس سے بیعت کی اور اوس کی تعریف میں غلو میں
 لیت عمدہ قصیدے کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ اوس کی اور صنعت خسرو کی و دقیقہ سب گدہ ہو گئے اور
 مجاہد قوم ہوا جس کی عمر کی کہ یہ شہار بہت خوب بھین مگر اس ہی دبا خراسان میں شہور اور معروف ہیں اور
 یہاں سے باہر جانا اور کونا پسند نہیں حق خدمت قدم اس خاندان کا مجھے ہوا اور وہ حق و ہسان جو ہم
 مرحوم نے مجھ پر اور وہ حق نعمت جو امیر ابو احمد بن حسین اللہ اللہ امین الملک نے میرے لیے مقرر کیا
 اسکا باعث ہوا کہ ایک کتاب اس باب میں زبان عربی لکھوں کہ اہل عراق اوسکو اپنی بیداری میں
 قصد بناویں اور اپنے ساتھ حصہ اور سفر میں کہیں اور اوس کے شروع میں حال میرے مرحوم کا جو کہ
 کہ بودہا اوسکا لگا اور باغ اوسکا پھیلا اور جب تک کہ امیر مرحوم سے ابوالقاسم فوج اپنے تصور نے اپنی
 سلطنت کے استحکام میں اور ابی علی بن جوہر سے انتقام لینے میں مدد کی کہ ابی علی اور ان ترکوں کو
 کہ ابوعلی کے ساتھ طبع یا بسفاش متفق ہو کر فوج کے ملک میں گھسے تھے دفع کرے اور سوا
 اوس کے اور فتوحات بھی جو امیر مرحوم نے کیں اور اوس کے بعد احوال سلطان اہل عربی اللہ اللہ
 کے جوہر ہندوستان اور ترک اور فوج میں گزرے اوس کے فتوحات کے مذکور ہو گئے اور جو کچھ کہ سکے
 اور اس کے سرداران اطراف کے حالات اوس کی صحبت میں گزرے وہ بھی ذکر ہو گئے اور
 اللہ تعالیٰ طلب کے حصول پر اور عرض و مقصود کے وصول پر مدد دیتا ہو

ذکر یہ مرحوم ابی منصور بکتگین جنت اللہ علیہ
 یا میرانی ذات سے نہایت نصیرت اور عزت والا تھا اور دل کا بہادر اور سخت گیر اور بزرگ اصل
 پسندیدہ تہذیب اور بلند ہمت اور صاحب حکمت کہ یہ سب باتیں اوسکی خصالتوں اور عادتوں سے
 نظر تھیں اور یہ سب امور اسکے احوال اور رادوں سے روشن تھے ابو الحسن جوعفر بن محمد خازن نے
 مجھ سے کہا کہ بکتگین سب زعمو ابن نوح کے عہدین ابو اسحاق ابن البکتگین پہ سالار خراسان کا
 دار و نژاد موغلائی و بغدادی خدمت ہو کر بخارا آیا اور عوامی بلبر کے اوسکو کا رخا سپہ سالاری میں السیا
 اختیار کیا سب کام کا اوسی پر مدار تھا اور اسکے پیادہ کا نفر تھا اور ارکان سلطنت بخارا نے جو
 اوسکی لیری اور گالری اور زمین کی رسانی دیکھی تو معلوم کیا کہ اوسکو ترقی بہت ہوئی اور جب اسحاق
 بخارا سے بجای اپنے باپ کے غونہ کا والی ہو کر آیا تو بکتگین بھی اوسکے ساتھ آیا اور اسحاق میں
 آئے ہی کچھ ہلکے کر گیا اور اوسکے خاندان میں کوئی ایسا نہ رہا کہ اوسکی جگہ سلطنت کے لائق ہو تو اوسکے اور
 اوسکے باپ کے غلاموں کو یہ تردد ہوا کہ اسکو اپنا نذر بناوین کہ جسے امانت اوسکے خواصل و عوام کا ذمہ ا
 ہو وے اور چونکہ اسکی تدبیر کو پسند آئی اور اسے سب کا اتفاق ہوا تو سب باتھیں ہاتھ اپنا نذر بنالیا
 اور اوسکی جمیت پر اپنے ایمان کی قسم کھائی بکتگین اپنی عقل و دست اور احتیاط پسندیدہ اور
 بہتہ ام کامل و حسن آبادگی سے اوسکے صلاح امور پر مالک ہو گیا اور اوسکو اطراف ہندوستان
 اردائی کے لیے لے چڑھا اور اوسکے نکالنے پر جب سب ہندوستان اکٹھا ہوا تو بہت سخت لڑائی
 ہوئی و آتش جنگ خوب بھڑکی تلوارین و شبنون پر ایسی پڑیں جیسے سینہ برستا ہوا و ایسی
 سختی کہ بوقت خوب صبر کیا اور اپنے بدن کو فرش خواب سے دور رکھا اور بھوک پر قناعت کی اور
 حیمت کے گھوڑے پر سوار رہا اور اپنے ہمراہیوں اور رفیقوں کو لذت آرزو یا آسائش سے
 پر تادہ کرتا رہا تا کہ ابن اطنا بہ انصار می نے جو شعر کہے میں گویا وہ اسی کے لیے ہیں ۵
 میری ہمت سے میدان کی سختی حقانہ بے قسلی کر رہی ہر
 خریداری شاک کی کر رہی ہر یہ میری جان اور حاتی ہر سختی
 اور مجھ سے اسے بکتگین نے غمخوار ہے واقعات کے ایک قلعہ کا ذکر کیا کہ ہم منع اپنے ان رفقا کے
 دشمنوں سے مقابلہ کیا اور ہم نہایت تھوڑے تھے اور وہ بہت اور نوبت بنو بہت لڑتے تھے اس لیے

اڑائی بہت دراز ہوئی اور نہایت تکلیف ہوئی یہاں تک کہ خوراک نہ لگتی اور کھانے سے تنگ ہو گئے
 اور ہمارے آگے سواری تلواروں کے اور ہمارے پیچھے سواری میدان اور جنگل کے کچھ نوجوانوں سے
 سب فریق اس تکلیف سے چلا اٹھے اور جلد قیام مجھ سے پوچھنے لگے تین نے کہا کہ میں اپنے اپنے
 ستون پر کھڑے ہوں سو وہ اب ہم سب برابر بائیں لین جیتا کہ اللہ تعالیٰ ہم پر قری کی کٹالیش کرے
 اور تین گلی اور تکلیف دفع ہو دس سو میں ان کے لیے پہلے ستون بنانا اور اپنے لیے پیچھے ایک چھوٹے پتھر
 میں بنانا اور ہر طرح صبح و شام کئی دن گزرے اور ہم ایسی سختی اور تکلیف میں مبتلا تھے اور تلواریں اور
 تیر چھڑے اور سینے پر سختے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مدد کی اور ہوا فوج کی جلی سو کوئی توجہ لگاؤ
 کوئی کشتہ گرد آلودہ تھا اور کوئی زخمی ہی نہ تھا ہمارے ہونے اور کوئی قریب بزرگ اور کوئی قیدی نہ تھی
 ہموی اور سب تکلیفیں کچھ گنتا تھا کہ جب سلطنت مجھ کو توڑ کی قلت اور مصارف کی کثرت تھی اور میری
 میرے فقیروں کی حیثیت کیسا تھی یہاں تک حاجت ہوئی کہ اپنے روزمرہ خرچ کے لیے بعض کار
 سلطنت کے اہل بیت لیتا تھا اور اوتھیں سے کچھ بچا کھاتا تھا تاکہ ہفتے میں ایک بار دو یا تین سو کوئی نصیحت
 کرتا رہوں اور یہ حال چند دن رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرخند دمی تو ابقراسن یا قی کے فقیر کو
 بھی زیادہ و تیار ہوا اور پھر ہر درمی کامل ہو گئی اور مثل اسکے یہ شعر میں اور کچھ بھی دیر نہ لگی کہ بارہ و لا
 او کا پھیلنے لگا اور تیر فرخند او کا ٹہرنے لگا اور خزانہ اسکے بھرنے لگے اور لوگ او کی ہدایت
 ڈرنے لگے اور او اسکے ساتھ طبع لائے اور خیر او اسکے منوعات کی ایک ملک بست ہو یہ ملک طغان کا
 تھا جوابی تھوڑے دنوں سے چھین لیا اور او کو مار کر نکال دیا طغان مہر مرحوم کے پاس یہ دے کے لیے آیا
 اور وعدہ کیا کہ میں ہندو مال دوں گا اور او اسکے اول میں ہر افزندہ گروں کا اور ہمیشہ خدمت اور
 طاعت جان و مال سے کرتا رہوں گا میرے یہ درخواست قبول کی اور او اسکے دشمن پر چڑھ گیا کہ
 بست کے دروازے پر جا پونچھا اور بائی تو زبھی بمقابلہ آیا سو ایسی لڑائی ہوئی کہ تلواروں سے
 ہڈیوں کا گودا نکلتا تھا اور یہ بین نیرون کی کٹاؤنی تھی آرزو جب دونوں لشکر کچھ کوچ ہو گئے ہر فریق
 نے لشکر کے کچھ میں سے ایک ایک عامل کیا کہ ان کو جگہ سے ہٹا دیا اور بڑے بڑے اونپر حملے ہر طرف سے کیے
 کہ بائی تو زشت لھا کہ کھا نکلا اور او کی جمیٹ پھاڑوں اور چٹکوں اور گھاٹوں میں منتشر ہو گئی
 طغان ہانکا ہوا کہ اور ہوا گیا اور بیان کیا کہ جو کچھ میرے فوجی اور میں او کا خدمت ہوں سب لاپتہ ہو

اور باطن میں اوسکیا اور وہ تھا کہ وعدہ خلافی کر کے کچھ نہ دیکھے اور وعدہ کر کے پونہیں بنائے بے ساختہ کہ جب وقت واقعہ آیا اور امیر نے اوس پر سخت نقائص کا کیا اور ثابت ہوا کہ سو اسی انکار کے اور کچھ اوسکو نہ نصیب نہیں ہوا اتفاقاً قادیونوں مع اپنے غلاموں اور لوگوں کے ایک میدان جنگ میں موجود تھے اول تو ہسکے دلیں یہ تاکہ انکا صاف کر دے لیکن اس پر سکوا کتفا نہوا تو اوس نے امیر مرحوم کے ہاتھ تلوار ماری کہ اوس سے زخم کاری پونچا اب ہونفائی طغان کی ظاہر ہوئی تو امیر نے بھی اپنی زخمی ہاتھ سے اوسکی تلوار چھین کر اوسکے کندھے پر ماری کہ اپنا بدلہ لے لیا اور جب جا ہا کہ اور اسے تو بسبب اختلاف طرفین کے باز رہا اور اپنے ان رفیقوں اور غلاموں کو جمع کر کے کہاکہ بد عمدہ لوگ یہاں سے نکالے جاؤ اور یہ سز میں انکے خون و عفرانی سے سرخ کیا وے تاکہ ان لوگوں کے ظلم سے جو تاریکی ہو و رہو وے اور رفاہیت اور آبادی سے روشن ہو وے سو کچھ دن بھی نہ چڑھا تھا کہ نسبت میں امیر مرحوم پونچا اور بد عمدہ لوگوں سے خالی ہو کر اوسکے ملک خالصہ ہو گیا اور اوسکے حکم اور ولت کے ساتھ آ رہے تھے اور ابائی تو ز اور طغان اطراف کرمان اور جہتان میں پونچے اور خواب میں بھی اوسکو یہ تصویق تھا کہ امیر مرحوم کے پیچھے چل سکیں اور سانس کر کے تو کیا یعنی اور منجملہ ان عمدہ چیزوں کے جو امیر کو اس ہنگام میں ہاتھ لکین منشی ابو الفتح علی ابن محمد بنی صاحب تھیں ہاتھ لگا کہ یہ ابائی تو ز کا منشی تھا حبائی تو ز کو شک ہوئی تو ابو الفتح کو اوسکے ساتھ لے دیا اور اس لیے اوسکے ساتھ امیر مرحوم کو اوسکی خبر ہوئی تو اوسکو بلا کر اپنا معتد بنایا اوسکی آرزو پوری کی کیونکہ ابو الفتح منشی و معتد بانی تو ز کا تھا اور امیر مرحوم کو ایسے لوگوں کی حاجت تھی کہ اوسکی مدد اور کفایت اور رہنمائی اور معرفت اور دانائی میں کبار آمد ہو وین اور ابو الفتح نے مجھ سے کہا کہ جب میں امیر مرحوم کے بیان تو ز پر آ اور محکوم اپنا معتد اور عین اپنے کار سلطنت اور راز رہائی خاص کا کیا اور ابائی تو ز ابھی زندہ ہوا تیسرے دشمن با تین بنائے لگے اور امیر کو میری طرف سے برائیاں لگائے لگے تین ڈرا کہ میں نا نو کہ ہوں شاید کسی ملک دنا انکے دلیں اثر کرے اور کسی نے کہنے سے میری برائی سچ نان لبوین تو میں ایک دن انکے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے ہم پیشہ بلند ہمت اور عالی حوصلہ نہیں ہیں خصوصاً تو مجھ کو قابل اپنے خصائص و اخلاص و نظریات و مراتب و ترتیب مناصب کے دیکھ کر اپنے راز باغی خاص کے لیے پسند کیا جو چرچہ کہ میں نا نو کہ ہوں اور میں آبتک ابائی تو ز کے

نوں کو ان میں نامزد ہونے اور خدمت کو ابھی اہتمام کا درپیش نہ کر دیا بلکہ اس شخص کو کام میں نہ لیا اور ان دونوں باتوں کا یہ کہ آپ مجھ کو اجازت دیوں کہ میں آپ کی سلطنت میں کہیں گوشہ گزیر نہ ہو کر تنہا بیٹھ رہوں جب تک کہ میری بالی تو رہے جسے نہ کو نہ بونج لے لے تو اس وقت میرا یہ عہدہ خدمت تہمت کے اور دشمنوں کے لیے محفوظ ہو گا اگر حرم میں نہ بہت خوش ہوا اور میں نے جو اس کی ستائش کی تھی ویسا ہی وہ بھی سمجھا اور مجھ کو کیا کہ اطراف پر فتح میں جہاں چاہے گھر بناوے جب تک کہ بھر ملا یا جاوے۔ ہوا میں خوش ہو کر رات کے وقت روانہ ہوا اور قصد یہ تھا کہ اگلی منزل پر پہنچو ٹھہرونگا پس صبح ہوئی تو میں نے اتر کر نماز پڑھی اور سچ پڑھ کر دعا مانگی اور پھر اٹھا کہ سوار ہوں تو میں نے ایک گاون پٹے پہنے طرف دیکھا کہ بندہ زارا روئے گا اگر دھتا اور بچول و شکوے طرح طرح کے تھے اور اس کے روبرو ایک سرزمین تھی کہ گویا نہر جدا کر دی تھی اور موتی اور دو رنگ سے آراستہ تھی اور تینوں اور سونے سے جڑا ہوا اور تین ہزار تین سو چھ ہجری تھیں کہ گویا سانپوں کے نشان میں اور بالی اور کامیٹا مثلاً حیات کے ہر دو عالمی ہو ہی نسیم فرشتہ نما نص کی لبت اور غیر خاص کی بو سے مجھ کو خوش کر دیا پتھر مکان پسند آیا کہ گویا اس سے جنت کا نقشہ ہوتا تھا جو کتاب ادب کی میرے ساتھ تھی اور میں نال کی کہ میں رہوں یا آگے جاؤں نوادس کی اور اسطر میں یہ شعر نکلا

بونج جاسی گر تو بسوی سلامت تو غایت ہی ہی ہائے نہ جانا

میں نے کہا قسم خدا کی یہی نطق اور قول صلوٰۃ ہے اپنے خیال کو بھی اس گاون میں بلالیا اور جھپٹنے تک بہت خوشی اور فرحت کے یہاں ہا پھر میرے حرم کا فرمان میری طلب میں بونجی کہ فوراً میں حاضر خدمت ہوا اور جو بطلے کہ اس گاون میں ہیں اوٹھا یا اب تک خوب یاد ہو اور ابوالفتح کو یہ عہدہ ملا کہ سب حالات اور واقعات میرے کہنے کرے اور زانہ سلطان میری والدہ ام الملائمہ تک اس کا یہی عہدہ ہا چنانچہ چند فوج اس کے بھی لکھے کہ قضا کار اور فوج سے جلد ہو گیا اور ترکستان میرے چاکر گیا اور چھ ہجری اور فوج کے کھنڈوں اور لبریز ہو کر جب اس نواح کا حاکم ہو گیا اور اعلیٰ افواجی سب اس کے تابع رہ گئے تو ان کا خوف میں نہ رہا مقرر کر دیا اور چونکہ ولایت قصد از نہایت ہوا اور اس کے رستے بہت دشوار گزار ہائے حاکم کو خیال ہوا کہ لبریا نہایت بونج سلیگا تو اس نے کشتی اختیار کی تو وہاں پہنچا کہ لبریا نے بونج سے گھر چڑھا اور اس کا لبریا بیٹے کو بھی اپنے ہمسائے لیے بہت جلد کھانا پکانے کو کہی پکڑا ہوا اور سن تک کی شہت سے اس کا لبریا کو

گھوڑوں سے گرنے ہو گئے اور کتے چلائے لگے اور لڑکے چمکنے لگے پھر میرے کچھ مال اوجھ لیکر
 زریسا لایہ مقرر کر کے پھر اوسکو ملک کے دیبا بٹ امیر کے نام کے خطے پڑھے جانے لگے اور بہار دوسرا
 کو اوسکے حال سے علم ہونے لگا اور ایسے ہی غائب خانہ کو بھی پتہ چلا اسنے حملے اطراف ہند پر شروع
 کیے کہ بلند پہاڑوں پر جو قبضے تھے اور زمین مال و دولت بہت تھا فتح کر لیے اور سب خزانے اپنی
 مملکت میں لے آیا اور حدود ہندوستان پر فتح کرنے لگا کہ انہیں سو ہی ہندوؤں کے اور کوئی نہیں تھا
 اور بنگ اور مین کوئی بادشاہ اسلام بھی آیا تھا اور راجہ جیبال کو جو غیر ہوئی کہ ایک شخص اوسکی ملک
 قبضہ کرتا چلا آتا ہوا اوسکو ایسا قلعہ اور زنج ہوا کہ بقیہ راجہ کیوں اور زمین چھپی فراخ تھی ایسی ہی اوس
 ملک ہو گئی اوسنے اپنے کنبے اور سردار اور شاگرد اور تیرہ ہاتھیوں کو لکھنا کیا اور کرا دہ ہوا کہ امیر سے
 انتقام لیوے اور لغنان سے ہوتا ہوا بلاد امیر کے قریب جا پونچھا اور اوسکو اپنی طاقت اور قوت
 پر بہت بھرپور تھا اور اپنے ذہن میں ایسے ایسے گمان کرنا تھا جو ہو سکے تھے امیر نے جو سن تو اوسکے
 مقابلے کی تیاری کی اور اپنے دوستوں کو لکھنا کیا اور مردان آزمودہ کا لشکر درست کر کے غزنین سے
 نکلا اور دیکھا کہ دریاں غزنین اور لغنان کے ایک ایسا انہوہ ہو کر گیا شبہ تاریک ہوا اور امیر کے ساتھ اوس
 سلطان بہمن الدولہ امین الملایہ بھی تھا اور بنگ شروع ہوئی اور چند دن تک متواتر جاری رہی
 نیزہ بازی اور شمشیر زنی ایسی ہوئی کہ طرفین کے لوگ بیہوش ہو گئے اور قریب میدان جنگ کے جانب
 اہل ہند ایک پہاڑی غورک نام نہایت بلند تھی اور اوسکے گرد ابرہہ طیر ہوتا تھا اور اوسکے پاس بانی کا
 ایک چمہ نہایت صاف و پاک تھا کہ اوسمیں کچھ خفس خاک تھا اور نہ کچھ ناپاکی تھی اگر اتفاقاً اوسمیں کچھ
 ناپاکی گر جائے تو ابرہہ سپر گر جائے اور ہوائیں اوسپر چلیں اور اندھیرا ہو جائے اور ہوائیں
 اوسکے گرد بھر جائے اور نیسی تکلیف ہوتی جو کہ گویا موت دکھائی دیتی ہو حکم ہوا کہ انہمیں کچھ
 ناپاکی ڈالیں تو اوسکے ڈالے ہی اہل ہند پر قیامت برپا ہو گئی اور آسمان سے متواتر آگ ٹپنے
 لگی اور آہستہ آہستہ لگی اور بہت سخت آندھی چلنے لگی غیمہ سردی اور برف کے اور برف پڑنے
 اور رات سے کھو گئے اور کھاٹی بند ہو گئی اب لاچار فرما رہا ہوا کہ راجہ جیبال نے صلح کے لئے امیر کے
 پاس صلح بھیجا کہ کچھ اہل لیوے اور بنگ موقوف کرے اور اپنا حکم ہمارے لشکر اور ہماری مملکت میں
 جاری کرے امیر نے بھی جاکہ اوسکی یہ درخواست قبول کرے سلطان بہمن الدولہ امین الملایہ نے

ان قاصد و مکرور و کما اور صلح سے اٹھا کیا کہ بے لڑیے اور کچھ فیصلہ نہ ہوگا قاصد یہ حال دیکھ کر لاچار پئے
گئے اور راجہ جیپال نے پھر قاصد و مکرور نہایت غمزہ اور کسار کے ساتھ بھیجا اور یہ و سکنا غلام کلام تھا کہ مکرور
ہو نہ دکا مال خوب معلوم ہو گیا کہ موت سے کس قدر ڈرتے ہیں تنہ جویط غنیمت اور ہاتھیوں اور قیدیوں
کے صلح سے اٹھا کیا کہ جو تیسرا ارادہ مصمم نہ ہو کر مال ہلاک کر دے گا اور ہاتھیوں کو اندھا کر دے گا اور لڑکوں کو
آگ میں ڈال دے گا اور تیسرا مالک دوسرے کو قتل کر ڈالے گا تو پھر سوای ہتھیار اور ریت اور درودن اور چوہ
تو بونے تھابے ہاتھ اور کچھ نہ آوے گا تیسرے نے جب یہ سنا اور جاننا امید ہو کر جو کہتا ہر شاہی بی
کر بیٹھنا سب جانا کہ صلح کرے اور مال اور اسباب لیکر اوسکو چھوڑ دے اب میں اللہ والہ میں المائے بھی
صلح سے راضی ہو گیا اور تیسرے صلح ہوئی کہ دس لاکھ درم سکے شاہی اور پیاس ہاتھی اور چند قلعہ اور شہر
کہ اوسکے بیچ سلطنت میں واقع ہوں ہر کو دیوے ایک مقدمہ کا اور پھر ریت اور تھانے کے پر
صلح وغیرہ اور اگر سے تب تک چند آدمی اوسکے نامزدان کے امیر کے یہاں بطور ادل رہیں گے
اور امیر نے توڑا ز صلح وغیرہ لے لیا اور یہ ٹھہری کہ شہروں اور قلعوں پر چند دن بعد قبضہ دے گا پھر
جیپال کو دوبارہ ورن کے ساتھ اوسکے وطن بھیجا کہ سیدی سیدی راہ تباہ بن اور کچری اور گرجی سے
پچا میں اور چند تہذیبی اوسکے ساتھ کو دیے کہ شہروں پر قبضہ کریں تو جب دوزخ ل آیا اور جاننا کہ اتفاقاً
کچھ ہلکا ہو گیا اور گل کی سی پھیلی ہو گئی تو اوسنے ارادہ کیا کہ وعدہ خلافی کر کے دوبارہ جنگ کرے
اور امیر کے لوگوں کو جو اوسکے ہمراہ تھے بے ادب لوگوں کے کہ امیر کے یہاں بطور ادل کے قید کر لیا
اور امیر کو جو بیخبر ہو چکی تو اوسنے گمان کیا کہ یہ امر عجیب اور غلط ہو چر جب یہ خبر پڑو پڑ گئی تو اوسکو
یقین ہوا اب اوسنے اپنی تلوار بھر تیز کی اور چند غلام اور مددگار اپنے رفیق لیکر انشا اور ملک کو دیا بندو
میں گس آیا سو کوئی لڑیو لا اوسکے سامنے نہ آیا نہ جیپال کا لشکر اور نہ اسکا کوئی مددگار سب کو پتہ چلتا
دلنا چلا آیا اور قلعہ لغمان کو جو حفاظت اور کثرت مال میں بہت مشہور فتح کر لیا اور اوسکے اکامط
آگ لگا دی اور فتح کر لیا ہوا اور لوگوں کو قتل کرتا ہوا آگے بڑھا اور قتل و خونریزی بہت ہوئی اوسکا
اوسکے رفیقو کا بہت مال ہاتھ لگا تو اب وہاں فتح کر کے اولٹا پھرا اور اطراف انکناں میں فتح و فتح
جاری ہے اور سب لوگ خاص و عام بہت خوش ہوئے اور جیپال نے جو اپنی عمدہ لشکر کی سزا پائی
اور دیکھا کہ جیسے جیسے مزار سے گئے اوسے بے یار و مددگار لگیا تو اوسکو بہت مذمت ہوئی اور سب

ایک قیامت ہوئی اور چند روز حیران رہا کہ کیا تدبیر کرے اور ابا کی نوکریوں کو رکھے اور قبائل دوبارہ
کھانسنے لائے اور اسکو غیرت ہوئی کہ اپنا انتقام لے لے تو بہت سوچا اور انجام میں خوب غور کی اور
جنگ کا موقع نہ کیا اور سبکو بلایا اور لکھنیا اور ایک لاکھ یا زیادہ آدمی تیار کیے اور امیر کو جو خیر ہوئی
تو جوٹ اور سکا استقبال کیا اور مسلمانوں کو پھر جنگ پر آمادہ کیا اور نہایت اطمینان سے چلا کہ وہ لوگوں
قریب ہو گئے، نیز ایک بلند گھاٹی پر چڑھ کر لکھنیا پر لکھنویوں نے جو بیٹھوں یا ٹڈیوں کے پھیلے ہوئے
پلے تو امیر کو کچھ ڈلکا صیت بھیجا مگر یوں کے پوٹے یا بھوکا شیر پر لگندہ چوہا پوٹ کے کچھ جاتا ہوا اور پھر پنی
فوج کو اور بھارتو وہ اپنے پاؤں کی حمایت پر موجود ہوئی اور یکدم دیکھ کر پانچ سو آدمی خوب تیراغاڑ
ہون حملہ کریں کہ جب یہ جنگ جی طرح کر تھیں تو لشکر گاہ سے ایک اور پانسو مرد جنگ لگے کہ یوں
کہ وہ آرام کریں اور یہ اونکی جگہ کام کریں اور جب انھوں نے خوب کام کیا تو پھر دوسرا گروہ پانسو مرد کا خوب
کھانا پیسا دلنا ہوا آیا اور یہی حال رہا میانیک کہ لشکر پہنچ اٹھا اور پھر مسلمان نے یہ ارادہ کیا کہ سب
اکٹے ہو کر ایک جگہ کریں اس سے لشکر پہنچ کے قدم و کھڑ جا بیٹھے سو اسوقت آتش جنگ خوب چلی
اور سردار اور سپاہ سب منتفح ہو گئے صفین جنگ پر زمین اور سوا می تلوار کے سب تھیاں بجا رہ گئے
اور اس قدر مختلف زد و ضرب ہوئی کہ کسی کو پرسی کہیں ہوا کسی کی لکھ کہیں گئی اور ایسا غبار اٹھ گیا کہ
آویں کی شناخت اور دکھائی دینا دشوار ہو گیا اور کچھ نیمہ تلوار اور نیزے سے زمین اور آدمی اور ہاتھی میں
مسلمان اور ہندو میں نہ ہی جب یہ غبار تھا تو معلوم ہوا کہ ہندو کو شکست ہوئی اور کاسب سپاہ ہاتھی
گھوڑے برتن تھیا لباس وغیرہ لگیا اور جنگل کشتوں سے بھر گئے اہل ہند بہت تو تلوار و سب مارے گئے
اور بہت تیروں سے اور بہت تلوار اور تیرے زخمی ہوئے اور بہت صرف خوف اور ہشت سے
مرا کر گئے یہ ایک دستور قدیم سے جاری ہوا زمین کجی ملافت نہیں ہوا یعنی ایک قوم کی ترقی دوسری
قوم کی تباہی پر موقوف ہے اور ہندو نے اپنے سر کی چوٹیاں ملائین کلاب امان ہوئے اب یہ ملک
خاص میر حرم کی ملک خاص ہو گیا اور دولت برس پڑی اور خزانے کے لیے کھل گئے اور وہ سب
جنگی ہاتھ لگے کہ ان سے اس کے لشکر کی رونق ہو گئی اور قوم افغان اور غلج سب اسکے تابع ہوئے کہ
ان میں سے ہزاروں کو اپنی خدمت میں لکھا اور جب جا ہاڑا آیا اور اسوقت امیر ابو القاسم نفع ابن منصور دلی
خزاسان کی اعانت اوپر وہ جب ہوئی اور جن ترکوں نے کہ امیر لوج کو نکال دیا تھا انکو اس نے مار کر

پر لکھ کر دیا اور انکو سامی نہر بہت کے اور کچھ نہ بن آیا یہ اللہ کا ایک احسان ہے کہ سوامی ہلکتین کے
 اور کسی بادشاہ اسلام کو مدینہ میں ہوا بیشک اللہ تعالیٰ نے سب بخوبیاں اوکو عنایت فرمائی اور اسکی محنت
 اور جانفشانی کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہ بادشاہت اس کے بیٹے کو ہوئے اور یہ غلطی اس کے خاندان میں باقی ہے
 ترکوں کا چرچہ آنا امیر ابوالقاسم نوح ابن منصور پر اور اسکا نکالاجہانا
 امیر ابوالقاسم نوح شہ جرمی میں سلطنت سامانیہ کا وراثت تحت نشین ہوا سب ارکان اور
 امرای و ولت اسکی اطاعت پتفق ہو گئے اور وہ مال کہ وزیر سامانیہ ابو الفضل بلعی اور اجیہ
 عقی وغیرہ یعنی وزیران سابق نے بڑی محنت اور جانفشانی سے جمع کیا تھا سب خرچ کیا گیا
 ابو الحسن محمد بن ابی اسیم اور بنی ہجر سب سالانہ نیشاپور سے درخواست کی گئی کہ ابو القاسم نوح کی
 پادشاہی پر رضی ہو کہ اس سے تعزیت کرے اور بنسبت اور ارکان دولت کے اسکا وظیفہ
 کیا گیا کہ اسکی طبیعت ادب پر نرم ہوئی اور او سے تعزیت کی چونکہ ابھی بادشاہ کم عمر ہوا اس لیے
 ابو الحسن عقی وزیر مقرر ہوا کہ شخص نہایت شفقت سے کفیل کاراورد و کار ہے گا اور بہ توضیح
 خداوندی او سے ایسی تہنیت کی کہ سب کام بہت ہو گئے اور سب لوگ خوش ہوئے اور سب حدود اور اوقاف
 مملکت کا انتظام کیا گیا اور سمیت سلطنت کی شرق اور غرب اور بعید اور قریب خوب ہوا بندہ اور
 امیر بغداد و ولایت الملت کہ قدر اور منزلت اسکی مشہور و معروف تھی اور ولایت اسکی خوب آباد
 نمودار اسکی بہت تیر کا گزارا ابو الحسن عقی کے ہر امر میں ضامن بنی اور بوجہی کرتا تھا اور ہر حکم فرمائش
 کہ وہ کر بھیجتا تھا پسند کرتا اور بجا لاتا اور سرکشی اور بغاوت کا خیال اسکو اکثر اتنا تھا کہ جب اسکا غور
 کرتا تھا تو لاچار نرمی قبول کرتا تھا اور اتحاد خواندگی عقی کا خواہ اس کام پر تو کہ تھا کہ ہر سال کے اور یہ
 جایا کرے اور ہانکے ساکنین اور متحین کو وظیفہ تقسیم کیا کرے مجھ سے کہتا ہوا کہ ایک روز جنین انسان
 سے آتے ہوئے بغداد الدولہ کے پاس چلا گیا تو بطور رسم اوقاف کرے کے او سے مجھ سے ابو الحسن کا
 حال پوچھا اور اسکی استقامت اور خوبی کفالت کا ذکر کیا پھر کہ کیا فرمائش ہے میں نے فہرست حساب
 مطلوبہ کی پیش کی کہ او میں کینز ارتھمان بلو و نقش قابل استعمال امیر ابوالقاسم نوح کے او پر انصاف
 نقش ابو الحسن عقی کے لئے اور ایسے ہی پانسو عثمان ابی العباس تاش و ربان کے لئے عرض تھے
 جب اسکو تامل اور غور سے دیکھا اور جو کچھ کہ او میں تھا معلوم کیا تو اسکو نوحوت پیدا ہوئی اور بسبب اپنی

غیرت اور عزت کے جوش آیا اور نہایت غضبناک ہو کر جواب دیا کہ اگر ابو الحسین سبھی اپنی اوہلے دلی
کی سلامتی چاہتا ہو تو اس کے اور اس کے والی کے حتمین بہتر ہو کر ان فرمائشوں سے مجھ کو کلیتہً ندمان کرے
ورنہ تیرے پونچنے سے پہلے میں ہر ایک تجھ کو پر گھوڑوں کا طویل درنیزوں کا قیام گاہ اور لشکر کا
فرو دگاہ بنائے دیتا ہوں سو میں اسکی سطوت اور شوکت سے ڈرتا ہوا تھا اور سببت اور ہر ہست کے مارے
قدوم ٹھینتا چلا اور سوار ہو کر اپنی فرو دگاہ پر آیا جب نزع قریب ہوا عضد الدولہ نے مجھ کو بلایا میں اس کے پاس
گیا اور اچھی طرح بادبوس کے سامنے بیٹھا اور سوا سے قاعدہ قمری کے خوب خندہ پیشانی ہو کر یہ کیا
کہ میں نے وافق فرست کے حکم کو دیا ہر کونوا رض ہونا ابو الحسین کا نا پسند کر کہ یہ دوستی کے خلاف ہے سو تم بھی
کارگیر بن کر ایک کرتے جانا کہ تمہارے آنے تک تیار کر دین میں نے اس کے کہنے کے موافق کیا اور پھر آیا اور
اجنا مشن رجب لیکر بخارا کو روانہ ہوا اور بہت شاعروں نے شیخ ابو الحسین عقی کے لیے قصیدے مع کے لکھے
میں خصوصاً ابوطالب لمون نے بہت قصیدے اس کی طرح میں لکھے میں نے نجلہ اس کے شیخ عزیز شہا

مدد کرتا جو سبھی طرح سے	نہیں کرتا کوئی ایسا جہان میں	یہ اس کے عقل کی تیرہ ہی ہر شو
نہیں تیرہ ہی بہت سبب میں	مدد کرتا جو جس لشکر کی اسکی	نہیں ہوتی میں تلوار بن سینا
اجازت ان کو کر گیا فوراً	تو گھس جاتا میں باغ و شمنان میں	بنی عتبہ کی تلوار و نکی برکت

خلافت ہو گئی روشن جہان
اور درمیان بادشاہ اور امرا کی سلطنت کے پیغام سانی اس کو سپرد ہوئی کہ ان کی حاجات ادا ہوئی
رہیں لوگوں کے دل میں اس کی محبت جگمگی اور اس کی سرداری سے سب خوش ہوئے اور ابو الحسین نے
اور پھر وازے بخشش کے کھول دیے کہ اس کے پاس مال بہت ہو گیا اور اس کو خوب تعزیت اور قوت
حاصل ہوئی اور ابو العباس تاش ابی جعفر عقی کا غلام تھا اور چونکہ وہ بہت ہوشیار اور عقلمند تھا اور
عاقبت اس کی بہت پسندیدہ تھیں اس لیے عقی نے اس کو امیر اوصالح منصوبہ اس فوج کی خدمت میں
بعثت سوغات بھیجی یا تھا اس کی قوت بازو اور پادری سے ابو الحسین نے اس کو سپاہ مدد گار بنا کر
سب کام درست کر لیے اور درجہ بدرجہ اس کو اس درجے پر پہنچا یا کہ جب کا نام قوت اور غلبہ تھا اور
سب کام آستانہ دولت کے اس کی مدد گاری اور اعانت سے بہت چھی طرح خوبی و جمال آواز
و ببال اور ستقامت اور اعتماد اس سے جا ہی چھوے اور ابو الحسین غافل کو عین خدمت خاصہ پر

مقرر کیا کہ ساری منصوبہ بن لوح کے ساتھ متعین ہے اور اس کے سب اور حکام لدا اور اس کے حکام
 شریک رہے سو بھی تہذیب ملک اور مخالفت بہت سلطنت میں اور کاش کہ یوں کیا اور خراسانی سپاہ سالاری
 فقط ابو الحسن محمد بن ابراہیم بن بھو کو دی گئی سو یہ شخص نہ تھا نہ حمایت ملک اور سیاست
 میں مصروف ہوا یہاں تک کہ شہنشاہی شرارت جیسے اور کھار لینی اور کوئی آئین اور کریان سب بار بار ہوئے
 پھر یہ سلطنت مثل سلطنت ہجستان کے تباہ ہوئی اور قتلہ اسکایہ کو خلف ابن احمد سے تہ ہجرت جج کر کے
 جو داپس آیا تو طاہر بن حسین کے بجائے اس کے منصرم سلطنت تھا اس کی سلطنت رہا بیٹا اور عیاد و نو حکو
 ملا لیا یہ منصور بن لوح نے مناسب طابا خلف ابن احمد کی مدد کیا وہ اس کی تکلیف اور وقت
 کیا وہ اسے اور جو فوج اسے مانگی وہی اس کو دے لینی کہ اس کو اس کے گھر پر پھر پونجا دین اور اس کی ملک اس کو
 پھر دلا دین جب طاہر نے یہ سزا کہ اس طرح مرد اور فوج آتی ہو وہ اس سفر کا رطیف بھال گیا اور خلف
 ابنی حکم پر قیام ہو گیا اور اپنے بھتیجا لڑائی کے کھول دالے اور فوج کو خدمت کیا اب پھر طابا خیر آیا اور خلف
 نکال دیا اول وہ با ویش گیا اور پھر منصور کے پاس فرما دینی مصیبت کی لیکر آیا اس نے اس کی خدمت
 خاطر جمع کی اور اچھی طرح اس سے پیش آیا اور بہت فوج اور لشکر اس کے ساتھ کر دیا کہ ہجستان پہلے
 اتفاقا طابا اپنے بیٹے حسین کو اپنی جگہ پر چھوڑ کر گیا اب خلف نے اس کا گھر اور لڑنا شروع کیا یہ شام
 بہت کوشش اور محنت سے اترتا رہا یہاں تک کہ بہت لوگ طرفین کے مارے گئے اور مدت تک لڑائی
 جاری رہی تو حسین نے بخارا عرض کی کہ میں نے مخالفت سے توبہ لی اور میرا مقصد وفات ہو کر
 اور چاہتا ہوں کہ اگر اس تکلیف سے بچو رہا ہوں تو وہ اسے اور گلے کی رہی و حیل ہو دے تو حاضر دربار
 ہو کر زمین بوسی کروں اسیر نے یہ درخواست قبول کی اور دربار میں آئی اجازت دی اب پھر
 ہجستان خلف ابن احمد کو ملی اور اس نے مدت دینار تک سلطنت اور حکمرانی کی اور بہت عزت
 حاصل ہوئی اور اس کے قلعہ دولت سے پر ہو گئے اور اب بخارا سے کچھ علاقہ نہ رہا بلکہ حقوق حسن
 جو اوپر وجہ تھے ان کو ٹالنے لگا اور جو حکام کہ بخارا سے اوپر صدارت ہوتے تھے ان کو تہذیب جانے
 لگا اب حسین ابن طابا سرداری فوج خراسان اس کے مقابلے کو بھیجا گیا فائدہ کار میں اس کو
 آگھر اور بہت مدت تک لڑائی جاری رہی پھر کچھ فائدہ نہ ہوا اور کوئی راہ فتح کی ملی اور ابو الحسن
 عقبی مدد پر مرد اور سرد پر اس کے پاس بھیجا تھا اور تہذیب سپہ سالاروں کے کہتا ہوں

گشتاںش دور اور اراج حسین بن مالک اور اوراکان دولت اور اراجی سلطنت وہاں موجود تھے اور
 کیسی کوشش سے کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ قلعہ بہت سخت تھا اور فضیل بہت مضبوط تھی اور نالوں اور کھانوں میں
 اتنے بہت دشوار تھے اور اسکے گرد ایک خندق تھی سوار کو اسکا بھانڈا جانا اور پیادے کو گود جانا
 بہت دشوار تھا اور خاتم ابن احمد ایسے ہیون سے لڑتا تھا کہ گمان میں نہ آسکیں اور جس سے شبہ بخون
 نہ ہوا تھا اور گو یونین سانچہ چھینتا تھا اور اسی طور پر سات برس گزے کہ مردان کا مرد نے لگے اور ان
 ہوئے اور سرمایہ ضائع ہونے لگا اور سوار اور زواران ہلاک ہونے لگیں پس یہ وقت سے سلطنت کا
 نزوال شروع کیوہستی بندوبست کا موقع ہوا ہر امر کی ایک مدت ہر اور ہر قوم کا ایک زمانہ ہر
 کی انتہا ہوا لہذا جبکہ وہاں ہے مثلاً وہ اسکو جو چاہے رکھے اسکے پاس کتاب حکام کی موجود ہے اور
 ارکان دولت نے فکر کیا کہ اسوقت سپاہ سالار ابوجسن سمجھو نیشاپور میں اپنے گھر بٹھا ہوا اور اسکی
 و نقصان کا تدارک نہیں کرنا ہوا اور سلطنت کے امور مصلحت میں دخل نہیں دیتا ہوا اور یہ بھی کہا کہ
 منصف نے اسقدر احسان اوسپر کیا کہ وہ اپنے مکان پر موجود ہوا اور پادشاہ کی مدد میں کرنا ہوا
 اوسکو لکھ بھیجا کہ تو وقوف ہوا اور یہ عہدہ سپہ سالار کی والدہ اسکا نشان کو دیانگیا حب یہ پیغام
 پہنچا اور سب حاضرین کے رویہ پر یہ حکم بیان کیا گیا تو غربت سے قبول کیا اور اسوقت غرہ کشی
 اور آواز و مخالفت ظاہر کیا خاص اپنے لیے سب امور سلطنت کا دعویٰ کیا کہ اوسکو اپنی قوت پر
 اعتماد اور خیر و مساعدت اور اپنی اولاد اور اپنے بھائیوں پر اور اپنے لشکر اور سپاہ پر اوسکو گھمنڈ تھا پھر
 رات بھر توجہ سوچی اور فکر کی تو اب یغیال کہ اگر لوگ یہ کہیں گے کہ جس سلطنت میں بوڑھا ہوا اور
 تک ٹوکر ہا اوس سے نافذانی اور سرکشی کی اور اوں نعتیہ کا بھی جو مخالفت میں پیدا ہوتی ہے ہر قصور آیا
 کہ جان کا آرام اور آنکھوں کی نیند باقی رہتی ہوا اور مال جو جمع کیا گیا جو چین جاتا ہوا تو مناسب جانا کہ اس
 غلہ کو قبول کرے کہ اس میں سلامتی تصور ہوا اور قاصد کو بلایا اور جو کچھ کہہ چکے اسکا تھا اوس تصور کی معافی
 کی درخواست کی اور طاعت و اطاعت نہایت نیا زندگی اور ستمندی سے ظاہر کی اور کہہ کہ تین
 درخت ہوں جو نوجو بادشاہ نے لگایا تھا اور اپنے آب گرم سے بکھویرا کیا تھا تو بادشاہ کو خفت
 ہو کہ اپنے درخت کو باقی رکھے کہ اوس میں ہل گین یا اوسکو ایک رے اور جو کھا کر اگ میں جلا دے یہ کہہ
 نہایت طاعت اور نرم کلامی سے اوسکو خضعت کیا اور ظاہر میں بہت لطف اور نرمی کی کہ

فخرالدولہ کے لشکر کو اپنی طرف ملا کر وہ کسی مخالفت پر خوب برا بھونچتا رہا اور فخرالدولہ بھی جہان میں تھا
 اور دونوں لشکر کا مقابلہ ہو گیا تو جھٹ پٹ لشکر فخرالدولہ کا عضد الدولہ کے پاس لان کے لیے چلا گیا اور
 فخرالدولہ سے سب بیوہ بچہ کے جب فخرالدولہ نے دیکھا کہ لشکر تک حرام نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کل کے
 دن اپنے چچا کے بیٹے بختیار کا حال دیکھ کر کھانا کس طرح بھر جمی سے قتل ہوا تو انکو چھوڑا اور جہان
 پریشان ہو کر عیاض بنی جان بچا کر چلا اور جو گھمٹیاں اور راستے کہ انہیں ہر وقت یہ خوف تھا کہ شاید
 کوئی جاسوس یا دبی کردی یا اعراب بکڑ لگا سب چھوڑ دیے اور مسافت طویل کرنا ہوا جہان پوچھا
 یہاں تک کہ شمس الملحالی قابوس بن وکیر کے پاس ملے اور ان کے لیے حاضر ہوا قابوس نے اسکو اسن دیا
 اور خوب عزت سے اسکو رکھا گیا یا پناہ دیا اور اسکا فرش کیا اور اسکی آرزو سے زیادہ کچا اسکو دیا اور
 اپنے ملک میں اسکو شریک کیا اور اپنی مملکت کہ نہایت نفیس چیز جو اور اسکے دینے پر سکون رہے ہو
 اسکو سپرد کر دی کہ اسکا مال اور اسکی جان و ثمنوں کے فساد سے بچے اب عضد الدولہ اور مؤید الدولہ
 قابوس کے پاس نہایت بھیجا کہ فخرالدولہ کو ہمارے حوالے کیے اور اسکے بدلے اتنا مال لوے اور اسکا
 ملک کیا اپنی ولایت میں شامل کر لے اور علاوہ اسکے اور پیمان اور اقرار سے سر سے کر لے کہ ہم
 ہر وقت فراغت اور تکلیف میں باعانت وجود ہونگے قابوس نے انکو یہ جواب دیا کہ یہ بھی شریعت
 قرابت ہوا اور اسکا وفار کراہیم ہوا اور ان کے لیے ہمارے یہاں ایسی حرمت ہو کہ اسکا ضائع کرنا وہ
 مروت اور شریعت فوت بین کر گزنا سب نہیں اگر کوئی فخرالدولہ کا قصد کر گیا تو قریب ہو کہ اس پر
 تلواریں چمکتی ہوں گی اور زہر درز رنگ پونچھیں گے یہ جواب سنتے ہی انکو غصہ آیا اور آمادہ ہوے
 کہ اسے لڑ کر ملک جھین لوین اور عضد الدولہ نے اپنے بھائی مؤید الدولہ کو لکھا کہ حاجت سے زیادہ سپاہ
 اور مال لیکر قابوس پر کو، چ کرے سو مؤید الدولہ دلی اندر کی اور علی لشکر لیکر زمر سے جہان چلا
 پستان کے شہروں پر اپنا قبضہ اور تصرف کرتا ہوا استراہاد پر پوچھا اور شمس الملحالی قابوس بن وکیر کے
 مقابلے پر جلد آئی پوچھا اور دونوں لشکر جمع ہو گئے اور صبح سے زوال تک لڑائی خوب ہوئی کہ فرخ شمس
 مردان کا زہر کے خون سرخ ہو گیا اور لشکر ذیل یعنی ترک پر ایسی تکلیف پڑی کہ ان سے صبر بکا
 اور قدم اٹھ گئے اور پریشان اور غرق ہو گئے شمس الملحالی اپنے ایک قلعے میں کہ ہوال کیرہ
 پہنچا جلا گیا اور اس مسافت میں اس کے سامان سے اسکو بہت مدد ملی اور پھر نیشاپور واندہ ہوا

کہ بہتہ بہتو بہن فرالدولہ سے ملاقات ہوئی اور اس کے لئے سب لوگ شکستہ حال کیٹے ہوئے تھے اور حال
 ان دونوں کا البوالعباس ناش نے امیر ابو القاسم جو حین بن صفورانی خراسان کو لکھا کہ یہ ایک سلطنت میں آنکا
 قصد رکھتے ہیں اور آپسے مدد اور اعانت کی آرزو کرتے ہیں کہ جو ملک انکا لئے مجھیں گیا ہو وہ بخلہ و بروت
 آپ کے دلایا جاوے جس میں نے ان دونوں کو خط لکھا کہ جس سے اونکو سہارا معلوم ہووے اور اونکا
 دل خوش اور مطمئن ہے اور البوالعباس کو لکھا کہ انکی خوب عزت کیا جوے اور اونکی تعظیم و تکریم کرے
 اور یہی جمعیت انکے ساتھ کرے کہ وہ فوٹون اپنے گھر کو بخیریت جاوین تو البوالعباس حکم کیا لایا اور ہر ایک
 سوار و نیکے پیسے کے پرے آنے لگے جب اچھے اچھے مردان کا لکھنے ہو گئے تو اسنے ارادہ کوچ کا
 کیا اور دنیا پورے بارادہ جرجان جلاکہ ولایت ہشتمس العالی کی مؤید الدولہ سے جھینے پہلے تو یہ صیقل
 سوچھی کہ تو ملاح رہنم پر فائق کو بھیجے کہ مؤید الدولہ کی بسا اورد مدد سطر سے روکے اور دھڑکے نہا
 اسکے پاس آنے سے کہ ان دو وجہ سے اسکو تشویش ہوگی اور اپنا لشکر اور دھڑکے گا پھر ہم دونوں نیچے
 اسکو گمیر لینگے سو فائق سطر گیا اور پھر اسکو یہ امر بتہ معلوم ہوا کہ ایک جانب سبکا اکھٹا ہونا اور ایک دوسرے
 کی مدد پر ہونا اچھا جس لیے فائق کو پھر اپنے پاس آراو دار پر بلا لیا اور سب متفق ہو کر آگے چلنے کا ارادہ
 کیا اور حسام الدولہ ناشن اس لشکر کے جرجان کو پہنچا اور انکے ساتھ شہر المعالی اور فخر الدولہ بھی تھے
 یہ سب توجرجان کے باہر رہے اور مؤید الدولہ اسکے اندر محفوظ رہا اور اسکے گرد ایک گہری خندق تھی اور
 بہتہ معلوم نہ تھا اور کھانوں اور درون پر نگہبان پڑے ہوئے تھے اس لیے یہ سب رک رہے اور
 یہ لڑائی اسقدر دراز ہوئی کہ دو مہینے ایسے گزرے جیسے ایک دن گزرتا ہوا اور لڑائی اور کمر بند ہی برابر جاری
 رہی اور شہر کے اندر خوراک نہ بگرنی کہ وہ ملی لوگ حیران ہو گئے کہ نہ قوت ہو اور نہ قوت ہو اور یہ نوبت
 پہنچی کہ جو کی جیوسی جوئی اور کچھ میں مخلوط ہوئی تھی کھانے لگے اور معلوم ہوا کہ اہل دیکر جنط زمر
 بھجئے تھے اور میں اپنی نگی اور لاغری کا حال لکھتے تھے اور اپنے خطوط میں شکوے روٹی کے کہ مثل
 روشنائی کے سیاہ تھے لیٹے تھے یعنی جتانے تھے کہ ہمارا حال ہوا و فوٹون لکرا پسین بھر گئے اور فخر الدولہ
 لشکر کے بائیں جانب مل کر کاتہ سپہ سالار مؤید الدولہ کے مقابلے پر تھا سو خوب دلا دلا دڑی اور
 آرزو وہ کارمی کی دمی اور اوپر حملہ کیا اور زخمی ہوا اور نہ ہر میت پا کر اسنے تباہ و گویا اگر فخر الدولہ کو ہر وقت
 کچھ بھی ہر دلتی تو بدیشک فتح کر لیتا اور جنگ تمام کرتا پر سب لشکر نے حسد کیا اور سہل ہوتا چھڑ دیا اور

منجملہ لشکر و عساکر کے ایک گروہ نے اوباش خراسان پر جو غارت اور لوٹ مین مصروف تھے حملہ کیا اور انکو بکری
 قتل کٹال اور بعد اسکے ابو سعید شیبی ابو العباس تاش پر روانہ ہو کر جو خوب ملا ورتیر انداز میں لیکر آؤنچا
 اب ان دونوں میں لڑائی ہوئی کہ با دہشت ٹوٹے تھے با کھین چھوٹی تھیں اور ویدوں
 کی ناموری ظاہر ہوئی پھر ایک دن کے رہے باقی ہمیشہ جنگ فایم اور جاری رہی کہ ہر شخص اپنا مقام لینا تھا
 اور ابو الفضل خیمہ سردی نے موبہ الدولہ سے کہا کہ جب تک منہ درجہ ہو طاہر پونچے انکو روکے رکھے کہ اور جو
 پھر ایک حملے میں باغی ہو گئی یا شکست ہو موبہ الدولہ نے یہ بات اپنے ذہن میں رکھی اور نظر و فوٹ
 رہا وضان ششہ جبری بدھ کے دن اپنا اور اپنے بھائی کا لشکر سب اکٹھا کیا اور اہل خراسان کو یہ
 گمان تھا کہ ایک ابرہہ جو بھی لگندہ ہو جاوے گا چرب دیکھا کہ یہ تو ایک ابرہہ جو تہرتہ اور اہل آنا
 ویکے لوگ خندق کے اوپر سے میدان میں آئے اور یہ سخت کارزار دیکھ کر بہت متحیر ہوئے اب
 آتش جنگ بھڑکی اور ضربہ زہر و شمشیر چلنے لگی اور لوگ آپس میں یہ کہنے لگے کہ موبہ الدولہ نے فائق
 اور اسکے ہمسرہ دار و فکوحیۃ مال بھی کرایہ دکر سے ملا لیا ہے کہ وہ اوہلی موافقت سے جنگ میں
 سعیدین سہل انکاری اور سی کرتے ہیں اور یکے جب ویدم نے جو اپنے حملہ کیا اویسب بھاگ گئے اور صرف
 حسام الدولہ تاش اور فخر الدولہ باقی رہ گئے کہ جمہیں لشکر کے تلو اور گرہ سے لڑتے تھے اور اپنی صدق
 تیرہ اور شہات خاطر سے انکے حملہ کو دور کرتے تھے کہ اتنے میں آفتاب غروب ہو گیا اور سب
 بھاگ گئے اور پریشان ہو گئے فخر الدولہ نے تاش سے کہا کہ یادہ ٹھہرنے سے اس کا خوف ہو کہ
 ہر طرف سے قتال کی کثرت ہو اور ہر جانب سے اہل طمع ہمہ متوجہ ہیں سو تاش نے بھی جنگ گاہ
 ارادہ کیا کہ لشکر گاہ میں چلا جاوے تو وہ ہاتھی جو لشکر کا قلعہ تھا کسی چتر اور دلہل میں دھس گیا
 تو لاچار ہاتھی کو اسی حال میں جو چتر کر اپنی جان سلامت لیکر ادرہ لشکر گاہ کو بھی فوج سے خالی دیکھا
 اور سب اہل اویسب سامان جنگ اور غلامان قلعہ و رغلہ چھوڑ کر اسی حال سے منشا پور اپنچا اور
 راکھو ہاں داخل ہوا اور یہی واقعہ اور اپنا چلا آنا بخار الکھ بھیجا وہاں سے جواب آیا کہ تمہاری تعویث
 سال اور ایساے آرزو کے لئے مدد کا سامان کیا گیا ہے اور عضد الدولہ کے وزیر نے خط طمع کے
 سب طرف جاری کیے کہ اسکا ذکر اسکے رسالوں میں ہو اور بجلی شاع نے جو شعر موبہ الدولہ کی
 فتح میں کہے ہیں مجھ کو سناتے تھے شعر بجلی کے پسند طبع ہیں اور سخن و سکا سانچے میں دھلا ہو کر

فی البدیہہ کہنے میں جست ہوا اور کلام واقعہ کہنے میں درست ہوا اور اپنی اخیر عمر میں شمس الممالی لباس جہان گیا
 کراوے اپنے خواص میں اوسکو لو کر لیا آخر وہیں مر گیا اور وہی شمس المملک کی طرح میں جو اچھے قصیدہ
 کہتا تھا اور ابوحسن جو ہری جسے جانی نے اوس ہاتھی کا خال نظم کیا ہے جو کچھ اور دل دل
 میں دھس گیا تھا کہ جب کا شروع قصیدہ یہ ہو مورخ کہتا ہے کہ ہرند نام نہر جہان کی ہے جس پر سب
 انسان واقع ہوئی تھیں اور یہ نہر زمین جہان میں ایسی عجیبہ و جاری ہے کہ جلیب بہت بڑی
 پیچیدار سانپ ہوتے ہیں اور چشمہ اس نہر کا دینار زادہ پہاڑ پر چشمہ پر چشمہ اس سے
 نکلتے ہیں کہ یہ نہر بھر جاتی ہے اور پتھر و کلوڑے حکاتے ہیں اب ابوحسین عتی نے فرمان پر فرمان حاکمان
 خراسان بھیجے کہ سب آویں اور اپنے اپنے لشکر لادیں تھرہ پر جاویں کہ وہاں سب جمع ہوویں اور
 وہاں سے صبح اس بانبوہ لشکر کے اس خرابی کے دور کرنے پر اور اس لشکر کی کسبت کی ہے اور اس وجہ سے
 کے شانے پر توجہ ہو دین اور ملک کی بھر پور فتح حاصل کریں اور پھر اس کام کی درستی میں کوشش
 کرنے لگائیں پھر لو کہ اچھے اچھے وندے لکھ کر فرمان جاری کیے اور امیر رضی نے اوسکو ایک خلعت یا
 کہ تیر قلم اور شمشیر و نوئی کرے اور سوائے لباس وزارت کے لباس ارباب فوج بھی اوسکو پہنا
 کہ یہ دونوں عمدے اوسکو دیے گئے پر یہ خلعت اوسکی ہو کا سبب ہوا قصہ اسکا یہ ہے کہ ابوحسین مجبور نے
 خاتق سے شکایت کی کہ ابوحسین عتی اور موقت سے میرے قتل کے دربارہ کہ اوستے محکوم دست
 موقوف کیا ہے اور ہمیشہ اسگمات میں لگ رہا ہے کہ مجھے کچھ آفت لاوے خاتق نے امیر کے نکلا کو
 اشارہ کر دیا جو سب بدوقوفی میں یکساں تھے اور شور و غلب اور اجرامی کا بہت بڑا بازو ہاتھ
 اور قتل سے کچھ اونکو بہرہ نہ تھا اور غصہ اونکو لالچ دیا اونھوں نے اس میں شور کیا کہ ابوحسین عتی
 قتل کیا جاوے اور جو حمایت عتی کے کرتا تھا باعتی اوسکی حمایت کرتا تھا اوسکو ہمارے نکال دیا
 اور کسی طرح اس پر کہ خبر ابوحسین عتی کو ہو گئی اب اوسکو اپنی جان کا ڈر ہوا پھر عتی نے اس حال
 کی شکایت امیر رضی سے کی کہ لوگ میرے قتل کی فکر میں ہیں امیر رضی نے یہ سنا کہ چند سپاہی
 بھیج دیے کہ عتی کو حفاظت سے اوسکے گھر پہنچا دیویں بہت خبر جو ان لوگوں کو نہ ہوئی تو بازو اور
 لگا کر اسکے پیچھے دوڑے اور تلواریں اور گرز اوسے اتنے مارے کہ آخر اوسکو مار ڈالا اور جہاں جہاں
 کر دیا اور جو لوگ کہ عتی کے ساتھ تھے اپنی جان بچا کر لگا ہو گئے اور اوسکا یہ حال ہو گیا اوسکو

شکر خال باور خون و کا جاری تھا اور جب ان قاتلین کو ثابت ہو گیا کہ یہ بیشک مر گیا اور کچھ جان
 ہمیں نہیں رہی وہ چور کچلے گئے اور کسی نے اسکو باغ میں جو قریب اسکی قتل گاہ کے تھا بجایا ڈال دیا
 کہ باغبان اسکی گنجائش کرے جب رات بہت گزری اور ہوا میں نرم سحر کی جلی تو باغبان نے اسکا ڈو
 کچھ آواز کرتا سنا وہ ڈر کر آیا تو دیکھا کہ اس میں جلن ہو چھ جا کر پادشاہ کے محل میں خبر کی وہاں سے حکم آیا کہ اسکو
 قندہار میں لے گئے اور اہل باکو حکم کیا کہ اسکا علاج کریں شاید وہ مندست ہو جاوے مگر اسکا زخم بہت
 سخت اور کاری تھا کہ اسکی موت آ پونجی اور مگر کیا انتحوت میں عہدہ ایشل تھا افضل میں بلبل تھا
 اور پہلی کتابوں میں ایسا کوئی وزیر نہ کو نہ میں کہ بہت اور موت آو میں و نون ہم ہوں اور فوت
 بخشش اسکی ایسی تھی کہ گویا برہمنیہ برساتا ہوا اور اندھیت اور قی ہو اور سیاست اسکی ایسی تھی
 کہ آملی کھی بھی بیٹھ گئی اور ابو جعفر خانی نے شعر مرثیہ کے پڑھے اور شاعر نے یہ کہا ہے ان تو جیاد
 مار گیا اور سالم الدولہ اور شمس المعالی اور فخر الدولہ دنیا پور میں سب نظر پڑے کہ عتیقی ہوا حق اپنے وعدے کے
 اب مدد اور سامان بھیجتا ہوا اور میرا مومن ابو نصر عتیقی جو دنیا پور میں ڈال کا دار و نہ تھا مجھ سے کہنا
 کہ ابو العباس ناش نے فکھو کچھ دن باقی رہے بلا یا میں نے جا کر دیکھا کہ آدمی اس باب میں گفتگو کر رہے
 ہیں کہ جنگ بھر گیا ہو اسے اور یہ امر جلدی ہوئے اس شعر سے میں مجھکے بھی شامل کر لیا اور کہا کہ عتیقی کو
 یہ انتظار ہوا لاکھ بھیجے صرف مدد اور رسد بھیجنے کے منتظر ہیں اور شمس المعالی نے مجھ سے کہا کہ عتیقی کو لکھنا چاہیے
 کہ جنگ دران کل میں ہمیشہ ڈول ہو کہ کبھی ادھر ہو اور کبھی ادھر ہو اور کبھی دشوار ہوتی ہو اور کبھی آسان
 ہو اور مدد وہ جو جو اپنی کوشش سے باب ظفر کھولے اور صرف عاجزی اور تنگدلی خراب کرتی ہو

اور شمس المعالی لکھتے ہیں	شعر خواندہ میں سمجھتے ہیں یہ	کہ یہ عاجزی میں بہت حد تک
مگر یہ خیال ضرور مایہ	جو مردوں سے لکھتے نہیں انتظار	اگر ہوا راہ برے کام کا
تکڑا فلک سے فریغ باط	کہ زباں برابر ہر وقت میں	اگر جو صلے کا رہے ارتباط
<p>تجربے مومن نے کہا کہ اس کلام سے میں قابوس کی ہوشیاری اور دانائی جانی لٹنے میں کوتاہی فریہ کے مرنے کی خبر پونجی سب کو نہایت غم ہوا اور سب بند و بست جاتا رہا سب نظام و ہم ہر ہم ہو گیا اور پادشاہ کا حکم ابو العباس ناش کی طلب میں پونچا کہ میان اگر تدارک نقصان اور انتظام کرے ابو العباس غور و غمان ہو انما را میں پونچ کر سب کا دربار و حلقہ مفرقات کا بند و بست کیا</p>		

اور خاندان ابوالحسن میں زہیر کی تلاش کی کیا قوت مل گیا کیسے کوتاہ کیا کیسے جلا وطن کیا اور اب ابوالحسن نے فرزند زہیر کو نہایت حیران لکھ کر یوں لکھ کر نام کر کے کہ کاغذ بالکل خراب ہوا ہوا اور نہ غسل اپنے اپنے کام پر کامیاب ہوا اور ابوالحسن بھی بوجہ اجازت جستان خراسان کو روانہ ہوا کہ فتنے جو پھیل رہے ہیں ان کو دیکھے اور یہ بھی معلوم کرے کہ کیا پناہ باز اس قدر رونق پر ہوئیں ابوالحسن فرزند زہیر نے سمجھ کر لکھا کہ یہ کام نہایت بڑا ہوا عقل تیری بہت ناقص ہو اور حکم دیا کہ قستان سلامتی سے پھر تھلا جاوے اور کاجستان سلطنت میں تھلا کر لے اور فرزند ان شاہی کے تیرے تابع اور زہیر حکم میں اپنے فرزند ابوعلی کو سپرد کر کے کہ وہ اوکو لیکر جستان جاوے اور وہاں تک ہو کہ بندوقست اور سب متفرقات کی دستنی ورسلا کرے اور گنڈہ باو عیش اور خجرتاق کی آمد فی اسکی تخواہ قرار کرے اور جب اسکی صدق اطاعت اور خلوصیت اور خوش سلگانی معلوم ہو گی تو اس کے علاقے و تخواہ کا اضافہ ہوگا اور ابوالعباس تاش کا بخارا میں زہرا ابوعلی کو نصیب ہوا کہ خراسان اس سے اور ساکنان قیام سے خالی ہوا اب ابوعلی نے کوئٹہ فائق کو یہ کہلا بھیجا کہ تاش سے مخالفت اور لڑائی کا ارادہ کیا جاوے اور اسکی اطاعت ترک کیجاوے اور فائق بھی تاش کی مخالفت اور غنا و پرستعداد اور آادہ پال گیا بدولون نیشاپور میں تعین ہوئے کہ انہیں عدم و پیمان مقرر کر لیں پہلے ابوعلی نے ابوالعباس تاش کے نوکروں پر جو نیشاپور میں تعین تھے مہمہ شروع کیا اور جو کاغذ سلطنت ملکی مالی و نکلے قبضے میں تھا سب کا مطالعہ کیا پھر ابوعلی اور فائق بدولون ملکر مرو کو چلے کہ ابوالعباس کی حکومت روکین اور اموال اور محصل اپنیون اب ابوالعباس تاش سرد ہوا اور لشکر لڑنے پر مستعد ہوا اور غنا و پرتھیا اور سامان جنگ لیکر بخارا سے آمل شط کو چلا اور گریستان تک گیا اب اسطریق نامہ بخارا الفتح اور دوتی کے جاری ہوئے کہ رشتہ الفت بدتور ہے اور سلطنت کی رونق قائم ہے اور آتش فتنہ فرو کجاوے اور آفاق اس پر ٹھہرا کہ نیشاپور تاش کی حکومت میں ہے اور بلخ پر فائق بھی ہووے اور ہرات ابوعلی کے قبضے میں جائے اور سب اپنی اپنی عداوتی میں چلے گئے اور حواری شاعر نے ابوعلی کے لیے شعر اسوقت کہے ہیں کہ جب وہ ہرات میں داخل ہوا اشعار

سبارک احرہرات آیا جو جمعہ میں

اہب الہب آتہ تو کتر ہواوس سے

سبارک باد ہم دنیا کو دینگے

کہ اوکلی ایک طرف ہتر ہواوس سے

امد ابوالعباس تاش مرو کو چلا اور ابھی بخارا سے نکلا بھی تھا کہ زلی سے وزارت لیکر ابی محمد عبدالرحمن فارغی

مسئول کو دیکھی کہ شخص ابوالعباس تاش کا دیوان ریاست تھا اور مرنی برین گمان موقوف ہوا کہ او کا
 میں علی علی باقی کے ساتھ معلوم ہوا تھا اور جب ابوالعباس تاش مروین جا پونجا تب عبداللہ بن
 سے فرات کی عید اللہ بن غزیز کو دیکھی اور او کی دشمنی اور عداوت الیٰ عدتہ سے شنور ہوا میرہ قوت
 و خیال میں ہرگز کسی کو و نیل سے اونچے آفت لاوے اسے پہلے ہی ابوالعباس تاش کو سپہ سالاری سے
 موقوف کیا اور جو کچھ او کو سپہ سالاری میں تھا وہی اور برین خیال کہ وہ تو مر گیا اس لیے سب اسکے امور سے
 اور بجا رہ گئے پس سالاری او اکسن اپنے جو کو دیکھی اور پادشاہی فرمان ابوالعباس تاش پر جاری کیا
 کہ سپہ سالاری تم سے لے لی گئی اور او کے بدلے تم کو دقت ہے اس اور ابورودیلے گئے اور تم کو کم تر کر دیا
 ہا کہ اس دن ابورودیلے پر اپنا گزارا و اوقات مقرر کر و اور ابوبکر عزم جو کچھ ملا تھا وہ اپنے سے دور کر دیا
 اور صرف وہاں جو تھا راقیم لقمہ ہوا ہی اپنے اور بجا رہی کو جب یہ فرمان تاش پر پونجا شہر ت
 اور فریب عبداللہ کا معلوم ہوا اور ابنا کہ عبداللہ نے یہ پہلے ہی واریر سے اوپر کیا میری قدر گھٹے
 اور میرے رتبے اور جاہ میں ختم ہر شے بچ کر تاش نے سب سرداران کو بلوایا اور یہ فرمان اپنی
 مرنوی کا فصل و نکو سنایا اور بیان کیا کہ تم خوب جانتے ہو جو میری عادت اور طریق ہے کہ سلطان کی
 طاعت و راو کے لیے غیر خواہی اور خلوص و راو کو مکمل ہے و شمنوں کے دفع کر نہیں و راو کی غرضتیم
 اور تازو کے اداری شکر میں جن کیا ہوں اور جب سے کہ تم لوگ میری صحبت میں ہو تھے میں کیونکر تیرا
 آتا ہوں کیلکی حاجات و اکرا ہوں اور کی کوشش کی جو بیان بیان کرتا ہوں میری سب کا غما ساز و مافیٰ پسند
 و قدویہ کے رہتا ہوں اور لوگ تجھ خاص میری جان کا قصد کرتے ہیں اور پادشاہ کے در و در سے
 میں مرو و کیا گیا ہوں تو تم صاحبوں کو اختیار ہر کچھ کیسوی میری طاعت سے منافست نہیں ہر جان جاو
 جاو اور جبکہ میں آوے ہمارا جاوے یا جان جاہے ان سب سرداران فوج نے تاش
 سے ملتے ملا کی جلدی کی گئی کہ یہ حال ہم اپنے لشکر اور سپاہ پر ظاہر کرین اور لو کی ایسی یون کہ مقام
 کر فرین لیا جاتے ہیں اور او کے بعد ہر سب کئی مارل ملکر بیٹھے اور کئی بار الگ الگ فلک کیا و سب
 سمجھ میں یہی آیا کہ تاش کی موفقت اور او کی طاقت و راو کی طاعت کرنی جاہے اور ہر کو چھوڑنا
 با اس سے مخالفت کرنی چاہیے کہ او کے ساتھ ایک زمانہ نرمی اور سختی اور صلح اور جنگ و خوشی اور غم
 میں لگتا رہی اس سب لشکر و سرداران لشکر لے ہمارا اپنی درخت سے بھیجی ابوالعباس تاش کو سرداری

لشکر کھڑے کہ ہمیں ہماری خدمتگزاری کی حمایت ہو اور صرف کرم شاہی کا مقصد ہو کہ وہ خود بہت ہماری
 قبول ہو وے اور ہماری طاعت اور خدمت کی آبرورہنے سوا بن غزنی نے انکار کیا اور سب ارکان
 دولت میں صلاح اور مشورہ جاری رہا اور اہل فوج کو ایسا خط لکھا کہ جس سے اوکو نظر ہر امید وار کیا اور حکم دیا
 کہ سب اہل فوج میان آویں کہ اوکو انعام و ضلعت و عیشہ دیا جاوے۔ بہ حبیب سب اہل فوج نے
 یہ خیام سنا تو ابو العباس تماش کی اطاعت و رفاقت اور بھی اوکو بہت ضرور معلوم ہوئی
 فخرالدولہ کا اپنی ولایت جاننا اور اسمین اور حسام الدولہ ابو العباس
 تماش میں بعض مرض و بیماری ایک دوسرے کے خطوط جاری ہونا
 مؤید الدولہ اور تماش میں جو ایٹمی جاری تھی ختم ہونے والی تھی کہ عضد الدولہ کے مرنے کی خبر
 مؤید الدولہ کو آئی اب ارکان دولت نے اسمین مشورہ کیا کہ مؤید الدولہ کی ولایت سکود و بجاوے
 اور اسے بخرچہ سپاہی کہ یہ لڑائی جو بہت فتنے جاری ہو ختم ہوگی تو یہ خبر ظاہر کیا ہوگی یہ بھی نہوا کہ
 کہ ابو العباس تماش جب بخارا پونجا تو مؤید الدولہ بھی مر گیا تو صاحب اسمین ابن عباد نے یہ مشورہ دیا
 کہ چونکہ سن شان بن مہن کو فی ایسا زمین ہوئے اور ریاست اور باعتبار عم اور ستم قتل ازواج کے لائق
 امارت و سیاست ہو تو فخرالدولہ بہ طور سختی اس جاسے کا ہوا سکود یہ ریاست دیا جو اسے پس فوراً
 فخرالدولہ کے پاس قیام صد و وٹا لے کہ بہت جلد یہاں آوے کہ اللہ تعالیٰ نے اوکو یہ ملک نصیب
 اور اوکا ذخیرہ مال نہایت سہل و آسان دیدیا کیسا اس باب میں نہ احسان ہو اور نہ کچھ بہت کسی کا
 لشکر ختم ہو جب سب کو اور اتنے دنوں کہ فخرالدولہ میان آوے اس کے بھائی ابو العباس خسر و فیروز بن
 رکن الدولہ کو متفرقات اور ضروریات کے انتظام اور درستی کے لیے قائم مقام کر دیا کہ وہ ان کے بات
 خود اس کے کمال اور بقول ہو جاوے گا پس جیسے برق ایک جانب سے دوسری جانب چمکتا ہے
 اس طرح فخرالدولہ وانشا پورے اوکر کر جان پونجا پھر سب لشکر خوشی خاطر اس کے استقبال میں حاضر ہوا
 اوکی ولایت اور ریاست پر بحبت کی اب اسے سب ملنے اسکے اپنے اوکو وصیت کی تھی اور
 جو اس کے بھائی کا ملک تھا سب اپنے تخت شاہی سے متعلق کیا اللہ جسکو چاہتا ہو سیر طر دیتا ہو اور جس سے
 چاہتا ہو لے لیتا ہو اور ابو بکر غازی شاعر نے قصیدہ فخرالدولہ کی تنہیت دیا کہ وہ اس کے بھائی مؤید الدولہ کی قبر میں لگا کر

شعر تراجمی ایسا بڑا ہو بزرگ	کہ ایسا بزرگ اور کوئی نہیں
-----------------------------	----------------------------

ابو العباس تماش کو فخرِ ولہ نے سب ڈال لیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عالم بھر کو دیا اور سب علامت میرے قبضے میں
 آگیا یہ سب آپ کی شرکت اور آپ کے ارادے پر موقوف ہو اور مجھ کو اپنی اس قدر خوشی نہیں ہوتی جو عرض ہے زمانے
 کی اصلاح اور اپنی دولت کی رجوع سے آنا خوش نہیں ہوں کہ تھاری و گامی اور اعانت سے مجھ کو خوش رہتی
 یہ سب بخیر و بھلا گیا تماش کے احسان کا شکر ہم اس پر تماش نے اس کو جواب تنہیت کا لیا خدا کا شکر ہو
 آپ پر ہوا کیا یہ اختیار ملک کو ملا بن عزیز کی شکایت لکھی اس نے مجھ کو سہ سالاری سے موقوف کیا اس پر ولہ
 نے لکھا کہ آپ میری ملیت داروں مل میں کر سیرے قبضے میں ہو نہ ریک اور حصہ دار ہیں اور میں آپ کے
 جملہ احکام و امر میں فرمانبردار ہوں لازم ہو جو امر کہ مجھ سے ہو سکے اس کی بنا آپ الین دار و اس کو شروع کریں
 میں ملک اور مال و فوج سے حاضر ہوں تماش نے ابو سعید ثقفی کو لکھ اس کو شیخ الدولتین بھی کہتے ہیں خزانہ
 کے پاس بھیجا اس نے سیقت کو پال اور قریب اکیڑ سو عرب اور ترکی اس کے ساتھ کر دیے تماش جمعیت
 اکیڑ تین سو لہو گیا اور ابو محمد عبداللہ بن عبدالرزاق اس کی مدد پر ہوا بلکہ ابو الحسن ابن جبر کے پونچا تیسہ ہزار
 دوسرے کی مدد و حفاظت پر اتفاق کر لیا اور تماش بھی نینا پور پونچا کہ ابو الحسن وہاں پہلے سے اس کے
 انتظام میں موجود تھا سب اپنی اپنی جمعیت متفق ہو گئے اور سب کے دل دوستی اور خلوص برجم گئے اور
 تماش نے ارادہ کیا کہ اکیڑ تین سو زمین جاوے پل و سکی جانب غرب باہر ہی نیلے ڈال دیے اور ابو الحسن نے
 جنگ شروع کی کہ وہ قلعہ شہر میں تھا کہ اس کے دروازے اور ناکے ب محفوظ اور بہت تنگ تھے اور
 پھر ابو العباس تماش کے پاس قریب دو ہزار مرد دیلی اور اشرف اترا کہ سہ سالاری ابو العباس فوج
 ابن حسن کی ناکے لیے پونچے اور ان کے سردار ایسے تھے کہ لوہے کو بھی چبا ڈالیں اور سونے کے ناکے
 میں بھی گھس جاویں جب ابو الحسن سمجھنے لگے کہ اس فوج نے اپنا نیزہ قوت بارادہ جنگ بیاں گار دیا
 تو ان کو اپنا شہر سوار ہی تصور کر کے یعنی ات کے وقت پوشیدہ بھاگ گیا اور عیب نہ رہت کہ لوہاں
 تاریکی شب کے ڈھانکے ہوئے قسطنطنیہ پونچا پھر پھر ابو العباس تماش کے لشکر کو ہولی تو اونچا بھاگ گیا
 اور بہت سامان اور بہت اسباب غنیمت ہاتھ لگا اور ابو العباس ہمیشہ شہر میں گیا اور
 اور جانب شرق فرود گاہ لشکر پر جا نکلا اس قلعہ میں ابو منصور ثعالی نے شعر کے پیش
 اسے کہد کہ اس کے عشق میں ہر

کہ اس کی زلف دل میرا لیا جاوے

اسے کہد کہ اس کے عشق میں ہر

اب تماش نے ہاتھ اپنا طاعت بائید معافی قصو بخار پور پر خط بھیجنے شروع کیے غرض ابن عنزی نے

کہ آل عتیکہ دشمن تھا سوا کسی اور سردار و غناؤ کے کہ تاش کے ساتھ رکھتا تھا اس ما بین میں بہت سختی اور
درستی کی اور امیر رضی اور اوکی کو جو کار پر دار سلطنت تھی بیخوب سمجھا و یا کہ تاش و یلم کے ساتھ متفق ہوا اور ہمیشہ
سلطنت کی تباہی کے در پر جو لڑا و سکو بعقب تصور کچھ اجازت دیا و سہ اس وقت اس سلطنت پر قائم کرنا
خود ہوگا اور یہ نصیحت امیر رضی اور اوکی ہاکے دل میں خوب جھگ لگی کہ او کو یہ یقین ہو گیا اور
جملہ کار و بار اور سب نیک و بد ابن عزیز و وزیر کو سونپے یا اور میں نے جو ابن حسرت کے دوست
ابنی جوانی میں سنے تھے وہ اس معاملے میں ایک دوست سے بیان کیے شعر اول شعر

میر جی تمہیں اگر دوین بجاہو	جوانی اور شبو کی بھدائی
تو اس نے کہا کہ اس وقت اور اس حال کے موافق یہ بیت آج جو حسین بن مروزی نے لکھی ہے	راست پھل وادے ہر
راست پھل وادے ہر	راست طفل کی موت کی تیر ہر

آب الو العباس تاش نے یہ منکر کیا کہ ابو الحسن سبجو سے کیا مقابلہ کیا جاوے
اور بخار کے حکام اور اہل نظام سے کیونکر خوشامد اور وراثت کر کے رسائی پیدا کرے اور کیا علاج کرے
کہ نرم میں سپہ بزرگ یعنی دشمنی زیادہ نہوار اور اوکسن اور اوکسا بیٹا اور اسکے سب ارکان دولت
اس وقت اور اس فرصت کو غنیمت جان کر لشکر کی درستی اور فوجی فراہمی پر آمادہ ہوئے اور ابو الحسن جو
ابو الفوارس ابن عضد اللہ و لہ کو لکھا اس نے دو ہزار سوار اور سکی مدد کو بھیج دیے اور فائق بھی اپنے خواص غلام
اور جب قدر کہ او کو اطراف خراسان سے لشکر کیرسہ بونچا لیکر موجود ہوا ان سب ملکر ابو العباس تاش پر حملہ
کیا اور لاکھا لاکھا بہت تھا کہ میں گھر گئی اور اطراف شمال جنوب سب بھر گئے اور جب نیشاپور کے قریب
گئے تو تاش کی لشکر گاہ سے جبار پڑے کہ تاش اس شہر پر قابض تھا اور وہ اپنی قوت اور اعتبار اور قوت
اور مدد ذاتی سے جنگ بلما وہ تھا کہ اپنے انبوه اور عبد اللہ بن عبد الزیاق ابی سید شیبی اور اسکے خواص
غلاموں کو لیکر جالرائہ طلوع سے غروب تک جنگ قائم رہی اور تاش ہر حملے میں اونکو شکست
دیتا تھا کہ اونکے سب اعضا ٹوٹتے تھے اور سب ارکان ٹھٹھ جاتے تھے اور نرس سے اونکے قائم و کمان
تک السیف فاقون اور بھوک کی شدت ہوئی کہ اونکے گلھے نکل پڑتے تھے اور سبے ارادہ کیا کہ بھال جاوین
اور میدان تکلیف سے نکل چلیں کہ نجات پاوین اب اخرون بن ابو العباس تاش نے ایک حملہ کیا کہ گویا
وہ جنگ کا غامد تھا اس حملے میں اسکا ابو الحسن سبجو راوار اسکے بیٹے ابو علی سے مقابلہ ہو گیا کہ او کو قوت
اشکام اور ثبات اقدام بدستور تھا اور وہ تاش کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے نیزے سے ہنھالے اور اسکے
انبوہ کثیر پر اپنی تلوار میں سمونت کر پڑے پھر تاش اپنے مقام پر جب واپس آیا اور اوکی کی صحبت

اس محلے سے فتنہ برپا ہوئی اور زبور دار اسکے سب پر گندہ ہو گئے تو سب بچے اور اسکے بیٹے نے ایک اور سخت حملہ کیا کہ جس سے تاش کو بھالنا اور تمام چھوٹا بڑا اور ایسے ہی خائف نے بھی دہلے پڑے اور بڑے جھگڑنے شروع کیے کہ ان کی جمیعت منتشر اور مضطرب ہو گئی تو لاچار آب انھوں نے امان مانگی اور جو بھاگے بھاگے بچے اور لوگ ذلیل و خوار قیدی بن گئے پھر انکو اونٹوں پر سوار کر کے بخارا بھیجا تاکہ فخر الدولہ کو بہت رنج ہو سکے کہ اس نے یہ فوج بھیجی تھی اور ان قیدیوں کے استقبالیہ کو بھیڑے گا تے بجاتے آئے اور حکم ہوا کہ انکو چلیاؤ کہ نہ یعنی قہر میں دال دین کہ اپنی قسمت سے مرین یا بچیں * ابو العباس تاش کو جان بوجہ نالین ابو اسحاق بن محمد کایسہ لاری میثا پور میں ٹھہرا کر ابوالعباس تاش اور اسکے لشکر کے لئے غالی کر دیا اور غنما سامان آمین تھا وہ سب اسکے لیے رہنے دیا تاکہ کہ باورچی خانے میں برتن تانبے اور چاندی اور سونے کے بھی چھوڑ دیے کہ انکو کبھی چیز کی حاجت نہ ہو سکے اور حکم کیا کہ تپاس ہزار دینار اور تین لاکھ درہم اور پانسو تھان کپڑوں کے اور عمدہ عمدہ گھوڑے اور اور سواریاں خچر وغیرہ کی اور ہتھیار اور نیزے اور گھوڑوں کا سامان اور خوار و زرعہ اور چوبہ اور ڈھالین سب تاش کو سپرد کیے جاویں اور سوا سی اسکے کہ جو تعمیر قلعوں اور خاص محافلین کی تنخواہ میں خرچ ہو سکے سب آمانی جرجان اور ہستان اور لشکروں اور استراہاد کی انکے لیے مقرر کر دی گئی تاش نے یہ سب درو مال اپنے سپہ سالاروں اور سپاہ میں تقسیم کر دیا کہ انکی حالت درست ہو سکے اور کا نقصان رفع ہو سکے اور انکو تقویت ہو سکے اور انکی تنخواہ مقرر کر دی کہ ہر پڑے علی جاوے سو پے نسبت خراسان کے انکی حالت اور انکی گزران بہت چھبی ہو گئی اور غنم الدولہ پڑے اور ہرستان سے پرے کے پرے سوار کئے بھیجے گا کہ انکو تنہا کام یادہ ہو سکے اور انکے لشکر کا تنظیم پڑھے کہ گویا اپنے بھائی سے نفیس چیزوں کا سلوک کرتا ہوا فخر الدولہ کے وزیر ابن عماد کو ایسا تا جو فخر الدولہ تاش کے ساتھ کرنا تھا بہت ناگوار تھے اور مقدمہ تباہی خراسان کے فخر الدولہ کو اسکے وزیر صاحب ابن عباو نے پہلے یہ نصیحت کی کہ تمہارے بزرگوں نے خراسان سے صلح کی تھی ورنہ سلاطین جان نہایت جانی تھی تو فخر الدولہ نے کہا کہ ابوالعباس تاش کے بھیجے تے بن بن کہ اگر یہ سب جو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دیا ہو یا تم تک کہ یہ پاؤں تاشی بھی اوسکو دیدن تو اوسکے حق و جب کے لیے

ایک آوی درجہ کافات اور پاداش کا ہوگا اور مجملہ حقوق ناش ایک یہ بیان کیا کہ جن نو زمین میں اپنی جان بکال
 البولعباس ناش کے پاس گیا تو نہایت محبت اور لطف سے اس نے اور حالت غربت میں مجھ کو کھانا دین
 جو اس کے ساتھ محبت کرتا ہوں تو سب سے کہ کہ یہ سے بھائی عضد الدولہ و زویہ الدولہ نے مجھ کو اس کا کاہو
 اقرار کیا کہ سال مال کی خریدتے رہیں گے اور بہت عمدہ اسباب اور سامان لباس وغیرہ عراق کے اور چھپے
 اچھے کپڑوں کے دینے کا اقرار کیا اور کہیے ایسے لالچ دیے کہ کوئی صورت اس کے انکار کی نظر نہ تھی
 اور مجھ کو بھی بیخبر ہو گئی تو دیکھو اندھیرا بھالیا اور صورت فرار و غور ہو گئی اور زندگی سے بالوں ہو گیا اور جانا
 کہ اب جانے میں کوئی فائدہ نہیں اور مکان ہمد میں کچھ شش نہیں ویرات بھالیا سو یا کہ جیسا خار شست
 جانو سرتا جاؤ اور دیکھا کہ اب برقی قسمت آن پوچی اور جیہ صبح ہوئی تو تمام قوت میری زائل تھی اور سب
 ہضمائیر سے اس مرض لالچ اور مصیبت سخت کے خوف سے گریسے پڑنے لگے تھے تپش ناش کا درجن پر
 اجازت لیکر کھانے کے لیے بلائے آیا اور میں حیران تھا کہ کھانیکو بلاتا جا میری خبر مرگ دیتا ہو کھانے کو
 بلاتا ہوا مجھ پر نہ آیا ہوا دنیا یافت کا پیغام لایا ہوا کوئی آفت آتی ہو پر میں نے اس وقت کھانے کا
 پیغام نہ سنے کہ خوف اور اتر تقدیری کہ دلیمن چھپایا اور زور ہو کر چلا اور باگ چرے اتھو کو اختیار تو سے
 تھا جسے ہوئے بھی کہ میرے ہاتھ میں اتنی قوت تھی میری ناش کی مجلس میں پونجا تو میں نے اس کو دیکھا
 کہ تعظیم اور تکریم بہت کی اور کھانا تلی و دلاسا کا اتنے کچھ کیلے کہ پہلے کسی محبت میں نہ کیے تھے اور آخر ایک
 ایسا سحر مہرانی و جادو کر م کا پڑھتا ہوا کہ یہ اول کچھ ٹھہرا اور خوف کچھ دور ہوا اور غم کچھ منتشر ہوا اور بگمانی
 رفع ہوئی پھر ناش نے مجھ کو وہ خط دیدیے میں نے اس کو پڑھا اور ناش نے مجھ سے کہ کہ میں نے اپنا
 کہ یہ سب صورت حال اسب چھپاؤں کہ اب وہم اور بگمانی سے محفوظ رہیں پر میں نے جو موافق اس وقت سے
 کہ میں اور آپ ایک حال میں متفق ہیں فکر کیا تو مناسب یہ معلوم ہوا کہ میں آپ کو حقیقت سننے کا ذکر کروں
 ان خط زمین کیا کھانا اور کیا مطلوب ہو کہ آپ کی تسلی کے لیے بہتر ہو اور آپ کے دل کا ترود اور غلبان غلبان کا
 اور میں قسم کھاتا ہوں کہ تمام جمل خراسان جو نہایت عمدہ ہوا آپ کے ایک بال کے برابر نہیں ہے
 نہ آپ کے کپڑے کے دھگے کے برابر ہو اور جو کچھ کہ میرا مال و منقول وغیرہ منقول یہاں تک کہ اس کو گھنی کا
 گلیفہ اور اس کے قے کا ٹکڑا ان کی جان کے لیے وقف ہو اور آپ کی مصلحت کے لیے ہو جو ہو اور آپ کے حوادث
 کے لیے کار آمدنی ہو اور جو لوگ کہ آپ سے حسد کرتے ہیں ان سے انتقام لینے میں صرف کیا جاوے

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلطنت نصیب کرے کہ آپ اپنے دشمنوں پر فرمان والی کریں جو کوئی اس طرح پر
 مہربانی صرف اپنی خوشی و طبیعت کے واسطے نہ کرے۔ دیکھو غیبت مال با کوئی خواہش نہ کرے تو کیا لائق تیرے کہ اوکی مددگاری
 میں غفلت کیجاوے اور صرف کر اوکی مراد برائی ہو او اس سے بچا لے لیا جاوے اور خدا کی قسم اور اپنے باپ
 کہن اندوہ کی قسم کہ میں جتنی فراموشی کر دوں گا تاکہ لوگ میرے عقیدے فراموشی سے واقف ہو وین اور بیشک
 اب مکافات کرنا اور خدا کی مراد سے مجھ کو ملا دینا میرا اگر چہ اپنے اس نکوئی اور احسان کے مقابلے بن
 خوب کوشش کی مگر حقیقت میں غم کی تاش کی تکرار اس نے ابتداء سے وجہ سابقہ احسان کیا تھا مناسب
 حاضر میں نے یہ سب کچھ تعجب کیا کہ اس طرح کا کلام اگلے زمانے میں کیا تھا جواب مفقود ہوا تب بد حال
 کہ یسار اور مدو جو خوالہ ولہ کرنا ہوا سپر حق ہوا اور اسکے عقیدے میں خیر خواہی ہو صاحب ابن عباد و ذریعہ بھی اپنے
 بادشاہ کے کمال سے ابوالعباس تاش کی مدد اور صلاح کار پر مستعد ہوا اور ابوالعباس تاش میں بیشک
 جرجان میں باہر اسکو کسی کر وٹ قرار تھا اور نہ اسکو کسی طرح نیند تھی اس شوق میں بیٹھا تھا کہ اپنے
 سلطان کی خدمت میں پہنچے اور اسکو جتنی جہانات کے اوکریے اور یہ بھی دے تا تھا کہ اس دیر کو دشمن
 یہ بیان کرینگے کہ اس نے حق سلطنت کا انکار کیا اور طرق فرمانبرداری اپنی گروں سے نکال ڈالا اور
 بڑا عصو و سکایا تھا کہ بخاراجا وے اور پھر خدایتیں ہے اور مذمت سے بچے پھر ابوسعد بنی فزالد
 کے پاس بھیجا کہ خراسان کے جانے پر مدد مانگے خوالہ ولہ نے اسفار بن کردویہ اور چند سپاہی
 مع قریب و دوزار و سوار ملی کے اسکو پاس بھیج دیے اور خوالہ ولہ نے نصر بن حسن بن فیروزان کو
 قوس میں کم بھیجا کہ یہ جہیت جو تاش کے پاس گئی ہو کم بھیجی اسکو پاس جاؤ اور اس جمعیت کے سردار بنو
 اور ب ہوا کہ میں اوتارنا کہ میں سے لیا جانا اور کہ میں صلح اور کہ میں جنگ وغیرہ سب میں ہو جب
 حکم سالم ولہ تاش کے عمل میں لانا اور ابوسعد کو اسکو ساتھ کیا اور تاش جرجان سے جلے وقت
 جتنا مال چھوٹ گیا تھا اس سے و چند ابوسعد کے ساتھ کر دیا کہ فوجی تنخواہ اس میں سے دیا و گئی
 پس ابوسعد قوس کو روانہ ہوا اور نصر نے اوکی اور اسکو ہمراہیوں کی ایسی ممانداری کی کہ یہی
 تیسرے علاء بن حضری کی کی تھی اور اسکا قصہ یہ ہو کہ نصر نے ابوسعد کو اپنے مکان کے صحن میں
 لیا کہ قتل کا حکم دیا کہ او سپر طرف سے تلواریں بڑھیں اور مارا گیا اور اسکو ہمراہیوں کو تیرے غلے
 میں قید کیا اور اس میں اگل سلکا دی اور دشمنان سب بند کر دیے کہ دھوان باہر نہ جا سکے

سب وہاں گرمی کے بارے سانس ٹھٹھ کر گئے اور بقدر حال وہاں دو گھنٹے مہینہ ہونے لگا
 تھے پہلے لیے اور اپنے اوپر سوائی تمام عمر کی پسند کی اور ابو سعید کے ہمراہ یونین سے جو باقی رہے وہ
 اپنی جان لیکر ہو کر ہر طرح بھاگے کہ ایک گروہ دوسرے کی خبر نہ پتہ دیا اور سب باہر
 خوب غصہ منہاں کیا فخر الدہ کو اور غیر غصہ آیا اور ابو العباس تاش کو بھی اس حال سے ایسا ہی دہشت ہو کہ
 وہ بیار ہو گیا اور تمام کاروبار سے اوسکا دل سرد اور اوسکا ہاتھ سمست ہو گیا اب فخر الدہ نے تاش
 کو کھاکر میں نصر پر لشکر کیا کرتا ہوں اور تم استر آباد اپنی جمعیت لیکر آؤ کہ نصر کو دونوں طرف سے دونوں
 لشکر گھیر لینگے یہاں تک کہ اوس پر قتل حکم صادر جاری ہو یا قوس سے اور طرف نکالا جاوے ابو العباس
 تاش استر آباد پر پونچا اور ہزار تیان پر ڈیرہ ڈالا اب نصر کو اپنی ان سب حرکتوں پر نہایت ہوشی اور بھلا
 کہ موت اپنا منہ نہ کھولے ہونے ہوا اور تلوارین اوسکے آگے اور پیچھے تلاش میں بہن تو اب اطاعت کے
 ساتھ باوقار اور بتیاب ہو کر نہایت فروتنی کے ساتھ حکم کی درخواست کی اور دونوں طرف غدار کھینچ لیا
 اکبرین اپنی اوج کی کشت شہنشاہ ہونے کی عین غرضت میں تاش کی اپنے جنس شہرہ قمر کی ہوا اور سالمہ ولد سے اپنے کردار کی
 معافی کے لیے سفارش کر دیا تاش سالمہ ولد نے اوسکی گلو خلاصی کے لیے سفارش کی فخر الدہ نے رعایت اوسکے بیٹے
 اور قوت کے یہ درخواست تاش کی قبول کی اب ابو العباس تاش جان بچا یا کہ خراسان کی تیرہ سترے شروع
 کرے اور فخر الدہ ولد اپنے پیچھے ہما ولد سے اس لیے منحوس ہوا کہ اوس نے اوسکی تعظیم و تکریم میں
 کیا تھا تو اب لشکر لیکر اوس کے لئے خورستان لیا اور مدبرین جنویہ باور اور دلاور لشکر کو پکا لیکر اوس
 ساتھ ہو گیا اور خورستان پر فخر الدہ غالب ہوا اور ابو العباس نے فیروزان بن حسین کو بصرے بھیجا کہ
 اوسکو صاف کر کے اور دیار کے ساتھ شامل کر لے جب نصر نہر موسیٰ سے گزرا تو ساکنان لشکر باور دلاور
 نے اہل بصرہ کو اپنے ساتھ شامل کر کے بقابلہ نصر کے لشکر بنایا سو خجند اس لشکر کے بہت شہزادوں
 رہتوں کا قصد کیا جو انھیں اور نصر میں واقع تھے اور نہر ہوا کے سب بند کھول دیے کہ رستہ اور
 گزرگاہ سب ہم اور بے نشان ہو گیا اور نصر اور اوسکے ہمراہی انھیں جس گئے اور کچھ زمین بھیج گئے
 اور اتفاقاً ایک لشکر واصل سے باوجود کم ہونے بہتوں کے ساکنان بصرہ کی مدد پر پونچا سو ابو العباس
 فیروزان کے لشکر نے جو کم دیکھا اور اوسکی شوکت اور کثرت نظر آئی تو اوسوقت اولے بانوں بھاگا
 اور مدبرین جنویہ نے جو دیکھا کہ یہ بھاگے جاتے ہیں انکو منع کرنے آیا کہ نہ بھاگیں نہ آپاؤں یہ ہیں

ثابت قائم مقابلہ دشمنوں کے ہاگر یہ خلل اور خلل انداز کے روکنے سے عاجز ہو گیا اور بھاگتے بھاگتے
 فخرالدولہ کے پاس پہنچے کہ وہ اس وقت بازار اہواز میں تھا اور اپنی نگلی حال اور تکلیف کی شکایت کی
 اور درخواست طلب کی فخرالدولہ کو ان باتوں سے کہ اول تو وہاں سے نامری کر کے بھاگ آئے اور پھر اونکا
 بہ اتفاقاً نہ رخصتہ آیا پر لفظ ہر آشتی اور صلح کے ساتھ اونکو لیکر یہاں گیا اور وہاں سے رکھ کر وہاں
 اور یہ واقعہ سترہ ہجری کا ہوا ایک و بار مگر زمین جرجان میں واقع ہوئی کہ اسنام
 ابی العباس کے اکثر اراکین کے سردار اور اسکے منشی اور عامل اور نوکر اور غلام ہر نے لگے اور اسکو
 ایک سخت مرض پیدا ہوا کہ وہ بھی مر گیا اور یار تاش نے اہل جرجان پر ایسے تو اعدا اور رسوم مقرر کیے
 تھے اور ایسے طے تھے کہ وہ غلام کے ابا و کے تھے کہ وہ ان سے بہت گناہ تھے ابوالعباس تاش کا مرنے
 سننے ہی سب اہل جرجان متفق ہو گئے اور ہمہ بیان تاش ہر سب نے اتفاق حمل کیا اور بخون مارا اور
 ایسا قتل عام کیا کہ کوئی نہ بچا جان جو کوئی ملا وہ وہیں مار گیا اور سرداران لشکر کو اس مصیبت قتل عام
 اتنی فرصت نہ ملی کہ جرجان الوں کا استیصال کر سکیں اور خلعت کو اونکے ہاتھ سے بچا وین اور
 اہل جرجان کو ضرورت ہوئی کہ شہر کے باہر جا کر انتظام کریں یہ تدبیر کریں کہ کون لیا قتل مارت
 کی کھتا ہو کہ اسکو اپنا امیر بنا وین سب نے جمع ہو کر اتفاق کیا کہ ابی احمد تاش کا بھانجا سردار ہووے
 اسکو بلا لیا اور اس سے مال بیعت طلب کیا اسنے تاش کا خزانہ اور جو کچھ اسکے پاس تھا سب اپنے
 اقسیم کر دیا کہ اس سے اونکی آگ ٹھنڈی ہوئی اور جرجان سے خراسان پر چڑھائی ہوئی اور اہل جرجان
 نے خراسان کی عورتوں پر دست درازی شروع کی اہل خراسان کو یہ غیرت آئی کہ ان شقیسا
 بد ساش اور ان خانہ بدوش اوباش سے انتقام لیا جاوے اور جرجان پر بکر لیا و کی جانب لڑنکو
 چڑھ آئے اور یہ شقیسای جرجانی بھی اونسے لڑنے پر لڑ گئے گویا اپنی ہلاکت پر ایسے کہ کہ جیسے
 چڑھ شیعہ پر گرتا ہوا اب اہل خراسان نے انہی جو حملہ کیا تو انکے سر بے گردن اور ہاتھ بے پونچا
 اور جان بے حفاظت ہو گئی اور لاش لے خون آلودہ سے اس میدان پر فرش کیا گیا اور گھروں
 اور دکانوں میں آگ لگائی گئی اور خوب لوٹ ہوئی اور یہ حال ہوا کہ یزید بن اسلم کے بعد بھالیا حال
 تھا اب شیعہ اہل جرجان نے اس ناگلی اور خلل کی قسم دی تو وہ لوگ قتال سے باز آئے اور کوئی
 قصد کیا اور فتنہ اور شور و غوغا ہو اب لشکرین جمہلات ہوا سرداران لشکر اور غلامان خاصہ تو خراسان کا

قصہ کیا اور قلعے اسے فخرالدین کو انکادہ ہوئے گوزیر صاحب نے ان سب کو مدعا کا کہیں بخت آو
جنگ ابوعلی استادا نکات کو انکادہ ہوئے گوزیر صاحب نے ان سب کو مدعا کا کہیں بخت آو
اور اپنے وطن سے دشوار ہوا اور ٹھہر سکے اب ر و غد پر ہوتے ہوئے نیشاپور کو چلے کہ ابوعلی بن سحر سے
پلینے کہ وہ اپنے باپ کی سیلاب اور باقی قلعے والے زمین موجود تھے کہ ابوعلی استادا وہاں آیا اور انکی
اسامیان پھر مقرر کیں اور انکے مال اور کوٹے اور ربح کو روانہ کیا پس فخرالدین نے حکم دیا کہ یہ لوگ
دار السلطنت میں ہیں اور انکی تحفہ نمبر دیکر ام جاری ہووے کہ انھوں نے میری رعایت سے ابوالعباس
تاش کے حقوق کی حفاظت کی اور انکے کو کوئی مدد کی اور جرجان والے کہ انھوں نے خراسانیوں کو
قتل اور ہلاک کیا تھا اب تھر تھر کا پتے تھے کہ ابوعلی استادا نے انکے واسطے جاسوس اور نگہبان
مقرر کیے اور جو ان قاتلین میں سے ہاتھ باندھا یا کسی کو سولی دی کسی کو قید کیا کسی کو تباہ کیا اب فخرالدین کی سیاست
کامل ہوئی اور سیاست اوکلی ظاہر ہوئی اور سب امور درست ہو گئے اور جرجان بعد
ابوعلی استادا کے اہل فساد سے صاف ہو گیا

ابو الحسن ابن سحر کا مرنا اور اوکلی جلد اسکے فرزند ابوعلی کا مقتدر رہنا
سب امور خراسان کے سمجھور کے نیشاپور میں رہنے سے درست ہو گئے ابوالعباس تاش جرجان
چلا گیا اور لشکر ابوالفوارس گلرگان اور فائق بلخ اور ابوعلی ہرات میں قرار پذیر ہوا اور ابن عزیز کو حسن
کو ہمیشہ جرجان کے جانے پر برانگیختہ کرتا تھا اور پیچھے رہنے پر ملامت کرتا تھا پھر ابوالحسن مالتا تھا
اس لیے کہ صلح اور سلامت روی امر پسندیدہ اور یہ بھی دڑتا تھا کہ کوئی خطا ایسی نہ ہو جائے کہ
جس سے ندامت ہووے جیسا کہ ابوالعباس تاش کو جرجان میں ندامت ہوئی تھی کہ نہ رعیت نیکوئی

اور بدنامی بھی ہوئی اب شکستہ چیری میں ابوعلی محمد بن عیسیٰ مغانی زریز ہوا اور ابن عزیز وزارت
معزول ہوا اور خوارزم بھی گیا اب ابوعلی زریز نے درستی خیال اور حفاظت سلطنت میں کوشش
شروع کی چونکہ سلطنت میں رونق نہ تھی اور حدود میں امن نہ تھا اولاً مدنی سب کم تھی اور فوج و زیرین
بنا کر کرنی تھی اور اپنے مطلب کے لیے اونپر حکم کرتے تھے اور کسی کا حکم نہ مانتے تھے نہایت تنگ ہو گیا
تو اباجار ابوعلی موقوف ہوا اور ابوالنصر احمد بن محمد ابی زید زریز مقرر ہوا یہ ایسا ہوشیار تھا اپنی فانی
اور کلزار میں سے کلہر پر دازان سلطنت پر غالب آیا اب الکلیار پر دازان کو پھر تردد ہوا اور ابوعلی کو

مغرول کو بھرنا ہے اور دہلیوان مقرر کیا اور اسی اثنا میں ابو اسحق مجوکو اتفاق ہوا کہ وہ اپنی ایک لونگوں کی ایک ٹرک کہ وہ اوسکا سیرگاہ تھا گیا اور اوس لونڈی کے ساتھ صحبت میں مصروف تھا کہ اسی حالت میں اوسکی جان کل گئی اور لونڈی کے سینے پر سے سردہ گر پڑا اور جب تک کہ کان بڑا کر اوسکی لاش تیار کی گئی خبر گئی تھی ہی اور ابوعلی اوسکا بیٹا اوسکا وارث ہوا اور پھر اور ریاست اور بھائیوں اور لشکر کا نہایت خوبی اور رعایت اور حسن سیاست کے انتظام و بندوبست کیا اور ابوالقاسم وغیرہ سب اوسکے بھائی بہت خوش ہوا اور خوب اوسکی اطاعت کی اور ابوعلی نے سنگر کہہ رات فائق کو دیکھی فائق کو لکھا کہ یہ تو میرے لیے مقرر ہوئی ہو تھے کیونکہ اس پر درخواست کی تھیں اسے اتفاق ہوا کہ یہ رات تو فائق کے قبضے میں رہے اور نیشاپور میں سیلابی کے ابوعلی کو ملے اور ان دونوں کے عامل اور گماشتے انکے پر گنوں پر مقرر کیے گئے اور موافق تمام قدیم کے خلعت بناراستہ روانہ ہوا اور ابوعلی کو یہ گمان تھا کہ خاص میرے لیے خلعت آتا ہے مگر جب مقاصد شاہی خلعت لیے ہوئے راستے سے فائق کی طرف مڑا تب اسنے جاننا کہ سلجک کے مجھ سے ملکر اور فریب کیا ہے اور یہ حقیقت میں آئی اندیشہ باقی ہو اور یہ فریب ان لوگوں کا ہمیشہ رہے گا اور میرے خاندان کے لیے فحش نہوگی اتنے جو سنہ فائق ہرات سے چلا تو یہ بھی حسیاتہ جاتا ہوا جیسا آسمان کا مارہ چھوٹا ہے یہاں سے چلا کہہ رات اور توشیح کے درمیان فائق سے جا ملا اور خوب جنگہ کی اور سنگر کو خوب لڑا اور لڑکا ہاک میں تم کیا تو سب اسکا لشکر بھاگ کر فائق کے پاس مرو و دھلا گیا اور ابوعلی انکے پیچھے چند اپنے سوار الیکڑ و لڑکا اور کوہر گندہ کر دے کہ تہمین تنق نہونے پاوین سوم و رو دے بل پر سب متفق ہو گئے اور ابوعلی کے روکنے پر تادمہ ہوئے پر ابوعلی نے اوں کو خوب مارا اور چنبا آدمی بڑے کرنا ابھیچہ اور چونکہ اسنے حق خلعت پر اور اپنے بھائی اور اقارب پر اوسکو مجبور ساتھا اس لیے اپنے باپ کی خدمت لینے اور کو چلا ابھرضی نے اوسکی حاجت پوری کی اور اوسکی درخواست کے موافق اپنا قاصد روانہ کیا اور سیلابی اسی کے لیے مقرر کی اور سب صلح امور اوسکو سپرد کیے اور اوسکو ہرات اور قستان اور نیشاپور دیا اور عمار الدولہ اسکا لقب ہوا اب ابوعلی نے نیشاپور جا کر اپنا ارادہ پورا کیا اور سب کام درست کیے اور خلعت کا انتظام کیا اور اب اسکا مردن بدن روشنی کپڑا تھا اور قوت اور ترقی پاتا گیا یہاں تک کہ امیر الامرا مؤید من السماء لقب ہوا اور اوسکی طرح میں

ابو بکر خوارزمی نے قصیدہ لکھا ہر شاعر	ابو بکر خوارزمی نے قصیدہ لکھا ہر شاعر
دین میں نہیں ہیں اور میں دین میں بھی ہوں	جو عورتیں کہ پردہ نشین اور پاکیزہ
اولو الفضل بربع بھی اس کے پاس مروین یہ قصیدہ مدح لایا شاعر	اولو الفضل بربع بھی اس کے پاس مروین یہ قصیدہ مدح لایا شاعر
اندھیرے میں جاؤں بیابان کو	نہ آرام نہ اونٹ و بالان کو
<p>اب بلا و خراسان پر ابوعلی مستولی ہو گیا اور اس کے تمام محاسن اور اس کو آنے لگے اسیر رضی نے ابوعلی کو لکھا کہ کچھ ریحصل واسطے اخراجات خاصہ تنخواہ لشکر کی ہمارے پاس بھیج دے اس نے حیل لکھ بھیجا کہ حیل محاصل ملک تنخواہ لشکر کو بھی کافی نہیں ہو سکے سو ای اور مال کی حاجت رہتی ہو اس سے غرض تھی کہ اس سب محاصل سالانہ کو صرف اپنی تنخواہ سالانہ کے لیے مقرر رکھے ابوعلی کہ در پردہ مخالفت و بدعات کرتا تھا اور نظام ہر دوست اور مطلع و فرمانبردار تھا اس نے خاص اپنی ذات کا دیوان ابوعلی نسفی کو مقرر کیا اور حصا و ارب اور خراج لینے میں خوب دست و رازمی کی بیان تک کہ خراسان کو ہتھیار سونپا دیا کہ تنہا ان میں سے آخر خراج نہ لے گا اور بیٹ بیٹھ سے لگ گیا اور پھر ابوعلی نسفی سے بھی مطالبہ کیا کہ حسب تدارک تو لے لیا ہا ہر وہیں دے اور اس کو جو خیمہ کیا کہ اس نے کچھ مال بھی دیا اور ترکہ راوی ہی حالت میں مرجی گیا اور قصیدہ ابوعلی نے شہاب الدولہ ظہیر الدین عو قہ ہارون ابن ابی بکر لغزائے کہ وہ بلا و ترکہ میں تھا لکھا کہ خراسان و بلاد النہر پر آوے اور امیر رضی پر بخارا میں حملہ کرے اور شرط یہ لکھی کہ اس ملک کو تقسیم کر دے پس ابوعلی کا حال یہ حال ہر شاعر</p>	
محمد کیندست میں تھے استوار	کیا متل بھراؤ کی اولاد کو
<p>لیکن بالکہ یہ عیب ظاہر نہ ہوے اور رعیت میں بنامی ہووے بخطبہ جمعہ بنام سلطان پڑھتا رہا اور غیل و ہقانان ماورا النہر کے ایک قوم ان واقعات دولت سامانیہ سے تنگ ہو گئے اور تنگائی کہ اب سلطنت کسی اور کی ہو جاوے پڑو پڑ خطبہ لغزائے کو بھیجے گئے اور انہما غم مصمم و مسکو جتا نے گئے کہ وہ یہاں آوے پس بغزائے کی شکل باب کے آنکھ لکھی کہ خوش چھیڑا و کچھ مال لیا اور حدود و اطراف خراسان لینے شروع کیے یہاں تک کہ ایک ہی بار پہنچا ہر آن پڑا آب آنج و دربان شاہی بخارا سے چلا کہ لغزائے کو بلا لے ان دونوں میں ایسی برائی لڑائی ہوئی کہ اوکی ہفت سے سر کے بال سفید ہو گئے اور دونوں تارے دکھائی دے گئے اور</p>	

آج دربان کو قید کر لیا اور اب تمام ملا و خراسان کے لیے پیرا دسکارا وہ مستحکم ہو گیا
 فائق کا ذکر اور اس واقعہ کے بعد جو اسکا انجام ہوا
 فائق نے مروروں پر اپنی شکستہ عالی و بد حالی کی اصلاح کے لیے اقامت اختیار کی اور اپنا
 سامان اور مال دست کر کے بے طلب اور بے اجازت بخارا کا راوہ کیا اسیر کو نیکلہ شہید ہوا
 امیر شہلہ گانون بہکے قریب بخارا کے ہوائن پہنچا اور اس کے مقابلے میں آج اور کبتون
 و بانو کو مع اپنے اور اپنے باب کے غلاموں کے سوم ربیع الاول سہ ماہ ہجری
 کو بھجوا اور مقابلہ ہوا تو فائق بھاگا اور اس کی جمعیت میں بھی نہریت ہوئی کوئی مار لیا کوئی گرفتار نہ
 اور بھاگ کر گنارہ جیون پر پہنچا اور ناگاہکشی ناقص باقی در سپہ سوار ہو کر عبور کر گیا اور بلخ پہنچا
 کہ یہاں چند دن اقامت کر کے ترنگ لیا اور در بلخ طوطا بھرا ناٹو کھینچے کہ بہت جلد یہاں
 آوے اور بخارا سے والی جوزجان ابو الحارث احمد بن محمد فریغونی کو فرمان لیا کہ فائق پر کڑے
 یا اسکو قتل کرے اور ابو الحارث ناکور ایک جمعیت کثیرہ لیکر بہر جلا اور فائق کا غلام مسلم
 نام ہاں سو آدمی ک وغیرہ لیکر اس کے مقابل آیا تو لشکر ابو الحارث ان پلاسیان پڑا کہ لو ہاں پڑ پڑ
 بہر پڑنا جو اور انکو مار کر بالکل تہتر ہوا اور ہر لہان کر دیا اور میدان میں لاشوں کا فرش ہو گیا اور
 مال ہستیار و بے حساب ہاتھ آیا اور بیچ کر کے بلخ کو چلے اور جب طاہر بن الفضل ابو الحظیف محمد
 بن احمد کو کہ نہایت جلیل القدر اور مستحکم الراہی اور صاحب منات تھا شکست دیکر صحنان کا
 مالک ہو گیا تو ابو الحظیف فائق کے پاس گیا کہ اس سے مدد لیوے فائق نے اسکی مدد کی
 اور ایسے لوگ اس کے ساتھ کر دیے کہ اسکو اسکی جگہ پر بٹھلا دیوین اور طاہر بن الفضل کو
 ہر ایمان فائق کا بلخ میں ہو جو نہ نمانعت ہو اسویہ وقع دیکھ کر بلخ پر آیا کہ وہاں غالب ہو کر
 لیکن اہل بلخ اس کے مقابلے میں سرگرم ہو کر آدہ جنگ ہوئے اور لڑائی وقع ہوئی اور
 نیزہ و شمشیر علی ایک عرب نے ہاں بن الفضل کے جو نیزہ مارا تو وہ گھوڑے سے گر گیا عرب
 اسکا سر کاٹ لیا اور جب طاہر کا نام مشہور ہوا تو اس کے ہمراہی حیران ہو کے بھاگے
 کوئی گھر میں چھپتا تھا اور کوئی تھہر کے نیچے دیکھتا تھا اور جب آج حاجب ترک میں قید ہو کر گیا
 سلطنت ماوراء النہر میں ضعف شروع ہوا اور کان اور مینا دہا ہی سلطنت کر لے لیکن امیر سی

مطابق قلم

اور اسکے ارکان دولت ڈرے کہ تباہی ہووے اور شرارت پڑے اور نہ جاوے نہ سخت ہووے
اور ہاسما بھی جاتا رہے اس لیے فائق کو فرمان تسلی کیا اور اسکا قصہ سماعت ہو کر اجازت دے دی
کہ بخارا میں آوے تا سلطنت کی مدد کرے اور جس قدر کہ چنہ اور فتور ہو رہا ہو اسکو بند کرے
فائق حاضر ہوا اور بعد جس قبول و قبول کے اور دور کر کے نقصان مال کے سمعہ خند بھیجی گیا
اور اسکو سوامی بغراخان کے اور کچھ ڈر تھا اور بغراخان شہباز کے بازو لگا کر فائق پر دوڑا فائق
وہاں ہی ایسا بنے تھا شاہجہا گاہ بھیجے ٹکر بھیجی نہ کچھ کہ حقیقت حال کیا اور اسنے فوج شاہی کو
جو فائق کے ساتھ تھی بے دریغ قتل کر ڈالا اور میان گواہیان گزریں کہ یہ جھگڑا فائق کا طرف
اس جیت تھا کہ وہ بغراخان کو فہمت رکھتا تھا اور بادشاہی آل سامان سے مخالفت نہ او اسکو وفادار
ہو کر روکے اور نہ او اسکو چاہا کہ باز رہے اور نہ او اسکو نعمت شاہی کا خیال اور نہ حرمت پر نظر او
فائق میدان بکرا میں پھر آیا کہ بادشاہ کو اس سے خوف پیدا ہوا کہ یہ آہستہ آہستہ

بلا ہو تو بادشاہ کو لاچار مکان چھوڑنا پڑا اور روپوشی اختیار کی

آنا بغراخان بخارا میں اور اسی طرحی کا جھگڑا بخارا سے اور پھر آنا امیر کا اسکے جانیکیے بعد
بغراخان بخارا میں چلا آیا اور فائق نے اسکا استقبال کیا کہ گویا اسکا خاص ایرہو اور اسنے
لوگوں میں شمار اور اسکی وفیق کو بڑھاتا ہوا اور اسکے فرمان کا نایت فرماندار کہ گویا اپنے بیٹے
قدیم و صحبت و اتحاد سابق پر دوں تو متفق اور ہم ہوے میان بغراخان کی سلطنت جسم کسی
تو فائق نے اس سے اجازت مانگی کہ میں بلخ کو جاؤں اور تھامی سلطنت میں او اسکو شامل
کروں اور وہاں کے اموال و خزانے بھی لاؤں بغراخان نے او اسکو اجازت دی وہ
یہاں سے ترنگ گیا اور ایک انبوہ فوج بلخ بھیجی کہ اسکا احاطہ کریں اور عامل متعین کیا کہ بندہ
پر گنوں لگا کر کے محل حاصل کرے اور ہوقت میر رضی نے فرصت پائی کہ جیسں بل کہ
دیہی اویہ سے اور ترنگل پہنچ گیا اور اس سے پہلے او اسکے چند خواص بان درندہ میران
و پریشان ہو چکے تھے ان لوگوں نے اپنے بادشاہ کا آنا عید جانا اور ایسی خوشی ہوئی کہ
گویا دوبارہ زندہ ہوئے اور یہ سب جمع ہوئے اور کچھ سامان اور انبوہ ہوا اور میر رضی نے
ابوعلی بلخی کو اپنا وزیر معتمد بنایا کہ ہندو رازداری کا بند و بست کرے تو یہ بجا رہا کہ لاچار ہو کہ نہ ملے

مین اور نہ مال جو نہایت تنگ حال ہو اور لوگوں کی کثرت ہوئی تھائی جو اور پہلے عبداللہ بن غزنی کو
 وزارت سے موقوف کر کے خوارزم بھی گیا تھا اب پادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو فرمان جاری ہو کہ
 کہ وہ پھر حاضر ہو کہ وزارت اور امور صحت کا بندوبست کرے ابن غزنی نے غنیمت جانا اور
 بہت جلد آیا اور خوشنودی پادشاہ مدینہ جلیہ دھونٹاٹھنے لگا اور پادشاہ نے شروع فساد اور شورش
 اتراک سے پور پور فرمان عمار والد ابوعلی محمد بن محمد بن سیمو پر جاری کر کے شروع کیے کہ وہ حقا
 ولایت اور کاز جنگ اور بد رسائی میں تھیں اور پادشاہ ابوعلی کو یہ لکھتا تھا کہ اہل لغی و فساد چہا
 کرنا چاہیے کہ ملک ان سے صاف ہووے اور مال بھی اس کو دیا اور حاصل خیر اسان جو
 اوستہ دبا لے تھے سب چشم پوشی کی تاکہ ابوعلی کچھ خوشنود ہووے اور بد اور کراہت میں
 مصروف ہووے اور ابوعلی نے چند ماہ تک وعدے کیے کہ میں فراموشی آمادگی کر کے کوچ
 کروں گا اور اسی مدت میں نیشاپور سے نکلے اور وہاں سے مرو گیا اور یہ ابوعلی نہ صرف اس کا منتظر تھا
 کہ بغیر خان اس ملک میں آوے اور مین اس سے تقسیم کروں کہ جیون کا ایدھر کا ملک تو میرا
 اور او دھو کا ملک یعنی ماوراءالنہر اور کما اور ابوعلی کے ہمراہی اس کی اس تاکہ بہت جلد دیتے
 تھے اور کہتے تھے کہ اب اس کا وقت آچکا اور تریب ہو کہ دولت ہاتھ آوے کیونکہ یہ طرف
 اور ہر وجہ سے سلطنت میں نقصان اور فتور ہو اور جو کوئی کہ اس سلطنت کی مدد پر تکلیف کرے گا
 اس کو خیر خندان اور رسوائی کے اور کچھ نہ ہو گا کہ اب زمانہ اس کے اوبار کا ہے اور اس کی بنیادیں سب
 سمت میں جنب سلطان نے اہل شط پر قرار پکڑا تو لکھا کہ اب پوشیدگی اہل ہوئی اور اب
 یہ وقت ہو کہ جو بھی بابت ہو وہ قبول کر دے اور اپنے بزرگوں کا اقتدار کر و کہ وہ اس سلطنت کے
 ساختہ ہیں اور باعتبار مدد اور ملک کے اسکے بزرگ ہیں اور سوای تمھارے چھنے سب سے ہند
 کی جو اوقبل آئے بغیر خان کے بخارا پر پادشاہ نے ابوعلی کو بہت خط لکھے اور نہایت فریاد
 اور زاری مدد اور ملک کے لیے کی بھلا انشا ابوعلی دغاخی کے ان خطوط کی ایک فصل ہر
 اور وہ یہ فصل جو سلطنت اپنے ستون کی محتاج ہوتی ہے جب کہ کوئی اس کی سنجین ہلا دیوے
 خدا سے ڈرے سلطنت تیرے پاس فرما ہی آئی ہو تبھی سے پناہ لیتی ہو اس خط کی تاثیر ابوعلی
 اتنی ہوئی کہ جتنی ہوا سی ہم سے بھاری تھکر کو ہوتی ہو گی کہ نہ اپنی تھاکہ سے پہلے اونہ اس سے

کچھ چھلے اور نہ وہ شے نہ وہ چرسے نہ وہ بچھے اب ابوعلی کو اور بھی ناز ہو اور زیادت رہے اور خطاب
 اور بھی بلوں پھیلائے کہ بقدر اسکے باپ اور اوسپہ سالار و نکو بھی وہ خطاب اور تہ نہ اونچا بھرا
 بھی رضی عنہ اونچا کہ عنوان نامہ پر لقب اولینیت منسوب خطاب دلا ہو دے نہ مال و مالہ ابوعلی ملی
 امیر المومنین اور سپہ غلام آزاد کردہ دولت سامانیہ کے مین اب امیر رضی نے یہ بھی قبول کیا اور جو
 خطاب کہ او کی درخواست تھی پور لکھا اور جو درخواست کہ ابوعلی نے پادشاہ سے کی تھی اسکے نو کیسے
 پاس تھی اور اس کو کر کے پاس ایک قاصد اسطاطالین لقب فر کوش تھا جبکہ پادشاہ آمل شہنشاہ
 تو اس ناصد نے کہا کہ امیر پادشاہ آج اگر تجھ کو خطاب امیر دیوے تو ہو سکتا ہے لیکن کل بھی قبولی ہو
 تو چاہیے کہ لیا خطاب فقہتیا را کیا جاوے کہ آپ پڑیا ہوئے اور پختارے ذکر میں بنا سب ہو
 بل و سوقت نکھینے نے لکین اور دل گھلنے لگے پراو کی وہ ہی سنگلی رہی اور سوامی عیسیٰ نے
 تمانیر کے اور کچھ اوس نے لکھا لیکن اللہ تعالیٰ نے امیر رضی کی ایسی مدد کی کہ مصیبت اوسکی
 ہوئی اور اوسکی ولایت اور اوسکی جگہ پر پھر پونچا دیا اور امیر رضی کا کام پھر بخوبی ہو گیا اور غدر والوں
 سوامی اپنے فعل بد کے اور کچھ پیش نہ ہوا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہر
 بغیر خان کا نکل جانا بخارا سے اور میر رضی کا جانا بخارا میں
 بغیر خان کو بخارا میں ایک مرض لاحق ہوا کہ اوسکو وہاں ٹھہرنا دشوار ہو گیا اوس نے وہاں سے کوچ
 کیا اور اوسکے باقیماندہ لشکر کو سالکان بخارا نے اپنے دیار سے نکال دیا اور غریب نے کہہ تو تم ترک
 ہو بغیر خان کا تعاقب کیا اور بغیر خان اپنے مرض کی شدت میں گرتا پڑتا بھاگا چلا جاتا تھا
 آخر کار گر گیا امیر رضی کو جب یہ خبر پونچی تو جو لوگ کہ اوسکے ساتھ تھے اونکو لیکر بخارا آن پونچا اور
 اوسکے آنے سے اور بخارا پر قرار پذیر ہونے سے لوگ ایسے خوش ہوئے جیسے روزہ دار عید
 جاتے سے اور اہل قحط بارش سے خوش ہوتے ہیں اور بخارا اور سمرقند اور سب اوسکا ملک فرما
 خالی ہو گیا اب ابوعلی کو جو یہ خبر ہوئی کہ سب فتنہ جاتا رہا اور یقین آگ کہ اوس نے لگائی تھی
 سب سمجھ گئی اور یہ جانا تھا کہ یہ امیر ایسا ہوگا کہ کسی طور نہ ٹلے گا اور یہ سنگ سخت ایسا ہوگا کہ کبھی ملے
 اور سوامی اسکے جو شہر طین برابری کی کہ تہمین ٹھہری تھیں بغیر خان نے اونکی عایت کی بلکہ
 ابوعلی کو اس طرح خط لکھا کہ جیسے پادشاہان بخارا اپنے سپہ سالار و نکو لکھا کہ میں تو باوجود اس

پہلے ہو گئے اور رونق ہوئی اسی اہل ہوئی اور عقل و ہمت و سکی جاتی رہی کیونکہ یہ سب باتیں اس کی تدبیر کے
 خلاف ہوئیں اب اس نے اپنے خیر خواہوں سے مشورہ لیا ان سب مشورہ دیا کہ اب پادشاہ سے
 اقرب کیا جاوے اور نئے سرے سے مطلق چاہیے اور ایسا حیلہ کرنا چاہیے کہ جس سے پادشاہ
 کی افروختگی مزارجہ اور بختاوانغ معصیت و برہم ہووے اب اس نے ہت مال و عطیہ جمع کر لیے کہ
 پادشاہ کی رضا مندی اور میلان طبع ہووے اور فائق کو معلوم ہوا کہ پادشاہ اپنی دارالسلطنت میں
 قرار پیر ہوا ہوا سوک دالین آیا کہ اب دارالسلطنت پر زبردستی آ بیٹھا اور موقع دستوب کے ہکا جی
 کرنے لگا اور امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناخوش تھا ایسا ہی فائق سے بھی ناخوش تھا کہ ان دونوں نے
 اس کی فریاد نہ سنی اور عائدہ دربار ہووے اور جو ان پر فرض تھا اس کو اٹھوٹنے ترک کیا امیر رضی اللہ عنہ
 سردار اپنے دربانوں اور یوچی کے لوگوں میں سے فائق پر بھیجے کہ انھوں نے فائق کے ساتھ
 ایسی جنگ کی کہ لاشوں کا زمین پر فرش ہو گیا فائق وہاں سے بھاگا اور ستہ حال اپنی جان بچا کر اہل شہر
 چلا کہ اس کے بچے کچھ لوگ اس سے آن ملے لیکن کو لیکر ابو علی کے پاس روانہ ہوا کہ اس کے زمرے
 میں شامل ہو کر اس کی پناہ میں داخل ہو کر اس کے سایہ اطاعت میں رہے لیکن آرزو کو لا علی
 کی واسطے برادری اور تباہی فائق کے تھے اب برائی ابو علی نے نہایت تعظیم اور تکریم اور بہت عزت
 خندہ پیشانی اور خوشی خاطر سے اس کا استقبال کیا فائق نے ظاہر کیا کہ اب پادشاہ کی حکو پر وہ
 تبار فی چاہیے تو جو کچھ کہ ابو علی نے پادشاہ کے لیے سامان کیا تھا وہ سب بارادہ مخالفت و
 انکار و تردید و کسر کسی کوک لیا فائق اور ابو علی دونوں ہمین متفق ہو گئے اور خوب صفائی اور عمدہ
 ہو گیا اور واسطے فراہمی اسباب و سامان کے نیشاپور کو چلے جب پادشاہ رضی اللہ عنہ دونوں سے ملوے
 ہو گیا تو یہ فکر کیا کہ اب ایسے شخص سے مرد لیجے کہ ان دنوں سے زیادہ زور آور ہو اور جنگ کی تدبیر
 خوب واقف ہو تو اس کے خیال میں آیا کہ ابو جہر و سبکتگین بن شکیلیہ اور بہت نیک خواہ و خدا پرست
 ہوا اور جنگ و جہاد جو کرتا ہو صرف رفع فساد کے لیے کرتا ہو ابو نصر حملہ میں محمد فارسی کی سبکتگین
 جو امیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھیں تھا اس کے ہاتھ خط دیکر وہ کیا اور لکھا کہ میں اپنے غلام ابی علی اور فائق
 کے ہاتھ سے تنگ ہوں کہ نہ ان کو حق نعمت ہوا و نہ پاس تک ہوا اب انھوں نے ارادہ ہمت ابلہ
 سلطنت کا کیا ہوا اور کوئی صورت نجات کی ان کے ہاتھ سے سو اسی ہتھاری اعانت اور مدد کے

نہیں جو جب بہت نرمی سے مدد کی درخواست کی اور فقہ اور مہربان سبکتگین کو مال کی طمع
 دیکھ کر سبکتگین نے غلط اور قاصد کو نہایت خوشی اور شہتیا فی سے قبول کیا اور بہت جلد ہلاکار اور انہر
 سے اور ترکہ امیر رضی سے ملے اور جو اس کا مقصود ہر وہ سنے اور امیر رضی نے ناحیہ کش پر او سکے
 استقبال کے لیے غمیدہ لگایا اور امیر سبکتگین نے ہان پونجا اور دونوں ملے اور جیسا کہ کچھ اوسکی
 اور اوسکے لشکر کی دستگیری اور رستی سنی تھی وہاں ہی دیکھا اور امیر سبکتگین نے غم کیا کہ امیر رضی
 بڑھاپے کے اپنے مقام فرود گاہ سے موافق رسم و قاعدہ سلاطین کے آداب خیریت نکالے
 لیے حاضر نہیں ہو سکتا امیر رضی نے جواب دیا کہ رعایت منظور تھی کہا کہ یہ تکلیف آپ کو عاف ہو کر ہوگی
 صف آرائی ہوئی اور لشکر ورت ہوئے اور سبکتگین کی نظر بادشاہ امیر رضی پر پڑے
 اور اوس کا بھاء و جلال اور عجب اور شان سرداری اور شوکت شاہی اوسکے چہرے سے نمایا
 دیکھے تو نیچے اوترا اور آداب خدمت باقاعدہ کہ جس کی معافی ہو گئی تھی خود بخود بجالایا اور بادشاہ
 رضی نے بھی نہایت عزت سے اوس سے ملاقات کی کہ امیر سبکتگین اور ملاقات تغلیف و تکریم کی
 سنی نہیں گئی اور امیر رضی نے حکم کیا کہ سامان ضیافت کیا جاوے امیر نے کہا کہ جو کچھ اس کے
 ہمارے ہون کے لیے لائق ہووے وہ سب دیا جاوے اور اعداوسکے بادشاہ نے
 کہا کہ اب ابوعلی اور فاتح کے مقابلے میں مصروف ہونا چاہیے کہ فساد دفع ہووے امیر سبکتگین
 بحسن اطاعت اور سب قدر بہت مطاعت اوسکو قبول کیا اور اجازت مانگی کہ میں اپنے چار چار
 اور دہانے سب سامان دست کر کے بلوٹش کامل اور سامان تازہ کے اس امر پر متوجہ ہو گیا
 امیر رضی نے اوسکو خدمت کیا اور خلعت فاخرہ اور انوال کثیرہ جو کچھ کہ شاہان قراشاہی تھا
 اوسکو عنایت کیا اور دونوں اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوئے اور امیر سبکتگین سامان
 سامان اور دھن تیار ہی میں اور تیر و تلوار کی دستی میں مصروف ہوا اب ابوعلی کو اس پیشہ کی خبر ہوئی اور اب
 اوسکے بہانے طریقہ تیرہ برسر کہ ہو گئے اپنے ہر امیر کے مشورہ شروع کیا کہ اب ہمیں بادشاہ کی کیا تیر لچاؤ
 تو یہ صلا ٹھہری کہ فخر و دل کو اپنی طرف جمع کیجیے اور اوس عمدہ بیان ضبط کیجیے کہ دروغی اور صیبت میں کام آوے
 اور ابو جعفر افغانی کے فخر و دل کے پاس بہت ہدیہ کیجیے اور قریب رہا اور مال سکے و زچ صاحب عامل
 ابن عباد کے لیے لاکھ بھیجے کہ وہ اپنی مدد پر سامعی ہے اور مجھ سے ابو جعفر نے کہا کہ میں

اور باو عیش میں تھی سب ابوعلی کی حفاظت اور احتیاط کے لیے ان موجود ہوئی اور میری رضی ہو
 سب گنگین بھی سب گنگین پر پونچھ اب ابوعلی نے سب گنگین کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ میں اور میرے پاس
 دوستی قدیم اور اخلاط دہائی تھا آپ میرے اور پادشاہ رضی کے درمیان وسیلہ ہو کر خیرک
 کہ ہماری طرف سے اونکے ولین ہر دور کرادیں اور اونکی آتش غضب کو بجھا دیجئے کہ
 پادشاہ اپنا وقار بچھڑے قائم کرے اور بدستور ہم حکومت کرے اب سب گنگین نے ابوعلی کی یہ
 درخواست قبول کی اور اونکی درخواست کے موافق صلح کے لیے کوشش کی اور موافق
 اپنی عادت کے کہ فتنہ و فساد سے بہت ناراض تھا لڑائی موقوف کر دی اور میری رضی سے یہ پیغام
 صلح یافتہ اور تحریر چند بار لکھا کہ اللہ تعالیٰ جلد عفو و مغفرت اور احسان اور بخشش کرتا ہے
 تم بھی ایسا ہی لازم ہو کہ معافی اور درگزر اور صلح بہت خوب ہو اور دنیا و عقبی میں نہایت پسند
 میری رضی نے باوجود یکہ و کاشغلہ غضب بر سر افروختگی تھا اور اسکو نہایت نفرت تھی صلح اور
 سعافی اس شرط قبول کی کہ اپنے عصیان کی سزا میں ایک کروڑ پاس لکھ درہم تین قسط کر کے
 دیوے کہ یہ تین صلح کی ہو اب سب گنگین نے صلح نامہ لکھا کہ میرے ہاتھ پر میری کوشش اور تدبیر
 صلح اس طور پر قرار ہوئی اور ہر ایمان ابوعلی نے اس شرط ان کو اپنے اور پیغمبر کربلا جان ہر اسکی
 مدد و جب تھی اور انکو غنیمت ہوا کہ ابوعلی سلامت رہا مگر ابوعلی کے چند جوانوں اور نو عمروں کو
 صلح کے جیسے منعمت ساری خلعت کی تھی پسند آئی اور چند کر دی اور ترک اور چند غنیمت تھیں
 لکھا گیا اب سب گنگین پر چڑھ گئے اور اسکے غلام کو کہ فیضانے کا داروغہ تھا کچل مار ڈالا
 جسکو غافل یا مار دیا اور سوائے اسکے یہ ہوا کہ ابو الفضل زیادی ابوعلی کا پیدا وہ جو گھاٹ پر تھیں
 دہن کو دین اب سب گنگین کے کوئلے ملا اور کہا کہ تمہاری سہی بیفائدہ ہو اور تمہارا میرے امیر میں سہی
 کہنا جو خود فی نہیں ہو اور جب تک کہ ہماری آنکھیں اپنی سیاہی کی نگہبان ہیں اور ہمارے
 پتے تلواروں کے لیے ہوں ہم اس صلح کے خواہاں اور مددگار نہیں

قسم کہے کی محجوب ملک تلوار قائم ہو	نہو کا کام یہ ثابت نہو کی صلح یہ قائم
اس سب قے کے خبر اب سب گنگین کو پونچھی نہایت غضبناک ہوا ابوعلی کی قوم کی بدبالی سے	تعجب کیا اور جنگ پناہ دہو اللہ تعالیٰ سے اپنی صدق کوشش میں خیر اور برکت مانگی

اور ابوعلی کو لکھا کہ اپنے تیر اور تلوار درست کر لیجئے میں اب تمہا ہوں کہ سوامی تلوار اور کارزار کے کوچہ
کا مہمناو گیا اور کوچ کیا اور فروغ کے میدان میں جا بوجہ پادہ کے دن پندرہویں رمضان سنہ ہجری
اپنا لشکر درست کیا اور دہانے اور بامین نصف آرائی کی اور ہاتھیوں کی صفیں باہر صحن گویا ہزار ہا پیش
معلوم ہوتے تھے اور امیر رضی محمود سبکدلیکین کے پاس لشکر کے چھ بین کھڑے ہوئے کہ ان کے

گرو مردان کا زار اور ہیلوان لادو موجود تھے
ہمت بلند اور بہادر میں جناب میں
ایسے تھے خوفناک کہ ڈرتی تھیں حتیٰ کہ
اب یہ لشکر کے چلا گویا زمین علی آتی ہو یا ہوا
اوتھے آتے تھے سنارے کدہ ہو گئے آسمان پھٹا ہوا ہوا گویا قیامت ہو گئی اور کھڑوں کی
مابون سے یہ گرد اٹھنے لگا آفتاب کو لہن ہو گیا اندھیری رات اولہی آگئی اور ابوعلی نے بھی طرح
لشکر کی ترتیب دی فائق لشکر کے دہشتہ طرقت اور الو القاسم بن سمجور اور ایلینکوبائین طرف اور
آپ قلب لشکر میں کھڑا ہوا یہ لشکر تلواروں کی چپا سے اور سرخ و سفید ہتھیاروں کی دھماکے سے
طاؤن معلوم ہوتا تھا اور آفتاب جو روشن ہوا تو آنکھوں کو چکا چوندی لگنے لگی اور ایک جہاں روشن کیا
جب دونوں لشکر قریب ہوئے تو فائق نے اپنی جمہیت کے ساتھ سلطان کے باغین طرف
لشکر بڑھایا کہ انکو منتشر کر دیا اور ان کے قدم اوکھڑ گئے اور پھر الو القاسم نے اپنی جمہیت کے ساتھ
اپنے مقابلے کے لشکر بڑھایا اور خوب لڑا کہ متفرق کر دیا پھر دارا بن قابوس شمس الملکی ابن
ڈنکیر نے قاب گاہ لشکر ابوعلی میں سے حملہ کیا اور انکو یہ گمان ہوا کہ یہ شاید اپنے حقوق انعام سے
اور پیمان و عہد کے لیے کوشش کرتا ہوا شرف خدمت حاصل کرے یہاں تک کہ دونوں صحت کے
درمیان آیا تو اپنی پشت دھمال سے چھپائی اور امیر رضی سے امان لیکر اس کے ساتھ ہو گیا پھر ہمایوں
ابوعلی نے جو دیکھا کہ اسنے نقص عمد کیا اور ابوعلی سے قطع کیا تو اس سے اولٹے بھڑکے کہ لوگ
بھی ایسا نہ کریں اب مجھوں نے ایسا لشکر کیا کہ زمین پر بھی بھاری ہووے اور ابوعلی کے قلب لشکر پر
حملہ کیا اور ایک غبار اٹھا کہ آسمان چھپ گیا اور ابوعلی والو زمین کو بی نہ ٹھہر سکا لڑے یا فوجہ
کرے بلکہ سب ایسے بکھر گئے کہ جیسے لومی ٹوٹ کر دانے بکھر جاتے ہیں اور ایسی فریت ہوئی کہ
سب ہتھیار بے تہ تلوار اولٹے اور اوندھے ہو گئے اور ٹیلے اور ٹنگل اور گھاتیاں سب اوندھے بھڑکے
پھر امیر مجھوں نے ایک حملہ کر دیا کہ مہر پر لہن کو چھریا تھا اور جانوں کو زہر ملا ہل دیتا تھا یہاں تک کہ کچھ

یہ بجا سوامی اوسکے کہ بھاک نکلا باکر سے ہتھیا جو شہ زہ کو ملدے اور اسیر کے لشکر کو وصال ہاتھ لگا کر اگر
 ہتھ فرما دیتے تو ہتھ دار صلح ادا ہو کر بہت بچ رہتا اور اوکلی آبرو اور جا میں رنج جاتیں اور یہ جنگ منجھتی
 اب ابوعلی بجا کاؤنشا پور پونچا اور لشکر نہایت خودہ بھی اوس سے بنا اور وہاں جا کر بنا سامان اور
 شکستہ حالی درست کی کہ اُس کے کاسٹر کرے کہ کوئی اہل فوج بیان آجاوے اور پھر لڑائی شروع ہووے
 اب امیر رضی اور سب کنگلین اینر امیر محمد نے بہت پر خیمے ڈالے کہ کچھ آرام لیا اور بہت کامال فرمایا کیا اور
 امیر رضی نے اس کنگلین کو تو ناصر الدین و الملوہ اور اسکے وارث محمد کو سیف الدولہ لقب دیا اور سب سالار
 بجا ہی ابوعلی کے کیا اب سیف الدولہ ایک لشکر لیکر نیشاپور چلا اور لوگوں کے دل اس کی سیف اور شہنشاہ
 کے دل اندوہ سے بھر گئے اور اس معاملے میں بولفقہیستی نے یہ شعر کہے ہیں شعر اول شعر

کہ سیف الدولہ نے ہنس لیا کی نظم کہ سارے کام فارغ نظم سے ہیں

اب اوسکا ذکر لقب سیف الدولہ ہو گا جب تک کہ اوسکا استحقاق ثابت ہو کر اوسکو سلاطنت ملے اور
 لقب یمن مشہور ہووے اس واقعے میں ابو عامر مجد ہی نے یہ شعر کہا جو شعر

حوادث کو جو چھپ جائیں نا کام کہ سیف الدولہ نے روٹی لیا پاک

اب یہ سب نیشاپور چلے اور ابوعلی وہاں سے بھاگا کہ جرجان پونچا اور وہاں ٹھہر کر رہنا وعدہ
 مدد گاری کہ غنیمت الدولہ نے کیا تھا اوسکو اپنا حال اگھا کہ میں بقیہ رہا ہوں کہ تمہاری ولایت میں آیا
 ہوں اور سوامی تمہاری ملک کے اور سبے انقطاع کیا ہوا اور ابونصر صاحب کو بھیجا کہ سارا حال بیان
 کر کے درخواست کرے کہ بذات خود مدد کرے اور مال سے بھی مدد دے کہ فخر الدولہ نے اپنے وزیر
 صاحب کو حکم دیا کہ جو سہنے وعدہ کیا تھا اور بعدد مال کہ سہنے اوسکے لیے جمع کیا تھا وہ ہر ذرا ابوعلی
 کو ملے کو دیتا رہے اور دو لاکھ درہم آمدنی خراسان سے اوسکے لشکر کے لیے بھیجے اور ابوعلی اور
 خالق آخر جو ہم سڑک اوس سڑ میں ہیں ہے اور جو وقت اس کنگلین امیر سیف الدولہ نیشاپور
 گئے تو امیر رضی کو یہ ڈرہوا کہ یہ دونوں ابن غزنیہ کے درپے اندر سامانی کے ہیں تو امیر رضی کو
 طوس لیا گیا کہ ابن غزنیہ نے امیر رضی کے ذہن نشین کیا تھا کہ بننے جو آپکو نصیحت کی تھی کہ ان کو
 سے مناقشہ نہ کیجیے اس لیے مجھے اندر سامانی کا وقت دیکھتے ہیں سیف الدولہ محمد اس امر سے
 برارت کے لیے اور اپنی اطاعت قبول کرنے کے لیے روانہ ہوا اور عبداللہ کو جو اس وقت اور

پنجغوری سے اپنی جان کا ڈر ہو اتورات کے وقت بھاگ گیا اور میری نہایت قبال اور مہربانی
 سے سیف الدولہ کے پیچھے من آکر اوس ملاو نہایت خوشی اور خوبی کے ساتھ اوسکو واپس نصبت کیا
 اور خود کو جلا کا ابن عزیز کو ساتھ لے کر اور وہاں سے نکلا انکے پیچھے تخت پر جلوں کیا اور اس کے گنگو
 مہر جو سیف الدولہ نے فیضان پور میں بدل گستری اور زمان بخشی کی اور وہ رسوم خوفناک کہ پہلے سے جاری
 تھیں بکھڑو ہونہ و صندھ حکم موقوف کیا اور صحت عام کے درجے ہوئے لوگوں کو بدل خوش ہوئے
 اور سب کام درست ہو گئے اور رتھوں میں امن ہو گیا اور قافلہ اور فغانے جانے لگے اب اس کے تین
 ہرات گیا کہ وہاں کے رسوم دیکھے اور سیف الدولہ بعدہ سپہ سالاری اور سرداری کے میثا پور میں آئے اور علی
 غفر تھا کہ رمی سال دے تو اپنا حال در اپنا لشکر درست کرے سو ابواضر دربان نے اوسکو لکھا
 کہ میں نے سب حال اور بنام فخر الدولہ کو خوب کہہ سنا یا مگر جواب فخر الدولہ یہ کہ کشاں بادشاہوں کی
 مثل بٹے دیاؤں گے کہ اس کے باقی موعجہ مارے ہیں مگر نہیں خوش طبعی ہیں لوگوں کی کثرت بانی کی
 اوں کی موعجہ کی دیکھتے ہیں براؤں کو خیر نہیں غافل ہیں کہ کتنی نہرین ہم سے جدا ہوئی ہیں اور کتنے نالے
 ہم سے بچتے ہیں اور اگر حکماء مدنی خراسان پر قدرت ہوتی تو اوسکو بد شکام ہم اپنی ولایت میں
 ملا لیتے کہ نافرست زمین اور خلاصہ قالمیم ہر مگر سننے جو کچھ کہہ نہ سوا پر وانی اور عذر ظاہری نہیں
 ہو سکتا ہو تو علی اسجواب سے پریشان ہوا اور فائق اور اپنے سب سرداران فوج سے صلاح لی
 کہ اب کیا تدبیر جواب ان کی راے میں اختلاف ہوا کسی کی یہ راے ہوئی کہ جرجان میں ٹھہریں
 اور بنام میری کے خطبہ پڑھیں اور فخر الدولہ کے آدمی جرجان نکال دیں اور میری کو ایک غرضی مضمون
 اطاعت و زہد اور خیر لاج رسانی کے لکھی جاوے کیونکہ اس ولایت کی طلب میں بٹے بڑے بادشاہ
 عاجز ہو گئے ہیں آج وہ دیکھ جائے مال بہت خرچ کیا اور اب جرجان میری کو فتنہ اور بے کھٹکے ہاتھ
 اس کے بیگا اور نقد مال کو بیچنا بعض مال گم شدہ کے محال ہو اور نقد کو بعض قرضہ کے مجبورنا سبقتی
 اور فاتی نے یہ شورہ دیا کہ سیف الدولہ محمود کی جمعیت اوس سے جلا ہو اور لو سکابا بھی لینا
 نہیں ہو اور اب وہو جرجان کی اوسکے لشکر کو بہت مضرت ہو اور اوس کی لرمی سے بھی اونکو
 تکلیف ہو تو یہ فرصت کا وقت ہے سیف الدولہ سے لڑنا چاہیے لوگ متفق ہو گئے اس لیے کہ سکواشتیان نے
 دین کے جو اور ابوائی کو بھی سنے تاکہ کیا کا اونکی مدد کرے اتنے میں خبر آئی کہ صاحب ابن

عباد وزیر خزانہ و وزیر گریہ اور جو تک یہ وزیر ابوعلی کا مددگار تھا اور ہر وقت خزانہ دلوں کو اسکی مدد اور حمایت پر آمادہ کرتا تھا تو اب ابوعلی کو اپنا یہاں ٹھہرنا دشوار ہوا اور بہت جلدی کی کہ یہاں سے چلے اور انتقام لیوے اور شاعر و ن نے صاحب بن عباد کے مرثیے بہت کہے ہیں ابو سعید سی ہنہانی کا یہ شعر اولیٰ جو شعر

بزرگی کی تمت بعد صاحب	کسی کو ہو گی یہ ممکن نہیں ہر
-----------------------	------------------------------

مطابح ۵۹ صفحہ ۶

اور غرہ ربیع الاول ۳۵۰ ہجری کو ابوعلی جہان سے سمت جوین کو چلا اور فائق سمت سفر میں پہلے اوس کے چلا کہ جب نیشاپور سے قریب ہوئے تو رستہ کتر کے فائق ابوعلی سے آن ملا وہ دونوں آمادہ جنگ ہو کر سیف الدولہ پر چلے سیف الدولہ کو جو خبر ہوئی تو اوس نے سسک تلگین کو لکھا اور کچھ فوج لیکر نیشاپور کے باہر آیا اور باستانہ راہ دھیم لگا یا لیکن فائق اور ابوعلی نے کچھ انتظار کرنے دیا کہ لڑائی شروع کر دی سیف الدولہ نے بھی ایسی لڑائی کی کہ خوب تشویش جنگ بھر کی اور بذات خود مصروف تھا اور طلوع شمس سے غروب جنگ ہی میں خون کی سرخ ہو گئی اور ہاتھیوں کے پیر و ن تلے بہت لوگ روندے گئے کہ وہ جنگ کے گویا راکٹ تھے پہلے تو ابوعلی کے لشکر نے ارادہ بھانے کا کیا پھر اور پکارے کہ اب وقت خلاصی نہیں کر پھر ایک سخت حملہ ہوا اور سیف الدولہ پناہ لشکر لیکر فرود گاہ پر پر ہانہ حیر سی را کو چلا آیا کہ پھر وزیر رحمت لڑائی ہو گی اور انتقام لیا جاوے گا اور نوکروائی تقدیر پر چھوڑا یہاں سیف الدولہ کو شکست ہوئی اور کچھ درخ حرفوں کو دیا گیا اور بہت سبب اور سامان کہ جنگا لیا نا دشوار ہوا اور بڑے بڑے ہاتھی سیف الدولہ و محمود سے سامان و گئے اور دران ہندوستان اور بہت لشکر سی لوگ اوسکی صحبت اور خدمت سے جدا ہو گئے اب ابوعلی کو اس حال سے اپنے استقلال اور حال قدیم کی طبع ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے فیہ اقلہ و سکے بدینا اور تباہی کا سبب کیا جب ابوعلی نیشاپور پونچا تو مشورہ یہ ہوا کہ سیف الدولہ اور سسک تلگین کا تعاقب کرے اور نوکرو سامان کے درست کر لے کی فرصت نہ دے اور قوت اور مرد و حامل کر لے کی مہلت نہ دے ابوعلی یہاں تباہ حال اور حیران اور پریشان بیٹھیا کہ کچھ تعانائی اور نہ کچھ عقل و دانائی اور تہمت و غفلت خوف سے کہ اوسکا لشکر اوسکو چھوڑ گیا یہ بہانہ شروع کیا کہ اوسکو قتال اور جنگ کا پیغام دیتا رہے اور بھلا لفظ لکھنے شروع کیے کہ یہ اقصور معاف ہوئے اور توبہ اور غرہ قبول ہوئے اور اسی کی حفظ ایسے سسک تلگین کو لکھا جیسا کوئی سست نہایت غمگین کہ اوسکا ہاتھ اور زبان پر کچھ قالو نہیں جو یہی مرضی اور استمراج کے فائق اور اوسکے لشکر نے ایسے بہت الدولہ سے لڑائی کی کہ سیف الدولہ

سخت نہ سمیت ہوئی اور اگر میں اپنی مراد کے لیے کچھ بھی ادا نہ کرنا اپنی پسند اور خواہش کے موافق نہ آ رہا کہ
 ملتا تو میرے جتنے جی خراسان کو نہ آتا اور یہ خط اس لیے لکھا کہ اسکاتلین کی کمزورت اور ناخوشی خاطر کا فائدہ
 ہووے اور یہ بھی درخواست کی کہ مجھ سے مدد کر دین اور میری نفسی سے بھی قصور و عاف کر دو اور
 اس تحریر سے اس کی حقیقت مکمل گئی کہ اب اس میں کچھ قوت نہیں رہی خوب شکار ہو سکتا ہے اور یہ خط
 اپنے دیار و اطراف مملکت میں نہران جاری کئے اور سب لشکر اور سرداروں کو طلب کیا اور ابواضر بن
 ابی زید کو والی ہجستان خلعت ابن حسن کے بلائے کو بھیجا اور ابی الحارث فریونی والی جوزجان کو بھیج دیا
 اور بادشاہ امیر رضی کو بھی اپنی آبادگی کی خبر دی سو وہاں سے سپہ سالاران نواح خراسان پر فرمان جاری
 ہوئے کہ اسیرانگلین کے پاس حاضر ہوں اور سب طرف سے مدد آنے لگی اب اس قدر فوج اسیرانگلین کے
 پاس اکٹھی ہو گئی کہ اگر وہ ابن زین تو سب پرند اور تروین اونکے لیے وہاں جا رہے اور اگر دیر دیا نہ
 اور تروین تو اس کی تہ نکل آوے اب اسیرانگلین اپنا بدلا لینے چلا گیا ایک اندھیری اس بجلی کی سی ہو گیا
 وہ جو سب راستے گھر گئے ہیں اور فائق نے طوس میں جا کر اسیرانگلین کے پاس نفاذ خط بھیجنے شروع
 کیے کہ میں بصلح کر کے حاضر ہونا چاہتا ہوں اور ایسے ہی جواب لفاق امیر امیر نے بھی شروع کیے
 اور تار و دکامیر کی طوسی بھی مثل ابوعلی کے متروکہ تھا کہ اب الاماعت کرے یا مخالفت کرے اب
 ابوعلی نے ابوالقاسم فقہ کو فائق اور امیر کے پاس بھیجا کہ انکو ہم سے مائل کرے اور اور طرف
 بکٹنے سے روکے سو یہ اونکے پاس گیا اور اون دونوں سے عہد و پیمان ابوعلی کی اطاعت پر لے
 اور ابوالقاسم نے ابوعلی کو بلایا کہ یہاں جلد آوے تا اون دونوں کو اپنے ساتھ شامل کرے ابوعلی
 چلا اور اون دونوں سے طایران پر ملا و مصافح ہو کر اتفاق کیا اور اندر رخ کو خیمہ گاہ پسند کیا
 اور خیمہ ڈالا باوجود کہ ابوالقاسم برادر ابوعلی ہر طرح اپنے بھائی کی خدمت میں حاضر تھا اور محبت اور
 وفاداری میں مستعد لیکن ابوعلی نے ہرات اور اوسکے پر گئے کو ابوالقاسم سے لیکر اپنے نڈا لیا کہ
 دیدیے اس لیے ابوالقاسم اوسکا بھائی اپنے کار و بار ضروری کا بہانہ کر کے بیٹھے ہا باوجود کہ
 ابوعلی کو نینا پور سے چلتے وقت اوسکی مددگاری کی بہت حاجت تھی اور چلتے وقت انتظار کیا جب
 وقت چلنے کا ختم ہوا تو اوسکے آنے سے مایوس ہو گیا اور اوس سے اور بھی اوسکی برہمائی اور تباہی
 زیادہ ہوئی اسیرانگلین نے بمقابلہ ابوعلی بنیوین تاریخ جادی الثانی روز شنبہ بھٹہ ہجری کو

اپنا لشکر بھیجا سواروں اور پیادوں نے لڑنا شروع کیا یہاں تک کہ سارا دن گزر گیا ابوعباس نے اپنے
 سرداروں سے درباب پور کر کے لڑائی کے نشورہ کیا تو امیر کلموسی اور ارباب عقل نے یہ علاج
 کر دیا کہ وہ پرناہ لیں کہ بمقابلہ امیر سلطین کے ہکو مدد لیں کیونکہ وہ بلند اور کاؤ کی جگہ پر اور بان پانی اور
 گھاس اور چارہ بہت ہے اور مردانِ تلوس کو امیر پر ہر آنکھ تھکتے جاویں کہ لڑائی بہت دراز ہو۔ اے اور
 شیخوں اور غارت اور فساد جاری کریں یہاں تک کہ امیر کو ہر دلی و ملائت ہو جاوے اور اسکی فوج
 اسکی جدا ہو جاوے اور وقتِ خوب و نامانی اور قوت اور حکام کے ساتھ اس سے مل گئے اور اسکے
 نوجوان لوگوں نے سنا کہ غوغا کیا کہ ہکو کیا ضرورت ہے کہ اور دن سے مدد مانگیں اور دفعہ وقتی کریں لوگ
 کیا یہ جانیں گے کہ ہم جنگ سے باز رہے صرف ایام گذری کرتے ہیں اور لڑائی سے تھک گئے ہیں کیا لوگو
 بیالہ موت کا بلا لیں گے سو وہ تو یہ جانتی رہی اور تابع یعنی فوج کو یا نام ہو گئی اور کام اور تراب اب صبح کی وقت
 دونوں لشکر قابل ہوئے اور آمادہ جنگ بن گئی اپنی صف آرائی کی کہ دونوں ہزاروں آدمی ہر قسم سے
 آراستہ تھے اور امیر نے اپنا لشکر اپنے ہاتھوں کے ساتھ آراستہ کیا اب دونوں فوجیں قریب ہوئیں اور
 ابوعلی کی دہائی فوج کو کھینچ کر لڑنے لگا اس غبار کا ڈھول اڑنے لگا اسنے طرف کے گانوں سے اٹھا تو
 معلوم ہوا کہ وہ امیر سیف الدولہ اور اسکا لشکر گویا دریا ہوا نہ جھیری رات ہونے کے قدم اڑا کر گئے اور
 عقل گم ہو گئی اور یہ گمان ہوا کہ قلب لشکر ابوعلی نے امیر کے تنب لشکر پر حملہ کیا تو انہوں نے گویا اسکی مدد کی
 کہ ہمیں سیف الدولہ کے حملے سے بچ گئے اور امیر کے نصف بند کو متفرق کیا اور لوگوں کو باہر سے ہٹا دیا
 امیر سلطین اپنے خاص غلاموں کے ساتھ کھڑے رہ گئے اور انکے حملے کو دفع کیا کہ وہ اولتے بیٹے
 اور چھپے سے سیف الدولہ آگیا سو ٹھہرے رہ گئے اور دونوں طرف سے تلوار پڑنے لگی اب ایک غبار
 اٹھا کہ سب مشتبه ہو گئے اور سواری و از تلوار کے اور کچھ زمین سنائی دیا تھا اور احمی سواروں کو ابی
 سونہ و زمین لپیٹ کر گھوڑوں سے اٹھا لیتے تھے اور قاتل کو مقتول سے ملا دیتے تھے اور سیف الدولہ
 نے افسے لڑنے اور بدلہ لینے اور شمشیر زنی میں ایسی کوشش کیا کہ اگر ستم اپنے زمانے میں سنتا تو
 بیشک اسکی سائیسی کرتا اور اس سے طریقہ شمشیر زنی اور نیزہ بازی کا سیکھتا اور حصہ بین میں لکھچھا
 باقی تھی تو گرد و غبار سے اور رہی سہی بھی جاتی رہی جب غبار مٹا تو متحمل غبار آلودہ اور مجروح میدان
 میں کچھ بچے ہوئے اور باقی قید جنگ گاہ میں دیکھے اور انکے پیچھے سیف الدولہ سے گھوڑا ڈرایا اور

جو لوگ کردہ کو وہن بنائے اور راستے گم ہو گئے، انکو پکڑ لیا یہ لوگ ابوعلی ابن بغڑ اور سنگین غازی
 اور ارسلان بیگے ابوعلی ابن خوشگلین اور ناسار ابن سجان اور بلی اور لشکرستان ابن ابی جعفر و بلی تھے
 کہ یہ سبے دار درددار اور آبرو ابوعلی کی فوج کے تھے اور ابوعلی ان کھائیوں اور ہارٹون میں گھس گیا
 یہاں تک کہ قلعہ کلات پر پہنچ گیا کہ وہ پہنچ جاتے ہوئے ہوا کے گھوڑے یکے بعد دیگرے گھس جاتے ہیں اور
 گھائیوں اور چوٹیوں پر نظر چڑھتے ہوئے بھی سلتی ہو اور پھر امیر کہ طوسی بھی آیا اب معلوم ہوا کہ ہندرب
 آگے پیچھے آئے اور ملتے جمع ہوئے اور اس قدر تفرق میں آئے کہ ہاتھی کے نیشاں پو میں ابوعلی کے ہاتھ
 آئے تھے اور کلوئی عیال اتباع کے ساتھ چیلے تھا ابوعلی ابن بغڑ وغیرہ سب قیدیوں نے ابوعلی کو کھاکھا
 کہ کہو اسے کہ سنگین نے بلایا اور آرزو مند کیا اور انعام اور بخشش کی اور فرمایا کہ اگر ہاتھی ایسے آجائے
 تو تمھاری رہائی ہو جائیگی اور ذرہ سہت کی کہ ہاتھی بھیجے تاکہ ہم چوٹیں امیر ابوعلی نے ایک کو کم دیا
 کہ ہاتھی ایسے کر دیں اور ابوعلی اور فائق دونوں جنگل میں گئے کہ اس تک جگہ سے سنگین راہ پر گئے
 ہاتھی کے پاس بھیج دیے اور کھاکہ یہ کام خاص میں کیا جاتا کہ اسکا تہہ ہووے اور ابوعلی کا
 کچھ خیال نہ ہووے اور ابوعلی اور فائق دونوں ابی درددار کو قید بنا کر چلے اور فائق کو جو ایک کام پیش ہوا
 تو ابوعلی کو چھوڑ کر اور اپنے غلام لیکر خیرس چلا گیا جب ابوعلی کو یہ خبر ہوئی تو فائق کو کھاکھا کہ میں تمکو
 کہ حالت میں چھوڑوں گا خوشی ہو یا غم تنگی ہو یا فراغت سستی ہو یا زمی اور طریقی ابتدا میں تو کموتر
 معلوم ہوا تھا اب تک کو کچھ درتدیر جو بھی میں تمھاری راہی کا تابع ہوں دیکھو میں تمھارے پیچھے آتا ہوں
 اور چلا کہ اس سے جا ملا اور خیرس گئے اور وہاں سے مرو گئے جب امیر سنگین کو خبر ملی کہ یہ دونوں علی اور
 فائق ابی درددار سے فر گئے انکے پیچھے اٹھا اور امیر سیف الدو کہ کو علاقہ فیضا پور پر چھوڑا اور اسکا وزیر کیا
 کہ ابوعلی اور فائق کی خبر لیتا رہے ابوعلی اور فائق اپنا کام مزین جب کر چکے تو اہل شط کے جنگل میں نکلے
 کہ بیان کوئی نہ اسلے کا کیونکہ مسافت بہت سخت ہو اور راستے میں ہند میں درختیں خشک ہوئے ہیں اور
 میں قرار پذیر ہوئے اور ابوعلی نے اپنے وزیر ابو الحسن محمد بن کثیر کو اور فائق نے اپنے وزیر
 عبدالرحمن ابن احمد فقیہ کو بخارا بھیجا کہ امیر رضی سے عفو قصور کرا دیں اور اسکی رضا جوئی کریں اور اسکے
 غلاموں اور اولیاء سلطنت کی خوشامد کریں تو ابو الحسن بن کثیر کو بھی طرح و پسین بھیج دیا گیا
 اور ابوعلی کو کھاکھا گیا کہ امیدوار آرزو مند رہے اور جہان میں جا کر شہرے جتنا کہ اسکا سکنا تھا

تبریز مناسب کیا جو سے اور عبدالرحمن ابن محمد کو حکم ہوا کہ قید کیا جاوے سو جیسے اور قید نہ دے وہ بھی قید
کیا گیا اور بنام ملی جرجان امون ابن محمد حکم صادر ہوا کہ کسی غشی کو پہلے بھجورے کہ ابوعلی کا حال بیان
کرے اور جو کچھ اسکے حقیقہ میں ہوئی ہر دو کا ذکر کرے فائق کو غصہ آیا کہ اوس کا قصد بکرا گیا اور
ارادہ کیا کہ ماوراء النہر یعنی جرجان سے اوتر کر ایک خان کے پاس اپنی فریاد لیکر جاوے اور اپنی نصیبت
اوس سے نہ مانگے اور ابوعلی کو بھی شورہ دیا کہ میری مدد کرے اور اس امر میں شامل ہے اس حکم سے کہ ابوعلی
جرجان میں جب تک ٹھہرے کہ اوس کے لیے تبریز مناسب ہووے یہ قصہ تھا کہ ابوعلی اور فائق میں
تفرقہ جووے کہ ایک دوسرے کا مددگار نہ ہے اور جو امر کہ اوصحون نے بنی لغت سلطنت اپنے ہتھیا
یا بے اختیاری سے کیا ہونے قابل حشو و بے ہوشی اور نہ قابل فراموشی تھو ابوعلی نے فائق سے جدائی
اختیار کی اور منجملہ اسرار الہی کے ہر کہ یہ جدائی سی کٹنے کا باعث اور کجاوہ گزیر کیا سبب شعر

خدا جسکو گرائے کون اٹھتا	خدا جو بات چاہے کون ٹالتا
--------------------------	---------------------------

فائق تو نہر کے اوج چائے رگڑ کر لکڑیاں لٹکانے کی پاس بونچا کر ڈلوے اور اسکے پیچھے بکوزوں طبع چلا اور خداوند
دو نوئی لڑائی ہوئی اور پچھلے بھڑکے اپنی اپنی راہ لی ایک خان نے فائق کا استقبال نہایت چھیڑ
کیا اور غوب سامان سے اوسکی ممانی کی اور اوسکی فامی امید کا ذلیلہ اور اوسکے علاقے پر عمل دلا لیا
اور ایک لکڑی ابوعلی نے بہر خطائی اور توفیق سے محروم ہوا اپنے گناہوں کا بوجھ سر پر رکھ کر چلا اوسکی
آنکھوں میں حیرانی اور ہتھیلی کا سر نہ لگا گیا اور تقدیر سے ہستہ اوپر گم ہو گیا جیسے رتو نہ یا اونٹ
جلتا ہو کسی شاعر نے یہ شعر ابو محمد خفیی کے لاکر میرے روبرو پڑھے شعر اگل شعر

خدا کا جو حکم کرتے ہیں وہ	اگر چہ وہ دانای تدبیر ہوں
---------------------------	---------------------------

اب ابوعلی جانب جرجان موضع ہزار آئیب پر بونچا کہ یہ جانب غرب مقابل خوارزم ہر تو
خوارزم شاہ نے اپنے آدمی کو حکم دیا کہ اوسکی دعوت کرے اور عند پیش کرے اور وعدہ کیا
کہ کل ہفتہ دو دریا پار آکر آپ سے ملاقات کرے تنگے اور حق ممانی او اگر تنگے اور قریب دو ہزار روپے
بد معاش اپنے لشکر میں سے جنگل میں چھپا دیے کہ تاریکی شب میں اوسکو مار ڈالیں اور ابوعلی خوش
نامی نے کہ ابوعلی کا ہمت تھا اور اوسکو خوارزم شاہ کے باس قصد بھیجا تھا مجھ سے کہ کہ خوارزم شاہ نے
ان معترض کے چند شعر پڑھے کہ ابوعلی کے پاس بطور نصیحت کے بونچا دے میں یہ اشعار

ابوعلی کے پاس لایا اور ظاہر میں ان دونوں میں کبھی تک کچھ رنجش نہ تھی ابوعلی نے یہ شعار پڑھے اور
 شکریہ ادا کیا اور یہ بھول گیا کہ کچھ سے اس کو کچھ رنج ہوا تھا اور یہ شعار اس کے لیے کنایہ اور اشارہ ہیں اور
 اس کو کچھ حفاظت اور نگہبانی نہ کی اور اس کے ہمراہی سب غافل ہو گئے اور خوب سوئے چکے ایک
 آواز طبل اور دھڑول کی سنہانے کا شورا مٹھا اور جس کا نہیں کہ ابوعلی فروکش تھا اس کو گھیرا اور کہا
 کہ نیچے اتر آؤ تاکہ ہماری خواہش ہو کہ اس کو قتل کریں اب ابوعلی کے غلاموں نے اس کا مقابلہ
 کیا پھر ابوعلی خود آیا اور سردار فوج سے پوچھا کہ تو کیوں آیا ہوا کیوں لڑ رہا ہو تو اس نے کہا کہ خوارشاہ
 نے تم کو بلایا ہوا ہے اس کے پاس حملہ کہ ہمیں رفع فساد تصور ہو اور آپ کا خود نہایت ہوشیار ہیں ابوعلی
 فوراً نیچے چلا آیا اور سردار کو کو اپنے پیچھے سوار کیا اور سر سے اتر کر خوارشاہ کے پاس پہنچ
 ہفتے کے فجر غرہ رمضان ۵۵۳ ہجری کو خوارشاہ کا حکم آیا کہ ابوعلی کو قید کر دو اور اس کے ہمراہ
 اور سردار کو تلاش کر دو جو ہاتھ آئے ان کو پکڑ لیا اور لے گیا اس کا سپہ سالار اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جہان
 بھاگ گیا اور ندامی کی گئی جو کوئی سوار یا سردار یا پیادہ آج بمقام ہزار تیب ٹھہر گیا وہ قتل کیا گیا
 سو سب بھاگ گئے اور پریشان ہو گئے جیسے ملک سب کے لوگ تیر تیر ہو گئے تھے باہر سے شہر میں آ کر
 انتشار ہو جاتا ہوا باقی بہت دلت اور خوارمی کے ساتھ قید ہو گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے
 بذریعہ مامون ابن محمد والی جرجان کے ان کی ہائی کرانی اس کا قصہ یہ کہ جب ابوعلی کے قید ہو سکی
 خبر مامون ابن محمد کو ہوئی نہایت بے قرار ہوا اور بہت تہش غضب بھر کی اور ساری ات ٹر پئے اور
 اور ستارہ گشتہ گزاری اور تدبیر معقول کر کے ایسا لشکر چلا خوارشاہ پر بھیجا کہ کار و شوار و نیز اسان
 اور خوف و ہمت کی جگہ بے دھڑک چلے جاتے اور ہمارے بڑوں پر صاف چڑھ جاتے اور جو
 وہاں محفوظ ہوئے ان کو اوتار لاتے اور لے کر غلام ابوعلی بھی اپنے چند خواص لیے ہوئے بدلہ
 لینے کے لیے اس کے ساتھ ہوا یا دریای جیون سے اتر کر کا تب را حکومت خوارشاہ کو گھیر لیا
 اور ہر طرف سے جنگ شروع کی یہاں تک کہ ایک ایک کو شہر سے باہر لائے اور قید کیا اور خوارشاہ
 کے گھر میں گھسکر اس کی مشکین بازو بلیں اور ابوعلی کو قید سے چھوڑا یا اور کیا حملہ لیا کہ لیس ہونگیا اور
 لیس ہونگیا یہ سب باتیں خدا تعالیٰ کو تھن ہیں ابوعلی کو نہایت عزت اور شوکت سے اور خوارشاہ کو
 نہایت دلت اور سوائی سے خالی ہلاں پر سوار کر کے جرجان لیجے اور مامون بن محمد نے

مطلبہ چہ

استقبال کیا اور ابوعلی کی بہت عزت اور تعظیم کی اور خوارزم شاہ کی بہت ذلت اور خواری کی کئی چیزیں ملتی
اور ابوعلی کی تعظیم کی کہ او سکوا وصال بہ التسمیہ کہ دیا اور اسکے سب آؤمو کو انعام دیا کہ اونکا حال درست
ہو گیا اور اونکے لیے سامان خدیاقت نہایت آراستگی کے ساتھ کیا گیا و انعام کے کارگروں نے یہ
دستی کی جو اور اصرار کیا گیا کہ شراب پیوے کیونکہ ابوعلی نے بہت دن سے شراب چھوڑ رکھی تھی لیکن
ہموقت مامون ابن محمد کی خاطر سے پی اب یہ ہوا کہ خوارزم شاہ بلایا گیا وہ اسی حالت قید میں آیا اور
جو کچھ کہ اوں کو چھایا کچھ جواب نہ دیا بجز اسکے کہ سر جھکا کے زمین کو دیکھتا تھا خلاصہ یہ حکم ہوا کہ گروں
مارا جاوے زمین پر لٹا کر قتل کیا گیا اور خوارزم اب خاص مامون ابن محمد کے قبضہ میں آ گیا
اور اپنا تختہ بھجا کہ وہاں کا بند و بست کرے اور خطبہ بنام مامون کے پڑھے اور سب احوال اور مہیا ہو گیا
لاکھ حاضر کرے اور مامون نے بڑے بڑے خطوط دیاب سفارش اور غم و قصہ ابوعلی کے ہمہ رضی کو
بھیجنے شروع کیے اور درخواست کی کہ کوئی ابوعلی کی گنجائش کرے کہ او سکوا جو پادشاہ کی طرقت سے
ایک خوف جو وہ رفع ہووے اور او کی حالت شکستہ در دست کیجاوے وہاں سے ان دو لوگوں کے
نام حکم آیا کہ ابوعلی مہین آجاوے اور جو آرزو کہ کھتا ہے پوری ہوگی اور ابوعلی بخار او بلالہ او لو سکوا
اپنے افعال کا خیال بالکل نہ رہا تاکہ اپنی سزا کو پونہ نیچے اور جو حکم خدا ہے وہ پورا ہووے جب بخارا
آیا تو وزیر عبداللہ بن عزیز نے او کا استقبال کیا اور بہت سے سرداروں اور امیروں نے
انکے تہنیت اور مبارکباد دی اور او سکے ساتھ چلا کہ ڈیوڑھی پر پونچھا اب او تر کر زمین بوسی کرنی
شروع کی یہاں تک کہ ڈیوڑھی بارگاہ پر آیا اور پردہ اوٹھا گیا آگے آگے او سکے دیوان چلتا
یہاں تک کہ امیر رضی کے سامنے آیا اور آداب خدمت بجا لایا اور ذلت کفران انعمت کی اسے تو
اوٹھائی اور او سکے پیچھے او کا غلام المینکو مع اپنے خواص اور سرداروں کے آگیا اب امیر رضی
گھوڑے کو آواز دی گئی کہ دربار میں آوے گھوڑے کے ہانے سے یہ سب ابوعلی وغیرہ ایک سنگ تین
کیے گئے تو ان سب کے طوق اور زنجیر ڈالی گئی اور دروازے پر بلایاے دولہے کے پہرے لگائے
گئے اور سب انکا سامان لے لیا گیا کہ کپڑے تک اوٹار لیے گئے پس آج ابوعلی کا تہ تیغ
اور ایک شاعر نے خوب کہا ہے امیر سب کی سنگین زمین تھا جو خوارزم شاہ امیر ابوعلی کے قصے کی او سکوا
خبر پونچھی ملک لک گیا اور وہاں بجز ضلہ ماہر داری اور تلاش مصلحت عام کے اجاڑت کی سب

کہ بڑی بجا بلا لایا گیا اور اس کے حتمین حکم ہو چکا جو کچھ ذکر کیا اسی اثنا میں فرمان امیر رضی اللہ عنہ سیکرنگینج
 پونجا کہ ایک خان اور املا آتا ہوا اور جو کچھ مال اور حاصل اس سلطنت کے عامل کے پاس ہر وہ سہیتا
 آتا ہو تو درخواست یہ کرنا کہ اس کے مقابلے میں جانا چاہیے تا اس کو روکا جاوے ہم پھر حال احسان ہوگا
 کہ ہماری سلطنت زندہ باقی ہے امیر نے اپنے وزیر اور خیر خواہوں سے مشورہ لیا ان سب کی اسی
 میں تو خندان بڑا کسی نے جھاکا کسی نے برا کہا مگر اس کو پاس عزت ہوا اور سب کے خلاف ارادہ
 صمم کیا کہ خود روانہ ہوا اور دست کر فی شروع کی اور سرداران بلاد اور حکامان اطراف کو خط بھیجے کہ صلہ
 آؤں اور ابھی سب کھٹے بھیجے ہوئے تھے کہ خود روانہ ہوا اور درمیان کش اور نف کے نیازی گاہوں
 پر تھم گیا کہ میان سب سرداران جو زبان اور خصل اور صغانیان اور اطراف خراسان کے پونچے اور
 امیر صف الدین بھی منیا پور سے اپنا سامان اپنا لشکر لیکر آیا کہ ایک ایک ہزار کے برابر ایک ایک مٹی ایلا خان
 کو خبر ہوئی کہ امیر اس لشکر آتا ہوا اس چند مقدار و خواہش کے پاس بھیجے کہ ہم اور تم دونوں ہمارے
 کر کے یہ ملک میں تقسیم کر لیوں اور ہم دیکھیں انہما میں کوشش کتنے میں در اللہ تعالیٰ کی رحمت قائم کرتے ہیں
 ہم مقدار میں کہ خراسان اور ماوراء النہر کا حاصل لیوں بہت شخص کہ اپنے گھر کا فرش ہو رہا ہر طرف
 اپنی جان اور بدن کی خواہشوں میں ہو نہ کبھی جا ہی پسند میں جنگ میں آتا ہو نہ کبھی تلوار کو میان سے
 نکالنا ہوا اور ہم جو خطر اور ضرر اٹھاتے ہیں نفع لینے کے مستحق ہیں نہ یہ شخص یعنی امیر رضی کہ
 دشمنان خدا پر تلوار اٹھانا اپنے دین میں جان نہ نہیں جانتا ہر گرجہ کہ کوئی اس کو تنگ کرے تو لایا
 اپنی جان سے دشمن کو دفع کرے گا پس اب دونوں باتوں میں سے جو مناسب ہو مقرر
 یا مفارقت اختیار کر و کہ میں موافق تمہارے کرنے کے کروں گا اور اگر تم میرے قتل پر دست نہ رکھو
 کروں گے تو میں ہرگز نہ کروں گا کہ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں پس امیر سیکرنگینج نے جواب بھیجا
 کہ اس عالم کیسی ہیں اس سے مجھ پر اعتماد کیا ہوا اس لیے ضرور ہو کہ میں اس کی آرزو بلاؤں کہ ملازمین
 دو اسے امیر رضی کو ایلا چھوڑ دیا ہوا اور اس کے پروردہ نعمت نے اس کا نفران نعمت کیا چشم برون
 نسبت ظلم کے بہت برسی ہوا اور اس کا ملک اس کے ہاتھ سے نکلا جاتا ہوا اور سیرا لایا گیا
 مع اپنے تمام اموال کے کہ تمام عمر میں حاصل کیا ہو بہت ہو کہ داغ و سوائی اور بدنامی چھتیا
 کروں اور نہ کو کاری اور حمان چھوڑوں سو نہ کو چاہیے کہ تم اس ملک سے قطع طمع کر دیاؤ جس ملک

اجازت دو کہ تلوار بن اور بلند نیزے اوسین لوٹیں اور قیمت جان ارزان اور بے قیمت ہو جاوے
ایک خان نے اس جواب سے اوسکی کوشش معلوم کر لی اوجال اوسکے سامان اور قوت کا دریافت کیا
اور وہ بھی مستعد جنگ ہوا تب تک یونین تیر بھجیے کہ یہ لڑائی پر بلائی علامت ہر سو سمٹ سمٹ گئے
اسکینکین نے امیر کی کولکھ بھجوا دیئے تاکہ یہ وقت مقابلہ بہت تھاری لوگوں پر ہووے اور اوسکی تیزی
خیزندالین اور اپنے ملک میں سے اوسکو نکال دین اب ابن عزیز وزیر کو اپنی جان کا ڈر ہوا کہ وہ حرکت
ملا لائق کر دکھائے کہ جسکے لیے بھاگتا اور اوسکی تلاش ہوئی تھی اس لیے اسنے امیر رضی کو نصیحت کی
امیر بنگلین اور سب دلیان اطراف بہت بہتر سامان اور انبوہ لیکر نہر پر عبور کر گئے ہیں در اس
کہ بہت دن سے جاری ہوئی کہ بہت ضعیف کر دیا کہ آپ مین اوسکا تحمل نہیں ہو اور آپ کے
جانے سے آپ کے ملک کی فہیت جاتی ریگی اور بھی برا ہو کہ آپ اوسکے پاس حلوین کہ اوسکا حال
آپ کے حال سے بہت چھا ہوا اور اوسکے پیادے آپ کے سواروں سے بہتر ہوں تو تونہ
یہ جو کہ وہ جانیکی اس سے معافی ہووے اور سرداران لشکر اور لشکر اطراف بلاد سے بلا کر اوسکے
پاس بھجید واد سکو مت در باب صلح یا جنگ امیر کی مقرر رہے کہ فیصلہ اوسکے ہاتھ پر رہے
اس طرح بہت آسان ہوگا امیر رضی نے یہی امیر بنگلین کو لکھ بھجوا میر نے جان لیا کہ
یہ ابن عزیز کی وسوسہ اندازی اور حیلہ بازی اور کار سازی ہو تاکہ ہماری سعی عبور دیا اور لشکر کے
بنانے پر اور سامان لیجانے پر اور مال خرچ کرنے پر برباد جاوے اب امیر نے سیف الدلو
اور اپنے بھائی کو میں ہزار فوج لیکر بخارا بھجیا کہ ابن عزیز کو وہاں سے نکال دین اور ابو نصر محمد ابن
محمد بن ابی نیکر اوسکے ساتھ کیا کہ کار وزارت کا تدارک کرے جو ابن عزیز کے علاقے میں ہو
ابن عزیز کو جو انکا اتنا معلوم ہوا تو یقین ہوا کہ موت اوس پر ہونہ کھولے ہوئے آتی ہو اور
جاہا کہ زمین میں کوئی رستہ ملے کہ اوسمیں ٹرے جائے یا آسمان پر کوئی ٹیڑھی ہو کہ اوس پر
چڑھ جائے جب اس سے لاچار ہوا تو کسی کے مکان میں چھپ گیا اور روشی خدیار کی اس پر رضی
نے ابو نصر کو مینصف نارت دیا اور شیخص مثل کو کہے روشن ہو اور بہت عھد بند ہو اسکے علاق
بہت درست میں لسنے اپنی انائی اور کارگزاری سے بھر بنیاد تا کیم کی اور نقصان دو کر کیا
اور ابو الفتح بستی نے اسکی رستہ کوئی اور حق بیانی میں چند شعر کہے ہیں شوال شعر

ابو نصر مظلوم ہوا اسکے قربان	ستم اور حسد رابی وہ کرتا ہر دور
اور حرب اسکو وزارت مقرر ہوئی تو یہ شعر لکھے شعرا و شاعر	
سراک سائل کو پوچھا دو پیغام	ادھر آوے کہ وہ رستہ نہ بھولے
<p>اور یہ سیکنگین کو بھی معلوم ہوا کہ ابن عزیز نے اب تک ابوعلی کو زندہ رکھ چھوڑا ہے کہ کسی من و سکے کام آدھکا اور اسکو اپنا سامان جنگ کر کے سیکنگین سے لڑے گا اور امیر رضی کو لکھ بھیجا کہ ہماری خواہش یہ ہے کہ ابن عزیز کو یہاں بھیج دو سو ہیبتی نے سیف الدولہ کے پونچنے سے پہلے اس کام کرنا واجب جانا اور ابن عزیز کو لینا کو ایک عماری پر سوار کر کے بھیج دیا کہ یہ اسکی عمر کا خامتہ ہو میرے حکم کیا کہ ابن عزیز کو ایسے محل میں بٹھلا کر دیر لیا جائے کہ اگر اسکو خواب میں دیکھتا تو اپنی زندگی سے استعفا دیتا اس عرصہ میں کہ سیف الدولہ بخارا جاوے ایک خان اپنا انوہ ترک لیکر آگیا اور از سر نو صلح کی درخواست کی اور میر نے اس لیے کہ امیر رضی نے اپنے آنے میں قلعہ بند کیا تھا مصالحت جانا کہ اسکی صلح قبول کرے اور یہ شرط کی کہ ایک خان قسطنطنیہ پر رہے اور قسطنطنیہ پر اپنا دخل نہ کرے اور ہر اپنے عامل و پرہیزے نہ بھیجے اور جو تکلیف دہ خان نے فائدے کے لیے سفارش کی اور کہا کہ یہ بھی بسبب خدمتگزار سی خاندان رضی کے کچھ حقدار ہر اس لیے قند فانی کو دیجاوے اور صیلمنا مد ظرفین کے ویران اور علما کے روہر دکھا گیا اور ہر ایک نے اپنی اپنی نیکی سیکنگین مانگ لیا اور سیف الدولہ نیشاپور اور جو فلک بسبب ترکستان کے امیر رضی کو تھا وہ سب دور ہوا ابو نصر مہمات وزارت پر توجہ ہوا کہ ولایت تو اب کم ہو گئی محفل میں قصور ہو جو کچھ کہ تنخواہ وغیرہ مصارف لکھے ہوئے تھے انکو کافی ہوئے اس لیے بڑا شغل و رہتا مام اسکا واسطے زراعت کے تھا اور ابامگر لاری کرتا تھا اور خون کا بدلہ خون دیتا تھا ایک دن اس کے ایک نوکر نے اسکی وزارت کے پانچویں مہینے کے شروع پر بار ڈالا اب امیر کو یہ خیال ہوا کہ شاید سیکنگین کو خیال ہوگا کہ اسکا قتل ہمارے ایما سے ہوا ہو اس لیے بہت اندوہ ظاہر کیا اور بڑی مصیبت بیان کی اور جو دگر سے باہر نکلے اور جنازے کی نماز پڑھی مگر قاتلون کے ناکان کاٹنے کا حکم جاری کیا اور غراب شوقی نے یہ شہ میرے سامنے پڑھا شعرا و شاعر</p>	
بہت محکمین میں خود جان کے دل	بزرگی خود سرا سیمہ چھرے ہی

ابو القاسم ابن سیمجور ابو علی کے بھائی کا ذکر
 ابو القاسم کچھ دنوں اپنے بھائی سے جدا ہو کر گوشہ نشین رہا جب ہیر سنگتین نیشاپور سے حکام
 پونچا تو یہ بھی اسکی خدمت میں نبیاز حاضر ہوا تیسرے بھی اسکی عزت کی اور اسکو تقویت دی
 اور اسکے خوش کرینکا دوسرا کیا اور اسیر رضی کو لکھ بھیجا کہ قستان اسکو عنایت ہووے ہیر رضی نے
 قبول کیا اور فرمان کا حکم دیا اور ایک خلعت بھی بھیجا تاکہ ہیر سنگتین کو ثابت ہووے کہ اسکا کہنا
 اسیر رضی نے قبول کیا اور ابو القاسم کو زمرہ ملازمین بادشاہی میں عزت دی گئی سوا ابو القاسم
 خوش ہو کر اسباب آراستہ سرسبز اور سیلاب جگہ قستان میں جا رہا تھا کہ ہیر سنگتین کو
 سفر ماردار النہر دیا پار ترک کی تدبیر کے لیے کرنا پڑا تو ہیر نے اسکو بھی بلایا کہ وہ بھی پار کانٹو
 اور سرداران سلطنت میں شامل ہووے سوا اسکو کچھ انجام کخیال ہوا اور کچھ بدگمانی ہوئی
 کہ ابھی اسکے بھائی کے ساتھ سواری ذلت اور سوا کی کے اور کیا اس لیے یہ بھڑک رہا
 اور یہ بھی جانتا کہ یہ بھڑکنا موجب اپنی صیبت اور رنج کا ہو گا کہ کیلا اسکو دفع کر سکے گا اور خراسان کا
 خانی ہونا غنیمت نہ جانتا نیشاپور چلا گیا اور اسکے ساتھ ابو نصر ابن محمود صاحب بھی شامل ہو گیا اور مال اور
 لوگوں کا اکٹھا کرنا شروع کیا پھر اسیر سنگتین کو بھیجی تو دوسرے سیف الدلو کہ وہ حکم دیا کہ نیشاپور جاوے
 اور اپنے بھائی ابغراجن کو اس کے ساتھ کیا کہ ان دونوں نے جو ہاں تک کام کیا ہو اسکو واکھاڑ دین
 اور اسکو نکال دین لیکن خود بھی چلا اور ان دونوں کو لکھا کہ ان کے پیچھے ہو گیا ابو القاسم
 اور ابن محمود ان کے لشکر و چکر ڈرے اور بھاگ کر استوا میں پونچے کہ شاید جان بچے اور دونوں اس کے
 پیچھے چلے کہ جیسے بکریوں کو بھگاتے چلتے ہیں یہاں تک کہ خراسان سے نکال کر حد و درجہ جان بچو گیا
 اور ایہ طوس کو روانہ ہوا اور وہاں بھڑاؤ کو نوزلی کہ یہ بیان آن پونچا سوا و خون نے اپنے بھائی
 میں بہت جلدی کی کہ اسیر سیف الدلو اور ابغراجن خراسان سے ان دونوں کو نکال کر سیر سنگتین کے پاس
 آگے اور خراسان والوں نے یہ لکھ بھیجی کہ ہیر رضی نے اسکو عنایت کیا ہے اس لیے اسکو نہایت نیاز سے حاضر
 ہوا تیسرے سنگتین اس کے ہر لچند تحفے اور تین ہاتھی دیے اور اپنا معتد عبد اللہ بنی بھی ساتھ لے دیا
 تو لوگوں نے کہا کہ یہ شخص میرے لئے صحت جاسوس بھیجا ہے کہ تماری حقیقت اور لشکر کا ہتہا دستوں کی
 کیفیت دریافت کرے خراسان والے نے ہیر سنگتین کو لکھا کہ قاصد تمہیں کلاو کی بان ہزار دل اور کلا

منہرہ اور شیخ بن میان آیا ہوا سکا قول ظاہری اور ہوا رواۃ باطنی اور ہوا غلاصلہ اس خط کا پتھا
کہ اگر کسی کو دریافت کرنا منظور ہو تو معلوم کر لے کہ یہ میرا تخت سلطنت جو ناف زمین میں ہے صرف جو انما
زور منداور شیراز سیاہ رنگ سے قائم ہے اس کلام سے اس کی سنگین کو غلیان ہوا اور فخر الدولہ نے جو دوستی کا
نام لیا تھا اور میں نے شہ معلوم ہوا اور اوس کے پیچھے ایک خطا اور ابوالقاسم کے ہاتھ نہ کرے عایت دوستی کے
بھیجا اور بھی لکھا کہ امیر رضی اگر تیرے پر عایت رکھتے ہیں اور شہ مندی کا بھی خیال ہے لیکن جو امر کہ بزرگ
اس کی سنگین کے تہ پہنچے اور کو نمائت نظم اور درست جانتے ہیں اس لیے درخواست ہے کہ آپ
مجھ سے دل سے اسی محبت رکھئے کہ عہد و پیمان محبت کے اسی مضبوط اور سخت کیونکہ اگر وہ قسم کھانا
درست ہوا و مخالفت اور کنارہ کشی دور ہو جائے سنگین نے یہ بیخ است قبول کی اور اس کو ہوا دوست
بنایا کہ اپنا ہر نگار کیا اب ان دونوں میں بخوبی صفائی ہو گئی اور سب طرح کی کدورت زائل ہوئی اور
ابوالقاسم سبھو نے فخر اسان سے نامہ رسید ہو کر فخر الدولہ کے پاس امان لی فخر الدولہ نے وہ خانہ پر
تو مل ورجہ جان کے پاس اس کو ٹھہرایا اور کچھ اسکے لیے مقرر کر دیا کہ اسکے اور اسکے نوکر و جن کے
کام آوے باقی قصہ اسکا اسکے موقع پر ذکر ہوگا اب ولس نامہ و امیر رضی کا یہ سنگین کے پاس آیا
کہ بعد ازیں نصر کے جو منصب وزارت خالی جواب سکود یا جاوے کہ فینل کا ہوئے امیر نے
اس کام کو امیر رضی کی مرضی پر چھوڑا کہ اپنے لوگوں میں سے جو کو مناسب ہو مقرر کرے اور اس نے
ابوالظفر محمد ابن ابیہم غیشی کو ذریعہ کیا اور بدتور خلعت اور انعام دیا ابوالظفر نے خوب کام کیا
جب تک کہ امیر رضی زندہ رہا نہایت انتظام و راستگی سے انجام دیا یہاں تک کہ امیر رضی مر گیا
اس کی سنگین اب بلغ گیا اور سیف الدولہ نے نیا جو دیکھا بوس پر جنگ ہوئی تو ابوالحسن ابن ابی علی ابن
سیہو تمانین میں تھا اور اپنے باپ کی ہر میت سکری ملا گیا فخر الدولہ نے اس کی بہت تعظیم کی اور
خلعت دیا اور وہ مسند کہ چاہا بیٹھتے ہیں اس کو دی اور چاس ہزار درہم اس کی تنخواہ ماہانہ
مقرر کی اور علاوہ اسکے اور بھی خلعت اور انعام ہمیشہ دیتا تھا اور اپنے ہمسردن سے اس کو عزت
زیادہ ہووے کہ کچھ تو اس کے باپ کا محاط تھا اور کچھ خیال تھا کہ ایسا شخص اس کے اولیائے دوست
اور ملازمین نعمت میں ہووے اب تغذیر نے اس کو حکم دیا آرام اور راحت چھوڑ کر کھانا کھانے
کہ اپنی خوشی کے موافق فیضا پور گیا وہاں ایک عورت اس کی معشوقہ تھی اور یہ گمان کیا کہ ایک

رو پوشی ہوگی تو میرا حال پوشیدہ رہے گا کہ یہاں سے نکلنا اور اس عورت کے اپنی ضرورت نکالنے تو کیا کیا
جاسوسوں آن بکڑا اور جہان اوسکا باب قید تھا نیما کر قید کیا یہاں تک کہ حکم قضا جاری ہو گیا
یقید ایسی تھی کہ قوت اوسکی اہل اور بڑے طور سے اوسکی عمر تمام ہوئی اور کسی بہت اچھے شمس
نے شیخ کہا تھا شیخ

نہو لے جب تک پورا جو چہ قسمت میں لکھا ہے | نین آنا خلاف اوسکے کسی کی عقل میں ہے

اور ایمرک طوسی سیف الدولہ کے لشکر میں شامل تھا جب امیر سیف الدولہ کو منفرد بنو حنیو کا
دیر پیش ہوا تو اوسنے نظر احتیاط و بند و بست امیرک طوسی کو بھی ابوعلی وغیرہ کے پاس حوالات
میں بھجوا دیا اتفاقاً وہاں یہ بمارے گئے اسیر ملکین طوس سے بھرتا ہوا جو بلن میں آ
تو خبر ملی کہ ابوعلی اور اس کے ہمراہیان سب قید میں مر گئے اور اوسکے بعد پورا در بنو حنیو میں
اور سرداران خراسان و عراق کے مرئی نے لکین کہ گویا موت کا تار بندھ گیا اور گویا ایک
بعد دوسرے کی موت مقرر تھی اور صورت یہ ہو کہ ابوعلی کے مرئی کے بعد مامون بن محمد والی جرجان
مرئی خراجی اوسکے سپہ سالار نے اوسکی دعوت کی تھی اوس دعوت میں اوسکے لوگوں میں سے
کسی نے اوسکو مار ڈالا کہ اس دعوت میں بجای میسرود کے رونا اور بجای خوشی کے ماتم ہوا
اوسکے بعد خبر آئی کہ امیر رضی چند دن بیمار رہا کہ ۱۳۔ حسب شمس ہجری کو بروز جمعہ گریب
اور بعد مرئی کے رضی لقمہ ہوا اسکے مرنے سے سلطنت پر لڑ لڑ مچ گیا اور اب امیر ملکین بن
بہ کاظ اوسکی بہن اور اوسکے بچوں اور غلاموں کے پورا پورا مصیبتیں پہنچ گئیں اب یہ بھی بیمار پڑا
اور زندگی سے ناامید ہوا اور اپنے وطن غزنہ کے جانیکا شتاق ہوا کہ وہاں کی آب و ہوا سے
راحت پاوے اور شفا ہووے سو راستے ہی میں غزنہ تک پہنچنے نہ پایا کہ گیا اور جنازہ غزنہ
لیگئے اور بہت تعجب ہو کہ ایک دن میں اوسکے پاس موجود تھا اور اتفاقاً بیماریوں کے آنے اور جانا
ذکر علا تو اسیر نے ابو الفتح سنہی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ امیر صاحب ہماری جان جو موت
بجائی ہو اسکی ایسی مثل ہو کہ بال بڑ بھلا ریوڑ کے ایک بھٹی کو بکڑتا ہوا در زمین پڑا ل کر ہاتھ
بانوں اوسکے باندھ دیتا ہوا اور وہ خلاف عادت بخوف مرئی کے ٹہرتی ہوا اور ہاتھ بانوں
مادی جو چہ جب بال کتر حکما ہو تو اوسکو چھوڑ دیتا ہوا اور اوسکے ہاتھ بانوں کمول دیتا ہوا تو وہ

خوش ہوتی جو کہ گویا او کی این بھر نکلی اور اسکو نجات دہنی بھرتب دوسر سال آتا ہوتا بل پر بھرا دسکو پکڑ کر
 پھرتا رہتا ہوتا وہ کہ بچا زید ہوتی ہوا کہ بچہ ہوتا ہوا اور گمان کرتی کہ بچے سال گذشتہ میں کیا تھا و لیس
 ہنگ اور بھرتب ہوتی بھرا دسکو نجات ہوتی ہوا اور خوشی خوشی ملتی بھرتی ہوا اور بھرتب سیر باربال ہوا دسکو
 قسالی کے حوالے کرتا ہوا کہ وہ اس کے گلے پر چھری چھیرتی تیا ہوا حالانکہ دسکو کی باربال کل اطمینان
 تھا کہ بچے پہلے دو تین بار بچھا را اور بال کرتے کہ بچہ زید ابلی بھی چھوڑ دینگے پس ہی ہم پر بھی باربال ہوتا
 اور تکلیفات آتے ہیں لیکن چونکہ چھہ ہوا جاتے ہیں اس لیے ہر گمان نیک ہوتا ہوا کہ ناگاہ نوچ کر
 عورت بھارتی ہو کہ فلان مر گیا یہ نقل نہ کر قریب چالیس دن کے زندہ رہا سو بہت تعجب ہوا کہ قریب
 او کی زبان سے گویا اسکا مرنا بیان کروا دیا اور نہنے سے پہلے سہل آباد کو خوب تقریبا تھا لیکن ہوتا
 یہ نہروالہ مر گیا اس کے بیٹے نے اس عمارت کو بخشا تاکہ چھوڑ دیا کہ خراب ہو گئی اور ایک مرد فاضل نے
 ہوا اس مکان پر گزرتو یہ کہا شعر اول شعر

تیرا گھر ہو گیا ابھی حالی

تیرا گھر ہو گیا ابھی حالی

اور لعلت اس نیا پر کہ گویا سو سوار ہوا اپنے ہی بچوں کو کھاتی ہوا اور نہایت تنگداری کہ نہ بیان کی رسالت
 ہوا اور نہ حق کی حفاظت ہوا اور اس زمانے کی گردشوں کی اللہ سے فریاد ہوا اور البوصہ بستی نے
 یہ مرثیہ کہا ہوا شعر اول شعر

اگر امت اور بزرگی دیوے ہند

امیر ناصر الدین مر گیا ہوا

اور اور بھی کہے ہیں شعر اول شعر

خدا یہ چھہ وساکر دیا رتم

اوس کی کوہن تاوندگار رتم

اور اسکا اور فخر والد علی ابن بویہ کا مرنا آگے چھہ ہوا کہ یہ دونوں شہان شہ جہری میں
 مرے ہیں اور فخر والد کے مرنے کا یہ حال ہوا کہ اوسنے اپنی لفرج طبع کے لیے طبرک ہار پک
 قلعہ بنا تھا وہاں جا کر بیٹھا اور انا کہ گائے کے گوشے کے کباب ہو وین تو اس کے رو بڑو کا
 فرج ہو کر کباب ہوتے تھے اور وہ کھاتا تھا اور وہاں سے انکو کھاے اور شراب بہت سی
 بل پس منحوشی دیر نہ گزری کہ درد شکم ہوا اور گڑ گڑاہٹ کی ہونے لگی میاں تک کہ مر گیا اور البوصہ فرج دی
 نے یہ مرثیہ کہا ہوا شعر

مطابق شعر

کہا کرتے تھے دنیا بیکار ہے | دُر و تم قتل و غتے سے ہمارے
 مستی علی ابن ابی سہل ابن محمد اپنے باپ کا جانشین ہوا اور لوگوں نے اس سے بہت بلند جہت کی
 اور ملک اور کئی طرف جوع ہو گیا اور امیر رضی نے اپنے فرزند ابو الحارث منصور ابن نوح کو اپنے
 ملک کی وصیت کر دی تھی جب وہ بیمار ہوا اور گیا تو سب کان دول سے منصور سے بیعت کی
 اور بادشاہ کیا اور اسے ہوال بنیاد اور دولت جیسا ہو کہ ان کو انعام و بخشش کرنی شروع کی کہ سلطنت
 خوب چمک گئی اور سب مطیع ہو گئے اور ابو المظفر محمد ابن ابراہیم بخاری بک دستور وزیر ہوا اور امیر بنگلہ بن
 اپنے ملک کی وصیت اپنے بیٹے ہما عیل کے لیے کی تھی اور اس کو اپنا خلیفہ کر کے وصیت کی
 تھی کہ ہمارے جہاں امور معمولی دستور جاری رہیں اور سب دار و رعویں اور سرداروں کو اس کی رعایت
 پر وصیت کی جب سب بنگلہ بن گیا تو سب اہل دیان ملک نے اسماعیل سے اتفاق کیا اور بیعت اس
 بیعت کی اور اسماعیل نے ماتم سے فائق ہو کر تخت شاہی پر چلوں کیا اور لوگوں کو انعام و بخشش و
 خوشنود کیا اور ابو الحسن علی خضر الدولہ کے بعد لشکر ان ولیم نے اس کے فرزند مجدالدولہ ابی طالب رستم
 کو امیر بنایا اور سب کار ریاست اور نظام سلطنت اس کو سونپ دیا اور اس کو خلیفہ وقت سے مجد الدولہ
 کہف اللہ لقب ملا پس ہر ایک کے بیان آگے آتا ہے ابو الحارث منصور ابن نوح کو جب سلطنت ملی
 تو اس کی عمر نو جوانی اور شروع بلوغ پر تھی اور اوصالت اور نجابت اور دانائی اور کئی ظاہر اور درشن
 ابو المظفر محمد ابن ابراہیم کو بدستور وزیر رکھا اور فائق کو بھی ملک کا مدبر اور کنفل کا کیا اور سمیع الدولہ
 جبکہ بنجارا جاتا تھا تو عبداللہ ابن عزیز اس سے بیکتر تکرستان کو چڑھ گیا تھا اب کہ امیر رضی مر گیا تو اپنے
 ابو منصور محمد ابن حسین اسیابی کو برا بھلا کیا کہ خراسان کی سپہ سالاری اس سے اور ایک خان کہ تہنی
 مدد کے لیے بنجارا پر لے آوے جب یہ قصو حاصل ہو گیا تو ان دونوں کے ساتھ ابکار خان
 روانہ ہو کر قندہار پر توجہ کیا اور اس کے در و بر و سوزنا رزمین پر جمید لگا یا ابھی اس کے غلام و خدائے غیرہ کی
 درستی اور تباہی میں تھے ابو منصور اس سے ملنے گیا تو پہلے کو بہ ہانے لکھا انکمانے اور حکم کرنے
 روکا اور جب حکم دیا کہ لے اور ابن عزیز قید رکھے جاوے سو اس کے بالونین ٹپری ڈال گئی اور بھرا ملک خان نے
 فائق کو بلایا اور اس کی خوب عزت اور تکریم و تعظیم کی اور تین ہزار فوج اس کو دی کہ ہمارا مقدمہ ہمیشہ
 بخلا کر چلے سو ہوا فائق حکم کے جلا ابو الحارث کو خبر ہوئی تو اس کی دہشت سے مع اپنے لوگوں کے

جو کچھ چھوٹے بڑے سر جو دستے جلد بخار سے نکل گیا کہ کوئی تدبیر مقول اور کوئی وجہ درست کوئی نہ ہو
 فالتو نے بخارا کے زمین پر سر جھکا یا اور دربانوں کی مجلس میں بیٹھا اور ابو الحارث اور سلاطین کو نشہ کے مالک اور
 امور کے تدبیر والا اور ہمہ ور ہمہ جوئے پر قانع و فوسط ظاہر کیا اور شاخ بخارا کو ہر تکلیف دی کہ ابو الحارث
 بخارا میں چھپلاوین ابو الحارث نے اس قول پر اعتقاد کیا اور ایک فرمان لکھا کہ اوکی اطاعت و تفریح
 خوبی امین جان کی شریعت نامہ یہ کہ جو شخص کہ خلوص محبت کو اپنی باگ بناوے کہ وہ اوکی مدد کرنی
 رہے اور نصیحت کو اپنا پیشوا بناوے کہ وہ اسکی ہمارا ہے تو اس کا ٹھکانہ خلوص محبت اور کھٹکھڑا
 اور اس ملک آنا کہ نصیحت اور کوبلاوے بہت خوب اور سارک ہو ابو الحارث فالتو کی مخالفت سے بے خوف
 ہو کر بہت خوش ہوا اور بے سوچے سمجھے بلکہ تیز و ن عاجب ناروغہ کلان کو بعد ہر سبب لاری شاپوری
 دروازے پر بخارا بھیجا اور اس کا نشان الدولہ لقب ہوا اور پھر خوجین سے خود اور تریاب فالتو نے
 اس کا استقبال کیا اور سب سے خدمت و نیاز کی بجا لایا اور حق اطاعت جو فرض تھا اوکیا اور فالتو بخارا
 میں امیر کو لایا اور سب کا سلطنت بدستور جاری ہوا ورتش فتنہ مسبب فرمائی اور جو کچھ فالتو اور
 بلکہ تیز و ن میں قدیم عداوت تھی اس لیے امیر ابو الحارث نے فالتو کو قسم دی کہ جو عداوت اور کینہ
 تمہارے ولین اسکی طرف سے ہوا اس سے درگزر کر دے اور صاف کر دے کیونکہ تم دونوں باتفاق ہماری
 خدمت اور متابعت میں ہو گے سو فالتو نے قسم کھائی اور اطاعت ظاہر کی اب ہر سبب لاری
 بلکہ تیز و ن سے بڑھ کر اس وقت بلکہ تیز و ن خراسان کے لیے کھٹکے ابو الحارث کے پاس جمع ہو گئے اب
 بلکہ تیز و ن کا دماغ پھلا اور شقاوت اور سکے ولین پیدا ہوئی اور بادشاہ کی خدمت گزار سے تجاوز
 کر کے ایسا امر پیش کیا کہ ملکا تباہ ہوا اور زمانے میں اس کے لیے ایک ایسی عیب کی یادگار
 رہی کہ اس کا وجہ کسی طور نہ دھویا گیا اور اسکی گرد و پھرے سے کسی طور دور نہ ہوئی
 امیر سلف الدولہ اور امیر اسماعیل اس کے بجائی میں جو واقعہ ہوا
 جب امیر سلنگین مراد سلطنت اسماعیل کو سپرد ہوئی تو اس نے دولت تقسیم کر فی شریعت کی
 کہ اہل فوج اور ارکان سلطنت اس سے متفق رہیں لیکن اہل فوج کو معلوم ہوا کہ اسماعیل بہت
 سست اور ضعیف تدبیر جو در فوجان اور کم عمر جو اور یہ بھی ڈرتا ہو کہ اس کا بجائی اس سے
 ملک جمین لگاتو سب طمع کی اور اتفاق کیا کہ تنخواہ معمولی سے زیادہ لیورین ہاں تاکہ کچھ کم لگتے

چھوڑا تھا اسکے لیا اور خزانہ اتنا بھی تھا کہ بروقت ضرورت کا کام دے۔ اب اسماعیل کو ضرورت ہوئی
 کہ کوئی تنخواہ وغیرہ دینے کے لیے وہ اسباب نکالے کہ امیر خرم نے صرف عزت کے لیے جمع کیا تھا
 اور یہ سب اہل فوج وغیرہ ہی طرح اسماعیل پر ناز کرتے رہتے تو بیشک وہ اس سب کو مست جلد
 کر ڈالتا اور پھر یہ سب اس کا نفع نہ پہنچتا۔ اب امیر سیف الدولہ کو اپنے باپ کے سر کی خبر
 پہنچی تو سر ہاتھ کر کے اسماعیل کو جھٹ خطا تعزیت کا لکھا اور پیچھے اس کے ابو حسین جموں کو بھیجا گیا کہ
 اسماعیل سے یہ لے لے کہ مجھ کو بزرگی جو اور وجہ ہو کہ میں سب خاندان کا کفیل ہوں اور خرم جمے
 میری آنکھ کے ہو یا مجھے دست قوت کے یا ان سے بھی بہتر اور میں تمہاری سب خواہش اور
 رضامندی میں خوب کوشش کرتا رہوں گا اور جو کچھ کہہ گا وہ اپنے وصیت کی ہو اسکی وجہ یہ ہو کہ تم باپ
 موجود تھے اور میں ان سے دیر تمہاری سے لیے وصیت نہ کر سکے کہ وہ جلد ہی مر گئے اب شورہ
 یہ ہو کہ حاکم بایست تو خرم ہو اور اموال بایست جس قدر ہو اور عیون آدمہ بانٹ لین اور غزنیہ میرے عیال
 اور سب خاندان کے لوگ وہاں ہیں اور آرام گاہ خاص عالم جو صرف مجھ کو اس شرط پر دید و مکمل فانی بنا
 مع تمام علاقے کے تم لے لو اور اسماعیل نے جان لیا کہ وہ سختی اور نکتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسکی
 قسمت میں لکھی ہے اور سو اسی انکار اور التوا ہی جواب کے اور کچھ نہ کیا اب والی جو زجان ابوالحارث
 فرغیوں فی وسط ہو کہ ان دونوں کا جھگڑا مٹا دیوے اور دونوں کو عندال اور انصاف پر قائم
 کر دے اور یہ بھیجے کہ دونوں میرے روبرو ملاقات کریں اور آپس میں بالمشافہ نہ ہنری اور کے
 موافق باتیں کریں کیونکہ روبرو میں جو کچھ کھاؤ اور پاس ہوتا ہو وہ غیبت میں کہہ سکتا ہوں کہ
 سیف الدولہ نے یہ بات پسند کی اور جاہا کہ یہ کام ہو جاوے مگر اسماعیل نے قبول نہ کیا اور
 اسنے اس کام میں کچھ شبہ جانا اور ایسا خوف اس کے دل میں بیٹھ گیا اور وہم و گمان ایسا غالب
 ہوا تھا کہ اسکا آرام بھی جاتا رہا اور مناسب جانا کہ مال جو انکا ہو اس ملاقات سے دیدینا بہتر ہو اور
 ایک دن سیف الدولہ ہدائی کے شعر جو اس نے اپنی بھائی ناصر الدولہ کے
 حقیقین مقبر رض الفیت پیش سے تھے میں نے اسماعیل کو سنانے شعر

بزرگی نہ گزری اللہ نے لائق تھا میں نے	کہا میں نے نمونے فرق مجھ میں بھائی
ان شعروں نے اس کے دل پر کچھ اثر کیا اور اس کے کانوں سے اوپر اوپر اٹھ گئے اس پر سیف الدولہ	

حیران ہوا کہ کیا تدبیر کرے کیونکہ نرسی اور صلح سے کام نہ لانا اوسکو بہت پسند تھا اور مسئلہ رحم ہر وقت
منظور نظر تھا اور سرزمین کو کھلی غنیمت لکھتا تھا اور پھر لاچارگی کو غناغ ویکڑا چھکارنا علان جاننا تھا اور جبکہ
کوئی وجہ صلح کی نہ تھی تو اب لاچار ستعد ہوا کہ کام اپنا درست کیجئے اور جو کچھ کہ اوس سے چھین لیا پر واپس
لیجئے اور اب امارت کو خیر دمی کہ سوامی اسکے کاب تدارک کیا جاوے اور کچھ گنجائش نہیں ہے اور خیر
کہ موسیٰ کے طاقت صرف کجاوگی اور اپنے غلاموں اور تابعوں کو لیکر ہرات کو چلا اور بیان کر لیا
گو کچھ نرسی اور کچھ نرسی اور کچھ وعدہ اور کچھ وعید اور کچھ آزار اور کچھ دھمکی کے خط لکھے مگر اوسکو کچھ بھی فز نہ ہوا اور
پھر بار بار خط لکھے یہاں تک کہ اب آنحضرتی ہوا اور اللش جنگ بھر کی اور اب سوامی تلوار کے اور
کسی طور فیصلے کی صورت نرسی اور امیر سیف الدولہ نے اپنے چچا ابوجن کو اپنی مدد اور رفاقت اور
مصلحتی خاندان کے لیے بلایا وہ بہت جلد آیا اور اوسکی متابعت پر قرار کیا اور وہاں سے
بست گئے اور وہاں ابوالنظر نصر بن ناصر الدین سبکتگاہ بن چلا جو دست کمال اور فادہ بھی بہت جلد
نزد متین ناصر ہوا اور امیر سیف الدولہ فتح اپنے سب ہمراہیوں کے غزنہ پر مقام کر دیا اور مزاران
الشکریا اہل کو خوب جاننے تھے کہ نہایت ضعیف البدن اور ست رامی ہوا اس لیے خطوط اور قاصد
واسطے صلح اور دو توفی جنگ کے انھوں نے بھیجے لیکن منظور ضدا یہ تھا کہ کچھ ہوا اور سیف الدولہ نے جنگ کا
آواز دیا اور لشکر کو خوب تہیہ و آراستہ کیا اور اسماعیل بھی اپنا سب سامان اور سب لشکر اور ہاتھی وغیرہ
لیکیرا ساتھ آیا اور لشکر آراستہ کیا اور صف بندی کی اور لڑائی شروع ہوئی نیز درباری اور تیر اندازی
میان تک پہنچی کہ دو بہر ہو گئی اور دھوپ تیسر ہوئی تو وہ لوگ سیف الدولہ سے ملے جو
تھے اور خون بنیاد مانگی اور اوسکی طرف چلے آئے اور اوسکا ستارہ قبائل و دشمن ہوا اور پھر سیف الدولہ
نے خود حملہ کیا اور دونوں لشکر مل گئے اور خوب تلوار چلی اور لیا غبار ہوا کہ کچھ تیر ہوئی اور دھماکی دینے سے
رگیا بہت خبروں سے مارے گئے اور بہت کھوڑ و کچر وندے گئے جب غبار مٹا تو لاشوں
پر لاشیں پٹی تھیں اور بچے کچھ خون کے مارے بھاگ گئے اور اسماعیل غزنہ کے غلے میں
جا چھا کہ سیف الدولہ نے اوسکو نرسی سے بلایا اور امان دمی اور احسان اور نکلوی کا دوسرا ہوا
جو کچھ کہ ابوالقاسم ابن سمجور اور ملک تونزون میں اسکے بعد واقع ہوا
افخالدولہ کے سر نیلے بعد اوسکے بیٹے مجد الدولہ کے پاس ابوالقاسم گیا اور اسکے باب اور بھائی کے

سب لشکر اور غلاموں کو جمع کیا اور سب کر دی اور عرب کو بلایا بہت قوت اور جمعیت ہو گئی اور فائق اور
 بکتوزوں میں جو عداوت تھی اس لیے فائق ہر وقت حیلہ دیکھتا تھا کہ اس کو ہلاک کرے اور ابوالقاسم کو
 فائق نے کھلا سیمہ لگا کر بکتوزوں کو معاہدہ کر کے نکال دیا تو میں سپہ سالاری میں تھوڑا سا عرصہ میں
 ابوالقاسم کو جرجان نکالا اور نقد کو قرض پر چھوڑا اور ملک کو خطہ قمار میں فی الاہ ابوالقاسم بقصد نیشاپور پہنچا
 مردمان تجربہ کار کے ساتھ جرجان چلا اور ابوعلی بن ابی القاسم فقہ کو اپنا مقدمہ پیش بنا کر اس سے پیش کیا
 کہ وہاں بکتوزوں کا تھاؤ لشکر تھا انہیں لڑائی جاری ہو گئی اور ابوعلی کی مدد پہنچی شریع ہوئی اور بکتوزوں
 کے لوگ نیشاپور بھاگ گئے کچھ زخمی اور مجروح ہوئے حال کچھ ہارنے لگے کچھ قید ہوئے اب ابوالقاسم
 اس کے پیچھے نیشاپور گیا کہ گویا بر کو ہوا ایسے جاتی ہو اور نیشاپور کے سامنے نہایت شوکت کے ساتھ
 پڑا اور بکتوزوں نے ابوالقاسم کو کھلا بھاگ جنگ میں کبھی اور غلبہ کر کبھی اور غلبہ کر اور کچھ نیک
 یعنی بھروسہ کرنا خلاف قتل ہوا اور لڑائی کا دوازہ کھولنا آفتوں کا سر پر لینا ہوا اور لڑائی میں ہی بکتوزوں
 جس کو کوئی وجہ صلح اور اصلاح کی نہ ہوئے سو جبکہ اسی میں کچھ مال ہوئی تھی وہ اپنے کو قتل اور ہتھیار
 میں گھسنے سے بچا لگا اس لیے اسی یہ ہو کہ اب تم قستان جاؤ کہ وہاں حکام کو ابوالقاسم کے
 اگلے حقوق اور حسن خدمت اور عہد و پیمان کی رعایت کر لیا ابوالقاسم نے اس نصیحت اور نصیحت کو
 نہ مانا اپنی اور اپنے لشکر کی مضبوطی پر ناز کیا اور اس کو لڑائی پر لے چڑھا تاہم کیونکہ وقت اور نیکوئی
 یہ نیزہ بازی اور تیر سیرنی کی کہ ان کو فتح کا یقین کامل ہو گیا اور سو کے اور فریب سے غافل تھے
 اب بکتوزوں نے بھی سپہ سالاران ابوالقاسم سے اپنا لشکر تہ کیا اور نیشاپور کے روئے
 شیعہ گانوں پر جنگ شروع ہوئی اور ابوالقاسم نے اوکلی فوج کو دیکھا کہ سب نوعہ اور گویا شہنشاہ
 ہیں پڑو کے لوگ انہیں ایسے گھسنے لگے کہ جیسے کانٹوں میں لگ گھس جاتی تھو اور بہت سخت لڑائی ہوئی
 کہ ادھر کے لوگ اور ادھر کے لوگ اور گمان ہو کہ بکتوزوں کے لوگ بھاگ گئے اور اپنا مال چھوڑ
 کر بکتوزوں نے ابوالقاسم کے قلب لشکر پر ایسا حملہ کیا کہ ان کو جگہ سے اٹھار دیا اور بہت
 شکست سخت ہوئی کہ ابوالقاسم فقہ جو اسکا بہت معتاد اور بڑا کن تھا گرفتار ہو گیا اور خود ابوالقاسم
 اپنی جمعیت سرا سیمہ اور شکستہ لو لیکر قستان کو بھاگا اور یہ واقعہ شہدہ ہجری ۳۵۱ میں الاول کا ہوا
 اور بکتوزوں نے یہ خوشخبری فتح کی بخارا لکھ بھیجی کہ سب لوگ بہت خوش ہوئے کہ فائق بہت

اور اندوگین ہوا۔ وراکم کیا اب پھر ابوالقاسم اپنا سامان اور مال درست کر کے پویشیج پہ گیا کہ اوپر بناؤں
 کرتے اور کمبوزوں بھی کیا کہ پویشیج کو اسکے قبضے سے نکالے طرفین کے قاصد بنا یہ پیغام صلح کے لئے
 گئے اور صلح ہو گئی اور ابوالقاسم معروف ابوسلم کو اسکی ضمانت میں سپرد کیا اور باہر اتفاق ہوا اور حجاز میں گئے
 اور ابوالقاسم کو قستان اور کمبوزوں ینشا اور حبیبہ بنت جحری میں چلے گئے اب
 فائق اور ابوالمظفر محمد بن ابیہریم وزیر میں کسی کام اور کسی مال کی تدبیر پر عداوت ہو گئی فائق ابوالمظفر کے
 دربار میں اوس نے ابوالحارث بادشاہ کے پاس چاہ لی اور بادشاہ نے اوسکو اپنے گھر میں بحفاظت رکھا
 اور فائق نے بادشاہ سے کہا کہ ابوالمظفر کو میرے حوالے کر دیں بادشاہ نے فائق سے ترش ہو کر حکم
 کیا اور وہ دیارے بلبر نکلا اوس سے ظاہر تھا کہ ترک میں جاوے اور ملک میں خلل ڈالے سو بزرگان
 انجرا نے فائق کی آتش کو ٹھنڈا کیا اور امیر ابوالحارث سے اوکی خطامعات کروادی اور اس میں صلح
 ہوئی اور ابوالمظفر وزیر جرجان کو بھیجا گیا اور ابوالقاسم ابیہریم وزیر ہوا اسکے باب میں جو رسی
 مضارب پویشیج غامس کی ہو درست ہر شعر آؤں شش

بہت دشمنی ہم کر رہے ہیں تیرا	رہا مئے کو اس القلا بات پر
------------------------------	----------------------------

نام اس ابوالقاسم کا افضل یہ شخص نہایت خیل محتاج وزیر ہوا تو اس میں اور ارکان دولت میں باہت
 وظائف معمولی اور تنخواہوں کے مناقشہ ہوا اور بے قوت اور سہ سامان محض اوسے مقابل کیا تو
 ترکوں کے کز و نچ کو کی گردن ٹوٹا لی ورنہ بیان کبل فالین اور کسی نے شیخ کہا ہر شعر آؤں شش

یہ کہتا ہوں جو قوت	جو میں چھو لوں اوسکو تو ہوں بیوقوف
--------------------	------------------------------------

اور تار لانا سیف الدولہ کا اسماعیل کو قلعہ عنزین سے
 سیف الدولہ اپنے بھائی اسماعیل کو قلعہ پر سے امان اور ضمانت دیکر اور تار لایا اور سب کنبیان
 خزائن کی لیلیں اور سب خزانوں اور دفینوں پر قبضہ کیا اور سب شکستہ عالی و در ہوئی اور پھر رونق
 اور جمال اوسکا درست ہوا اور اپنے متحدین اور کارپردازان حمایت متعارف کو غزہ میں آیا دیکھا اور سب
 اولیا اور ارکان دولت کو لیکر بلجلا جو کچھ اوسکے باج کے بعد کام لگ گیا تھا درست ہو گیا اور جس میں
 کوشش کی اوسکا سند و سبت ہو گیا اور بلج اور اسکے سب اطراف آدمیوں اور ہاتھیوں سے
 بھر گئے اور امیر ابوالراف کو لکھا کہ میں پھر آیا اور جو امر کہ در بیان میرے اور بھائی کے تھا وہ یہاں

اور میں بجای اپنے باپ کے حامی اور مددگار سلطنت کا ہوں اور احسان بادشاہ کے بقدر محبتیں
 یا وہیں اور خوب جانتا اور پہچانتا ہوں تو بادشاہ نے ابو الحسن علمی و صوفی و سہوئی کو بھیجا کہ بغیر تینیت
 یونچا وے اور اوسکے آنے پر خوشی ظاہر کر کے بلخ اور ترمذ اور ہرات اور سبست مع اوسکے
 سب تہاتات اور مضافات کے اوسکے لیے مقرر کیے اور نیشاپور کے دینے میں یہ عذر کیا کہ کبوتران
 کا اہل پر سے موقوف کرنا دشوار ہے مگر کسی بہانہ سے ہو گا سید اللہ کو معلوم ہو گیا کہ سب قیاس
 حاسد و نکلی کا یاسازی و رد و حکم بازی سے ہوا اور کہنے کا علاج نہیں اور حصول طلبے نکلی و
 احسان نہیں ہوتا ہوا اور نہایت عمدہ اور نفیس تحفہ کہ بڑے سعی و سعی کے دینے پر نکل کر میں اپنے بقدر
 ابو الحسن جمولی کے ہاتھ سرکار میں بھیجے اور حکم دیا کہ بادشاہ سے ہمارا پیغام اس وقت کہنا کہ تجلی ہو
 اور کوئی بدگوار و خیل غور یہ راز نہ سنے تاکہ خوب غوت ہوئے اور ہمارا اعتماد رہے اور یہ بھی عرض کیے
 کہ خراسان میں میرا خیمہ لگانا ضرورت حضور کی و بوسی اور ولایت کی درستی کے لیے ہو جو حصول نے اہل
 خدمت سے اعراض کیا کہ اس کے پونچھے ہی وزارت خالی ہوئی اور اوپر پیش کی گئی اور قاصد گری
 چٹوٹی وزارت کا یہ لگا اور خوب کوشش بہت قتال کے ساتھ تیرہ ہوا اور ارادہ کیا ہوا کہ شکستہ اور
 برگندہ ہوا کا اسناد کرے اور جو راز نہ ظاہر ہو گیا ہوا اسکو چھپا دے پر جو عطر کہ بڑا گیا ہو عطار
 اسکو درست نہیں کر سکتا ہوا اور منصراب شاعر نے شعر مجھے سنائے شعر اول شعر

بہت دن سے ہم کہہ رہے ہیں بیا	زمانے کو اس انقلابات پر
------------------------------	-------------------------

جب ابیر سیف اللہ کو خیال معلوم ہوا کہ اس قدر رازی سین اختلاف ہوا و تیرہ روز خوش میں ایسی
 سستی ہوا کہ سبب نرمی ہوا خواہوں کے قریب زوال ہوا و یہ لوگ صرف اپنی غرض طلب کیے
 خواہاں ہیں اپنے عمدہ سپہ سالاری پر نیشاپور کا رخ اپنے سب امرا اور غلاموں کے قعص کیا اور جب
 کبوتران نے سیف اللہ کو چلنا سنا تو نیشاپور سے بھاگ نکلا کہ اپنا سامان اور اسباب بچاؤ
 اور اوس سے بہت ڈرا اور میرا ہوا تجارت کو اپنا کل جان نیشاپور سے اور سب حال لکھ بھیجا اب میر
 ابوالی ارث کو فتنہ نو عمری اور لڑکین کی عقل اور بے تجربہ کاری نے آمادہ کیا کہ خراسان جاوے
 اور کبوتران کی مدد کرے اور جیسے تیرہ کھان سے ٹھکرا جاتا ہو یا جیسے روپائی کے ڈھلان پر
 جتنی چاہیے جلا اور خرس یونچا اور ابیر سیف اللہ کو معلوم ہو گیا کہ میر و سبب صو کے بازی اور

سست تویری ہو اور ہونکے ہوا کی کوئلہ و ن لوگوں میں اتنی قوت نہیں ہو کہ میری سیف اللہ کا مقابلہ کر سکیں گے اس لئے کہ امیر الکراک چکری بھی اور بزمی مار گیا تو وہ انکے جلا کر اکر کر دی کہ اندھی لے اور مکی اور سوانہ میں پروا اور بچو اور سکو اور دنگی لیکن میری سیف اللہ نے چنال کیا کہ حقوق اور عوامی سلطنت کے بہ نسبت میں اور چاہیے کہ اس کی حرمت اور شہمت کے باقی رکھنے کے لیے ہم چشم پوشی اور پردہ داری کریں جبکہ انکے شالور بدلیل و حجت ہمارے طریق رجوع نکرے کہ جسبب قریب اور بعد اور شہری اور صحرائی گواہ ہو جاویں یعنی امیر الوہارث کا لہذا اور حق ندرنا عینک سب پر بخوبی کھل بخامی ہو کہ کچھ نکرنا چاہیے چنانچہ زغول کے بل پر کہ مرور الرود میں ہو جائیہ لگایا اور نگران رہا کہ حقیقت کھلی ہے اور سب تدبیر معلوم ہو جاوے اب بکتوزون امیر الوہارث کے پاس حاضر ہوا اور وہاں فائق بھی اپنے سب لعل اور غلام لیے ہوئے موجود تھا بادشاہ نے اسکا جلا آنا قصود سمجھا تو اس نے جاننا کہ بادشاہ نے میری عزت کی اس لئے قصود بادشاہ پر لگا کر فائق سے لگا لیا فائق نے اس سے بڑھ کر بادشاہ کا لگا لیا سو دونوں مل گئے اور بادشاہ کے عیب اور سختی مزاج اور بد خوئی اور بد خلقی خوب بیان کی اور لشکر کو برا بھلا نہ کیا کہ بادشاہ کو بادشاہت سے نکال دین اور اس کے بدلے اور مقرر کر دین بہت ہووے سو سب لشکر اور نئے ساتھ ہو گیا کہ نئے کام میں لذت جانتے ہیں اور بادشاہ کا مصیبت ہونا غنیمت ہوا اور بکتوزون نے بادشاہ کو کہا کہ ایک لہ ضروری کے لیے لشکر جمع ہو جاوے اور آپکا اوامین نظر اور فکر کرنا ضروری اور آپ کی راسی اوامین بنال ہوئی لازم ہو جو سب بادشاہ آبا و اسکو قید کر دیا اور کم لیا کہ اسکی آنچھون میں سلائی گرم پھیری جاوے اور اسکی درد مندی پر رحم نہ کیا جاوے اور وہ نہایت خوبصورت اور صاحب جمال تھا اور اسوقت بادشاہ نے اپنی تین حاجتیں نہایت نابزمی سے بیان کیں کہ بہت آسان ہیں بخملاہوئے ایک یہ بھی ہو کہ میری والدہ کو طلب صاوت سے محفوظ رکھنا تا لوگ اسکو سو جہ سے نہ دیکھیں ہو بکتوزون نے اس میں بہت ہی سنگدلی سے انکار کیا کہ اس کے سینے میں اور کھجی کشن شہرت بھر ٹکی اور سچ اسکو وہب ہوا اور بکتوزون اور فائق نے اس کے بھائی عبدالملک بن لوح کو کہ اس سے چھوٹا اور ضعیف تھا اسکے قائم مقام بادشاہ کر دیا یہ فتنہ اور فساد و کجیا کہ ملت بہت مضطرب ہو گئی اور لوگوں کو خبر ہوئی کہ سیف اللہ زغول کے بل پر پہنچا تو سب ایسے ڈر کے بھاگے کہ گاؤں سواریا کتنے سے ڈر کر بھاگتی ہو اور وہیں جا کر بولیا

سیف الدولہ نے ان دونوں کو کلا بھیجا کہ تم نے اپنے ولی نعمت کے ساتھ یہ کیا کیا کہ شہمت اور کینہ کی اور اس کا حق حرمت ضائع کیا تم کو کچھ دیر پہلے پاس ہوا نہ کچھ سلام اور سلام کیا بخاطر ہانہ یہ ڈر ہو کہ فیہ کبر ہوا اقیامت تک تو گونگنی بان پر ہنگام اور لیساہی کئی بار کلا بھیجا پر یہ دونوں سیف الدولہ کو دھوکا اور فریب دیتے تھے کہ ہم ان کو فرصت ملتی تھی اور طمع دیتے تھے کہ عبد الملک بن نوح جواب پادشاہ ہوا اس سے کلمہ کھاری عزت اور ولایت میں نہائی کو بجا دیکھی پھر سیف الدولہ کی یہ اسی ہوئی کہ اپنے خیمے کاہ سے مرو کے روبرو خیمہ لگائے باطلت صلیح ہو گیا تلوار کا کام ہو گیا جب ان لوگوں نے سنا کہ سیف الدولہ دربار گیا تو ان کے پیٹ میں نامردی اور ان کے اعضاء میں سستی اور اونکے خون میں خوف پیدا ہوا اور جاننا کہ جتنے ہنگام کیا جواب دیا گئے لگے کہ اللہ ہیہ رحم کرے ورنہ ہم تباہ ہو جاویں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ فری ہوئی کہ ان کو سیف الدولہ کی تلوار سے بلہ دیا جاوے پس سیف الدولہ نے اون پر ایسی تلوار چلائی جس کا منہ برتا ہوا لکڑی بارش میں تباہی ہو اور اس پر میں ہلاکتی اور عذاب ہو جس کو گناہ گارستی پر خدا کا عذاب ہو تو لیساہی ہوا اب فائق اور یکوزون اپنے ان کو لیے ہو سو مع تمام لشکر کے سیف الدولہ کے مقابلے میں پہنچے اور ہر دہری خوں اہر کرنے لگے اور بڑی چھپانے لگے اور دکھانے کے لیے کچھ آگے بڑھتے تھے اور حقیقت میں چھپے رہتے تھے اب زمین اب صاف فرخی کے ان پر تنگ ہو گئی اور راستے اطراف ہمالہ کے بندہ ہو گئے اور زوالی آئی بہت ہوئی اور ہوا اور بار بار ہر طرف سے چلنے لگی اور لکڑی ہلاک ہو کہ باوجودیکہ جانتے ہیں کہ ہلاک ہوتے جاتے ہیں ہر ہلاکت میں ایسے گھسے جاتے ہیں کہ گویا ہر واہ آگ میں گستاہی اور خود اپنے ہی ہاتھوں تباہ ہوئے جاتے ہیں اب پھر سیف الدولہ کے پاس قاصد آئے کہ صلح پر موافقت کریں اور اس ہلاکت بچیں ورنہ سوئے جان بجاوین سیف الدولہ جانتا تھا یہ لوگ جو کہتے اور کرتے ہیں دھوکا اور فریب یہ یہ صلح اس لیے کی کہ خلقت میں اہل اعتدال ہو جاوے اور سرکشی سے برارت ہو جاوے سو بھڑاسکے کہ صرف خیمہ کوچ کے لیے اور نیزہ رجوع کے لیے اوکھڑے اور کچھ ہوا یہاں تک کہ اوہاں آئے پہنچے پر شہت کہ اس کے لشکر لوٹیں اور اپنے دین کیا کیا گمان کرتے تھے گویا موت پر عجلدی کرتے تھے اور اسباب کی دم کو کچھ تھکاش ان کو شعور ہوتا اب سیف الدولہ کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ گمراہ موت میں گھسے جاتے ہیں اور جری طمع میں گروں بانہہ رکھی جو اونکے بزرگ و دانا اس گمراہی اور بزدلی سے منع نہیں کرتے ہیں

تو جان لیوا کر دی اور میری مرض کشی اور دشمنی کا جزا دینے بھی اوسکو یقین ہوا کہ وہ لوگ پوشیدہ شامل ہیں
کیونکہ ایک حرکت جو اپنی قسمت ترکی تو معلوم تھا جو کہ وہ کچھ کام تاجر سے سبب الدولہ نے حکم دیا کہ انکو
پہنچا جا رہی ہو تو اوسکے لشکر کوین کو خوش کیا کہ اوسکو کٹرے کٹرے کر دیا اور اوسکے ساتھ لڑنے میں شجاعت
کیا اور لشکر مرتب کیا گیا تو سابقین اور دہشتہ اور بائیں طرف پہاڑ کھڑے کر دیے اور انکے گرد و بوسہ
ہاتھی کھڑے کیے اور سبب الدولہ قایم لشکر میں کھڑا ہوا اور اپنے دولوں بھائی انصار اور ہما عیل کو اور
جیالہ خراجن کو اپنے ساتھ لیا اور فراس لے گیا اس بات میں شغور کہے بدیش شمع واول شمع

مرگھوڑا ہے ایسا خوب مضبوط | کہ ہر ثابت بوقت نیرزدہ بازی |
اور یہ سامان لیکر سمیت لد و لد و نکی طرف روانہ ہوا گویا اونپر قیامت آئی اور ہوا سی حسرت اور نڈرت
اور کچھ اونکو تھا اور زمین ایک دو سر کو ملاست کرتے تھے کہ اپنے اوپر یہ کیا مصیبت سخت لی ہو رہا چار
وہ بھی مستیار ہوئے یادہ اور سوار اطراف خراسان و راور والنہر سے آئے ایسے مختلف رنگ اور
صور تو ان کے لوگ اکٹھے ہوئے کہ گویا عید کا دن ہوا اور ہندرت تھے کہ کچھ اتنے کسی لڑائی میں جمع
نہوئے تھے لیکن جو لوگ پہلے اس سلطنت میں نہایت تجربہ کار اور بہادر تھے وہ نہیں آئے اب
ایسے طور اور ترتیب سے انھوں نے بھی لشکر قائم کیا اور لڑائی جاری ہوئی اور نہایت سخت لڑائی ہوئی
اور جہان گرد آباد ہو گیا اور انھوں میں نہری جھانگئی اور سبب الدولہ خود جنگ میں شامل ہوا کہ کوارا ورتیر
اور نیزے سے خوب کام کیا اور صبح سے شام تک برابر لڑائی رہی اور وہ لوگ اس لڑنے سے
گھبر گئے اور جاہا کہ ایکیا حملہ ہو کر جس سے قہال آباد بار کا فیصلہ ہو جاوے تو سب کے سب ہاتھ بائیں گئے
اور کیا کیا اپنے ولین گمان کیلے مکر رضی خدا کی کہ سب کام اولٹے ہوئے اور جو کہ اپنے ولی نعمت
یعنی منصوبہ کے ساتھ کیا تھا اس کے وبال میں مبتلا ہوئے اب اسیر بے الدولہ لے اپنے ان لوگوں کو
لیکر لے گئے اور تھے جملہ کیا سولہ سی سخت لڑائی ہوئی کہ سب کے بانوں اوکھڑ گئے اور گردنیں ٹوٹیں اور
نیزے گرنے لگے اور جاہا میں ٹھنڈھی ہو گئیں اور اتنے میں ات ہو گئی سو طرے ہو گئے اور ہلاکی اور دبا
کی اور نہ خال پڑی اور ایسے منتشر ہوئے کہ کچھ بھی و ملکہ نہ بیٹھے بہت بڑی یادگار ہوا اور عبد الملک
بن نوح مع چند آدمیوں کے کہ فانی بھی انہیں بھانجا لگیا اور کچھ نون نیشا پور بھاگا اور ابو القاسم
قستان گیا اور سبب الدولہ کو اٹھارے فیصد اور بخت عنایت کیا سلطنت اکل سامانی ہوا اور ملک

خبر رسان رفتند جسمی میں اوسکو ملا اور پراسی ہوئی کہ مکتوزون اور ابوالقاسم سمجھو کہ
 پھر جمع ہونے دیوے اور امین بہت جلدی کرے اس لیے اپنا لشکر لیکر یوس منہ ہوا اور مکتوزون
 وہاں سے جرجان بھاگا کہ اوسکے پیچھے ارسلان جاذب کو ڈرایا اوس نے اوسکو جرجان بھی بھاگا کہ حدود و خراسان
 سے نکل گیا اور سیف الدولہ نے کچھ لشکر اوسکو دیکر یوس کا حال کر دیا اور خود بجائے برات جلاکہ وہاں کا جاکر
 بندوبست کرے مکتوزون نے خود کچھ لشکر سیف الدولہ ہات گیا فوراً پھر آیا اور منشا پور پر قبضہ کیا اور
 اوسکو یحیٰ بن یحیٰ کا مہم میں سلطنت کے لیے کرنا ہون حالانکہ وہ تو ختم ہو چکی تھی سو سیف الدولہ کو بھی کچھ
 توقف نہ ہوا تھا اور گھوڑے کا اوسکے پسینہ بھی سوکھا تھا اور سو وقت حملہ کرنا پڑا تو ابی در کو بھاگا اور
 سیف الدولہ نے اوسکے لیے دوڑ بھی مڑو کے جنگل میں چڑھ گیا کہ شاید میان بچ جاوے اور پھر دو
 الرود میں گیا اور وہاں جا یا کہ اوسکا مالک ہو جاوے اور امین بختاقت رہے تو سیف الدولہ کے
 لحاظ اور اوسکے لشکر ارسلان کے سبب مردانہ کے سالکان نے اوسکو میان ٹھہرنے سے منع
 کیا تو وہ نے اوسکو کچھ لوٹ مار کر لڑنے کے جنگل کی اہلی اور دریا جھون سے اوتار کر بخارا اپونجا اور جب کہ
 خراسان مکتوزون اور اوسکے ہمراہ ہونے خالی ہوا تو سیف الدولہ نے ارسلان جاذب لے لے کر قسطن
 بیجا کہ ابوالقاسم کو جو باوجود بے سامانی کے اپنے سامان کی فکر میں ہی وہاں سے نکالنے کو کچھ جھکڑا
 ہوا ابوالقاسم کو طیس کیا یا کہ نکالا اور سیف الدولہ نے اپنے بھائی نصر کو خراسان کی سپاہ لے کر
 نیشاپور بھیجا کہ مثل آل تیمور کے فرمانروا ہو و اور خود بلخ کو چلا کہ اپنے باکی قراگاہ و پراسطانت
 اور خجنگا مقرر کرے اور اس سفر میں یہ اتفاق ہوا کہ درود زمین سیف الدولہ شکار پر مصروف تھا اور
 اوسوقت اوسکے ساتھ اوسکا بھائی اسماعیل اور نو تنگین کلج اوسکا مہر اور اسکے ساتھ تھا جب وہ
 شکار میں مصروف ہوا تو سردار ند کو رنے ارادہ کیا کہ سیف الدولہ کو قتل کرے اور تدار پر ہاتھ ڈالا اور
 اسماعیل سے اشارہ کر کے مشورہ لیا کہ سیف الدولہ کی نظر انہر تری اور سردار کا اس سے مشورہ لینا اور
 اسماعیل کا منع کرنا سب اوسنے دیکھا پس جو ہما و کہ اوسکو اسماعیل پر بخانا تار ہا اور سلطان علی کو
 خیمے میں آیا اور سردار ند کو ر پر اپنے خاص غلام متعین کیے کہ انہوں نے اوسکے کمرے کے دیوے اور
 پھر اسماعیل کو بلا یا کہ اوسنے غدار علی ہر کیا آخر بہت سے خط و کتابت جاری ہو کر یہ پتہ چل گیا کہ سیف
 ابی جان اور ملک کی اوس سے خود احتیاط اور حفاظت کے لیے کیونکہ وہ چھری ایک زبان میں نہیں

رہ سکتی ہیں اور مگر جو یہ معلوم ہوا ہے کہ سلطان سیف الدولہ نے ایک مجلس محبت میں خوشنما اور خوشدل
 ہو کر اسماعیل سے یکسو ہو کر کھینک لیا کہ میں اب تمہارا قاضی ہوں اگر ایسے ہی تم مجھے قاضی ہوتے تو میرے
 لیے کیا کرتے اور میں خوشی اور سرور میں تھا کہ کیا میری راسی یہ تھی کہ میں کسی قلعے میں محکوم و محاصرے
 مگر اور غلاموں کے نظر بند رکھنا اور بعد بکفایت فدیہ نہ لو چھایا کرتا پس سیف الدولہ کو اس کی طرف سے اب شبہ نہ آئی
 معاملہ جو اس نے کیا تھا اس کے ساتھ کیا اور لاوا محارث دلی جو زبان کے اس کو حوالے کر دیا کہ جو اس کی
 حاجت ہو وہ دارا کو تار ہے اور جو اس کا قصد ہو اس سے ہر ہر منکر کرے پس کلام بادشاہ کا حقیقت میں
 گرم کے لئے نسبت ہوا بادشاہ ہونکی کوشش اسکے آگے کر دیا اور یہ کلام اگرچہ بوجہ قربت کیا ہے پر سیف الدولہ
 کا یہ خیال ہیگا ہون کے ساتھ بھی ہو کہ اس کی گردن گناہ اور خطا کی سبب اونچی نہیں ہو سکتی ہے اور باوجود
 قصور کے اس کو چھوڑ دیتا ہے پس ایسا آمر گارو ربرد بار کوئی اور زمین سنا گیا اور یہ آمر گاری اور ربرد باری
 قابو میں ہوا اور بادشاہ وانا وہ ہو کر غصے میں ایسی وہ چیز ضبط کرے جو خوشی میں ہی بھی سکے مثلاً
 مال جو لیوے تو دے بھی کتا لیکن جان جو تلف کر ڈالے تو دس نہیں ہو سکتی ہے یہ
 امیر المومنین قادیان علیہ السلام نے سلطان سیف الدولہ کو لقب دیا
 خلیفہ قادیان امیر المومنین نے سلطان سیف الدولہ کو ایسا خاصیت دیا کہ کبھی ایسا نہ سنا گیا تھا
 اور اس کو اپنے خطن میں بین الدولہ امین الملک لقب دیا کہ لقب گویا مثل مولیٰ کے سیف کے بیٹ میں پوشیدہ تھا
 کہ بہت خوب خط و خورون نے اس کو ڈھونڈھا اور بہت بادشاہوں نے رغبت کی پر کسی کو نہ ملا سو یہ سیف الدولہ
 یہ جلوہ دار ہوا اور خلیعت پہنا اور اطاعت خلیفہ وقت امیر المومنین قادیان کو بہت ظاہر کی اس سبب
 ادراسی خراسان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور موافق قاعدہ خدمت اور لازم سمیت کے کمرے ہوئے
 اسے سکون کمرا کلاس مجلس انس میں بیٹھیں اور اپنے غلام اور خواص اور سرداران کو مکوعدہ عمدہ خلعت
 لیا پہنے ایسے مال اور سی سلطنت میں باکسی کے دلعین و ہمساکین خراسان اسکے ملک کا فرمان پر
 ہو گیا اور تبرون پر خطبہ میں اس کا نام جاری ہو گیا اور سب ہو اور سب پہ گئے اور عدلی اس کے ساتھ ملحق
 ہو گئے اور اس کا انتظام جاری ہو گیا اب اسے لازم کر لیا کہ ہندوستان پر ہر سال لڑائی کیلئے

عبد الملک ابن ابی نوح پھر بخارا میں آیا

عبد الملک ابن نوح کو پھر باکجا لشکر لکیرنے فائن کے ہمارا میں آیا اور چھپے سے بکوزون بھی اپنے چند

آدمی ایک آن ملا اور عبدالملک کے بارے میں اس شخصیت پر پادشاہی کا لالچ کیا اور اپنے اقبال و کئے کے لئے
 خالی لی اور دوبارہ لڑائی کا مشورہ کیا اور ہر وقت شعبان شمس سہ ہجری میں خالق مرگیا تو یاسین
 کی نسبت اور ان سب میں سردار تھا اور لقب اس کا عمید اللہ تھا اب انکے دل اور بھی سخت ہونے لگے کہ
 اس کے مرنے سے نظام جاتا رہا اور ایک خان بنار آن پونہجا اور ظاہر کیا کہ میں عبدالملک اور اس
 لشکر کی مدد کے لیے آیا ہوں اور حقیقت میں اس کو منظور یہ تھا کہ جو کچھ کے اور فریستے کو لو کہ لڑا ڈالے
 ان سب نے اپنی مصیبت اور سختی کے لیے اس سے مدد مانگی اس نے اچھی اچھی باتیں کہیں اور خوب
 دم دیا ایک روز کتبوزون اور خالق والا نیا سنگین اور سردار ان شاہی صبح کی وقت ایک خان کے پاس
 آئے آج بھہ لوگ ہمدان سے بیٹھ چکے تو حکم دیا کہ یہ سب قید کیے جاویں اور اس کے ہتھیار چھین لیے جائیں
 سو سب پکڑے گئے اور جو بھاگا سو بچا اب یہ خبر عبدالملک کو پہنچی تو اپنا حال اور سب قیل اور ست
 دیکھ کر سو اسی رو پوٹھی کے اور کچھ سمجھ سہین نہ آیا اور سہ ہجری ذیقعدہ کی دسویں تاریخ منگل کے
 دن ایک خان بنار امین چلا آیا اور خاص محل شاہی میں لکر عبدالملک کو ٹھونڈھا اور پکڑ لیا اور لکھنؤ
 میں بھیج دیا گیا کہ وہاں جا کر برکیات سلطنت آل سامان ماوراء النہر اور خراسان پر متم ہوئی اور ایسے
 کسی کو گویا کبھی آبا بھی نہ تھے اور اگلی سلطنت کا بھی یہی حال ہوا اور یہ بڑی عبت کی بات ہے
 ذکر ابوابرہیم اسماعیل مختصر ابن نوح کا اور اس کا ماجرا ایک خان کے ساتھ
 ماوراء النہر پر اور ابوالمظفر نصر ابن ناصر الدین کے ساتھ خراسان پر
 جب ایک خان بنار امین گیا اور ابوالحارث نابینا اور عبدالملک اور ابی ابراہیم اور ابی یعقوب اور
 ابی صالح فرزند ہر نوح ابن منصور رضی کو اور ان کے چچا ابی زکریا ابی سلیمان ابی صالح غازی وغیرہ
 سب غاندان سامانی کو گرفتار کیا اور حکم کیا کہ ہر شخص الگ الگ جگہ میں قید ہیں کہ تین مہینے مشورہ
 نہ کر سکیں کہوں کہ ہمیں اسکے لیے احتیاط ہو مگر ابوابرہیم قید خانے میں سے اس کو نڈھی کا لپکا
 پہنکر نکل بھاگا جو ان قیدیوں کو دیکھنے اور کھانا دینے آتی تھی جیسا کہ شاعر نے اپنی
 جوڑ و کلا باس مگر قید خانے سے نکل بھاگا تھا اور مختصر وہاں سے بھاگ کر ایک بڑھیا کے پاس
 جا چھا جب اس کی تلاش موقوف ہوئی تو بامید اعانت خداوندی خوارزم کیا اور میان اسکے پاس

مطابق سہ ہجری

سب مجھ لگے نیچے کچھ پیادہ سوار فوج سلطنت آن جمع ہوئے کہ کچھ جمعیت کھٹی ہو گئی ہو گا بلکہ
 صاحب بخارا اہل اور ملک خان پرلت کے وقت کہ وہ نافل ہوتے تھے جا چھا ہمارا اور خوب تلوار طانی
 اور جوہر تلکین کو مع سترہ دہائیوں کے پکڑ کر بجان کو چلایا اور کچھ باقی ایک خان کے پاس بھاگے
 کہ ایک اہل اسلان نے تعاقب کیا اور انکو مارے مارے حدود و سرحد تک لیگیا سترہ قند بتلکین جسٹان
 ایک خان کا نائب لشکر جرایبے ہوئے وجود تھا وہ اس سے کوہا کے پل پڑاں بھر اور اس فوج
 شکستہ کی مدد کے لیے لڑنیکو موجود ہوا سوار اسلان اوپر نہایت سختی سے حملہ اور جوگا گویا نہیں پرانگ
 انکاومی لاجار تلکین خان بھاگا اور جو کچھ مال اوسکا ہاتھ لگا وہ اپنی درستی سامان میں صرف کیا اور آدمہ
 ابوہریم منصور اپنی کچھ جمعیت لیے ہوئے بخارا آیا اہل بخارا اوسکا چال خوش و چکی خوش ہو گیا ہر
 آریا ایک خان کو خبر آئی کہ ابوہریم آیا تو اسنے اپنے ترک اکھٹے کیے اوس سے لڑائی کی تیاری کی اور
 اسلان جاوہر کینہستین آنے کے لیے بھر لیکن وہ میں سے احتیاطاً اکل شط پر ٹر گیا وہاں کا سب مال
 سیدیا اور جب اوسین لٹا سکا تب ابی ورد کے جنگل میں جڑ گیا اور اسے بھی قبضہ کیا اور غنیا پور کا قصد کیا
 اور وہاں سپہ سالار نصر بن ناصر بن سبکتگین تھا اور غنیا پور سے جہاں کوں سج دو گالوں میں بغاغری اور
 لشکران دونوں کے درمیان جنگ ٹھہری اور یہ بڑھ کے دن اٹھا مینوں میں سبغ الاول لٹھہ کہ
 بہت سخت لڑائی ہوئی اور ابوہریم کی فوج نے نصر کی فوج کو ان کھیر اور نصر کی فوج کو نصیحت چھی
 کہ رات چلے جاوین کہ شاید اللہ مدد کرے آخر غنیا پور کوچ کر دیا اور فجر ہوتے ہوئے بوزجان پہنچے
 اور منصور غنیا پور پر قابض ہو گیا اور بہت فوج اوسکے پاس جمع ہو گئی سلطان عین الدولہ میں اہلست
 یہ سننے ہی غنیا پور کو چلا منصور نے جو سنا تو اسفرامین کو چلا گیا اور اپنے ساتھ سب پیدل لیے اور
 باقی اپنے لوگوں کو اطراف اور پرگنوں پر بھیلایا کہ دیکھو حاصل لیکھا توین تاسب اخراجات اور غنیا پور میں کام
 آوے لیکن اسنے سنا کہ دوزخاتی چڑھو دھانسنے بھی بھاگا اور شمس العالی قابوسل بن شکر گیسر کے پاس ہمد
 مدد فرمادی پونچا اوس نے اسکی خوب مدد کی اور تادیا کہ یہ اضی ہو گیا اور ایک بار ہی اہقر دیا کہ دس
 ہیل معہ سونیک جھولوں کے اور شمس بہت اچھے گھوڑے معہ اونکے برقع اور جھولوں کے اور سب گھج
 اور کہ اونکے ساتھ چاس اونٹ سباب اور فروش نادرا اور عمدہ اور طہستان کے بورے اور عجائبات
 خزانے جہان کے لہے ہوئے تھے بڑے اور سواے اسکے دس لاکھ درہم اور تیس ہزار دینار اور

وزیر سوتھانی پانی خستہ اور سلاطین غلامی اور فرشتہ ای اور طاقے اور سب کے چلے مسخر سی بیے اہر اور سکے
 لشکر کو لیکو غزنیات وین کہ او سکے کام ونگی اور کہ کام آپ رہ کر کو جائیہ کہ وہاں سکے لوگ بہت بہت اور غزنیات
 اور دشمن کے حملے کی تاب نہیں لاسکتے اور علاوہ اسکے اور زمین آگین میں فہ او ت بہت ہر اس نسبت جو جاہل
 اور پھر مذکر لیتا ہوا کہ سپہ دلوں بیٹے دارا اور نو چھ کو لشکر جیل اور دیلم اور کروی اور عربہ و دیگر اسکے ساتھ
 کیا کہ ملتہر کی اس ملامت کے چھڑانے میں املا اور امانت کوزن اور ہر طرح ہر او سکے شریک حال
 سا کہ چھ اور سکواہنی ولایت خراسان کے لئے میں قوت حاصل ہو کہ مقتصر نے یہ شور ذہبت لہند کیا اور شہنشاہ
 کیا اور یہاں تک چلا کہ ہر جاہل و اہل ری نہایت خوفناک ہو سکے اور زمین کنے لگے یہ کیا آگیا گویا
 رفتون اور صید بنو کی ہر آبی ہر غصہ کیندہ سردار لوگ ذی حوصلہ و دل چلے بھی سے باہر نکلا اور سکے سلاطین
 کو در و داتے اور ڈیرے لگائے اور پوشیدہ چند متعارسلان بالو اور الو القاسم مجبور و غیرہ کے پاس بھیجے جو
 مقتصر کے متحد تھے کسی جیلے اور ہانے سے مقتصر کو یہاں سے ٹالین اور انکو کھیل بھی یا وہ اپنی طبع اور
 ہمد پر فریب بازی کے لیے موجود ہو سکے اور مقتصر کو سمجھا یا کہ سلاطین شرق یعنی آل سلمان باوجود اپنی
 غارت و عظمت کے تیری نظم کرتے ہیں تو کجگو بہت ہی ناز یا ہر کہ جو لوگ قربت اور دوستی کے معنی
 ہو وین اونسے محبت اور جنگ کر و صرف تمھارے ذریعے سے انکو روٹی ملتی ہے اگر تمکو ملے تو
 او سکے حقیر غنیمت ہو اور اگر تمکو لا جاری ہو تو او پر تکلیف ہے یعنی وہ تو تمھارے بیچ و خادمی میں
 ہیں پس اسکی اسی کوزر سے بچھو دیا اور خراسان پر متوجہ کیا سو رکو چھوڑا اور دہقان کو حلا و آراب
 شمس الدنالی کے دونو بیٹے اوس سے جدا ہو کر خراسان کو چلے گئے سو یہ تدبیر تری شری اور تقدیر
 کی حقیقت کھل گئی برائی قسمت کی کوئی بھی در زمین کر سکتا ہو اور وہاں سے پیشاپور کو چلے کہ جہان دہ
 ابو القاسم سہ سالار موعود و خطاب اس سے ذہ ہی خطا ہوئی جو پہلے ہوئی تھی کہ احتیاطا اور پیش کنارہ
 ہو کر بوز جان چلا گیا اور مقتصر شوال ۸۱۳ء جب سہی میں دھنسل نیشاپور ریزہا اور اپنے
 لوگ برگون پر بھیجے کہ حاصل حاصل کریں اور سہ سالار فرکو نے سلطان حسین الدولہ العین الملتی سے
 ناکی اور سہ داروغہ کلان میں جو تماشہ الی ہرات کو ملے کہ کیمیا مان ترک اور دلیران ہندوستان
 لیکر بہت جلد جاوے جب او سکے اس سالان کے ساتھ تقویت ملی تو نیشاپور کو روانہ ہوا اور مقتصر اس سال
 بالو اور الی نصر بن محمود اور ابو القاسم ابن سہجہ کو لیکر او سکے سامنے آیا اور سخت لڑائی ہوئی کہ آل سمانیہ

بھاگ نکلے اور ابوالمظفر نصر بن ناصر الدین بیکتلمین بنیالپور پر قابض ہو گیا اور منتصر ملی ورد گیا اور
 دیکھا کہ بیچے دوڑاتی ہو تو جرجان گیا پھال اسکا خوش المعالی قابوس نے سنا تو اس کے مقابلے میں دو
 ہزار کردی بھیجے کہ اسکو واپس بھیجے بھاگنا پڑا اور مدد سے مایوس ہوا اب حیران تھا کہ کدھر جاوے اور
 اولٹا پھرتا پڑا رامی درست جوڑی کے باب میں تھی ہی پر چوکا اور چونکہ ارسلان بالو منتصر پر ناز کرتا تھا اور
 حد سے بڑھ کر بات کرتا تھا اور سبکایہ ارادہ کرتا تھا وہ اوس پر نکر کرتا تھا یا تھک کہ اوسکی ہر بات پر چوکا
 مومنہ سے نکلتی تھی جھگڑتا تھا اور بیچمی قسمت منتصر نے ارسلان بالو پر لگائی کہ تو سیمپو سے عدالت کرتا کر
 کہ اسکا تہہ ہمارے میان خصاص کی اور وہ اس جنگ میں کہ تھنے ابوالمظفر سے شکست کھائی شامل تھا
 تو نے اپنے حسد اور عدالت سے ہمارا کام بگڑوا دیا تو اوسکی اسی میں یہ آیا کہ ارسلان بالو کو قتل کرنا چاہیے
 تاکہ لاشی جووے اور یہ سب کام درست ہو وین سواوشے ناگاہ اس کے کرت کرٹے کرٹے کر دیے اس خیال سے
 اسکو آرام جواب سارے لشکر کو یکایک اسکا ناگوار معلوم ہوا پر ابو القاسم سمجھو نے منتصر کو طوف سے
 غدر و غدارت کر کے فتنہ فرود کیا لیکن اس سب لشکر نے یہ ارادہ کیا کہ سرخس کے سردار کی کہ اسکا پاپ
 فتنہ تمام دکرین کہ وہ منتصر کے ساتھ مدد اور سامان لینے پر تیار ہے اتو یہ لوگ اپنی ورد کی راہ ہو کر وہاں
 گئے اور دہان کی سب محاصل لیا اور جو کچھ کہ اوس سردار نے دیا اوسے اپنا سبب درست کیا اب خیر
 ابوالمظفر سپہ سالار کو ہوئی کہ یہ لوگ اس طرح جمع ہو گئے ہیں وہ خیشالپور سے ایک سمیت بہار ونگی
 لیکر چلائے تاکہ انکو دفع کرے اور دوسرے منتصر آوے پکا کہ ان دونوں میں جنگ شروع ہو گئی اور بہت
 سخت لڑائی ہوئی منتصر کی فوج کو نہریت ہوئی اور ابو القاسم سمجھو راوڑو تاش حاجب پکڑے آئے
 کہ انکو غصہ نہ بھیجے یا گیا اب منتصر کو سوا سی ہلاکی اور تباہی کے اور کچھ مدد نہ دے اور ابوالمظفر با نشان
 شوکت واپس چلا آیا ابو منصور ثعالی نے یہ شعر بھکونائے شعر اول شعر

نہانے نے دکھائی تازہ رونق

ہوے باغی شکستہ حال ہمال

منتصر بھاگتے بھاگتے ترک غری کے مقامات میں جا پونچا ان کو کو نکو سبب شرافت اسان
 کے اور ان کے کہ وہ ہمسان کے اوسکے ساتھ توجہ اور سلمان خاطر ہوا اور چہتے چہتے جہاں گیا کہ لکھنا
 کے پاس سوال مسئلہ جسمی میں جا پونچا پر وہ اپنا بدلہ لینے کے لیے اوسکے
 وپر ہوا و رد و نہر قند پر لے کر ڈیسے لگائے اب قوم غری نے آپس میں مشورہ کیا کہ پیرات کو

چاہا پارے اور ایسا ہی کیا کہ بجز تان بڑے اور خوب لوٹا اور مارا اور اس کے بڑے شہر اور وکھو پڑے گئے
 اور پیشورہ کیا انصہر کے حوالے کر دیں بلکہ چھوڑ مال لیا انکو چھوڑ گئے قیدی انصہر کو نہ ہوئی کہ بلکہ انہیں جیسے جیسے
 رہے ہیں کہ ایک خان سے دوستی کرنی چاہیے اور ان قیدیوں کو رہن چاہیے کہ اسکی خدمت میں ملو رہو
 ہوگا اتنے اوکو ایسا شہنشاہ کا پون کے تلے کی مین کل گئی اور انکو کی نیند جاتی رہے پھر سات سو
 سوار اور پیدل لیکر بلا اور آمل شطرتو بہت دور تھا پر دریا جو جہا ہوا تھا تو بہر نال بھیجا کہ بار بار گویا اور اس کے
 پیچھے دوڑ چلے لیکن دریا کو ورنہ اس کے اور آمل شطرتین کو چکر سلطان عین الدولہ امین الماشہ کے پاس پہنچا
 کہ ہمارے بزرگوں کے حق آپ پر بہت ہیں اور اب ہم بہت سختی ہو کر دشمن جو ہم کر رہے ہیں اور اب ہم
 تمہارے تابع اور امین اور توحیدی مدد کے محتاج ہیں اور آمل شطرت سے مرو کو چلا کر ترکوں کے ہاتھ سے
 جان بچے اور شکون اور کشیتوں کے فیصلے سے دریا پار ہو گیا اور ابو جعفر انہرا دہ سے کہ باب اسکا
 نہایت کمینہ تھا اور دولت سامانیہ میں اوکو عروج ہو گیا تھا اور سلطان عین الدولہ نے اپنی عادت
 کے موافق اوکو اس کے باب کی علیحدہ کر دیا تھا مدد کی درخواست کی اس نے اس کے قاصد کو بہت دلی
 سے نکال دیا اور خود سامان جنگ کر کے اس کے مقابلے پر تیار ہو جو وہ ابو انصہر کی فوج نے اسکو مار کر
 متفرق کر دیا اور اپنی درو کی اہل کہ اس کے جسم ہی میں وہاں جا پونچا اور سلطان عین الدولہ
 نے اس کے قاصد کو عزت دی اور پیغام کو بہت خوشی سے قبول کیا اور چھوڑ مال بھیجا کہ اپنا سامان بہت
 کرے اور توحید انہرا دہ پر حکم بھیجا کہ اسکی خدمت میں اطاعت و طاعت کے ساتھ حاضر ہو وے اب
 لاچار حاضر ہوا اور جو قصہ کہ اس سے ہوا تھا اسکا غز کیا اور جبکہ ابو انصہر نے سنا کہ انصہر بالو او اس نے
 اپنے بادشاہ خوارزم شاہ کی اطاعت چھوڑ کر اسکی اطاعت کی اور اس کے نام کا خطبہ قصبہ ناسین میں پڑھا
 اس کے اہل نسا کو خوف ہوا کہ شاید خوارزم شاہ کو ہماری شرکت کا بھی گلن گزرے تو انکو بہت
 باطلہ لاجبی دوستی کے دربار شاہی میں خیال لکھ بھیجا وہاں سے ابو افضل صاحب جلاک اس شرکت کو دفع کرے
 اور ابو انصہر غصہ کر کے ساتھ ہو گیا اور بہت جمعیت بہم لونی چاہی اور انصہر براہ ہندو جو شان پر دروازہ ہوا اور
 ابو افضل بھی فوج خوارزم شاہ کی لیکر مقابلے پر آیا اور رات کو اتفاق جنگ ہوا اور خوب لڑائی ہوئی
 جس سے صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ ابن محمد اور ابن حسام الدولہ تاناش مے پر پڑے ہیں اور باقی بھاگ گئے
 اور انصہر سفر میں بھاگ گیا وہاں کے لوگوں نے بھی اسکو وہاں گھسنے نہ دیکر سخت اور فتنہ میں پڑا

پس اپنے جنڈازی لیے ہوئے سرخس کو بھرا اور کچھ بیان ٹھہرا کہ باقی لوگ بھی آگے جمع ہوئے اور پھر چلا کہ دریا سے
 اتر کر قلعان پہنچا اور آب کو قوال بخارا کو لے کر قنداری کو پایا اور سب طرف راستے بھاننے کے بند کر دیے
 سو منصرفے ارادہ کیا کہ آٹکھو چھاپہ مارے اور کرکڑا اور خوب مارا اور اپنی جان بچا کر لے نکلا اور تھوڑے
 بخارا میں پہنچا اور لوگوں نے قصبہ دیو سیہ صندی میں مان ملی اور اس کے لوگوں سے مدد مانگی اور یہ وہاں کے
 لوگوں پر چلا پڑا کہ اوٹکھو بھارا اور ابن ملہار سپہ سالار سر قند نے منصرفے کو اپنی طرف مائل کیا اور تین ہزار آدمی لے کر
 آئے حاضر ہوا اور بخارا کے امراء نے تین سو غلام مسلح خدمت میں بھیجے اور اس کے سوا اور بھی ملوک کیا اور قوم غریبی
 اوس سے آئے تھے تو اس کو کچھ قوت حاصل ہوئی ایک خان نے سنا کہ منصرفے سامان ہم کر کے پھر آیا وہ بھی
 اپنے ترکہ لیکر آیا اور بوگندہ پر لڑائی ہوئی اور خوب تیر و تلوار چلی اور ایک خان کا لشکر بھاگا اور قوم غریبی
 اوس کے پیچھے ہوئی یہاں تک لوٹا کہ ہاتھ تھک گئے اور یہ شبانہ عتہ ہجری میں ہوا ایک خان
 اپنے دیار ترک گو گیا اور پھر لوگ جمع کر کے وہاں آیا کہ بدلہ لیوے اور قوم غریبی مائل لوٹ کر اپنے وطن چک
 گئے اور منصرفے اور ایک خان میں درک اور خادوس سر روشنی کے میدان میں جنگ شروع ہوئی ابوالحسن
 طاق نے ایک خان سے امان مانگی اور اس سے جاملہ اور اپنے پانچ ہزار آدمی اپنے ساتھ لے لیے
 اب ایک خان نے منصرفے کے لوگ خوب کاٹے اور منصرفے لپٹا بھاگا اور تختوں پر بیٹھ کر دیا اور ترک گیا کہ
 اوز، دنوں میں کشتی اور بل تھا اور پھر اپنی جان بچا کر اندر خور جو زبان کے علاقے میں گیا اور اس
 جنگل میں جو گھوڑوں کا ریوڑ تھا اس کو ہانک لیکر آیا اور اپنے لوگوں میں تقسیم کر لیا اور پھر جنگ کو چڑھ گیا
 کہ زغول کے بل پر جا پہنچا سلطان حسین الدولہ کو جو خبر ہوئی تو بدین خیال کہ منصرفے بچے سامان اور مدد
 ہم نہ پہنچاے ارادہ کیا کہ پنج حلیہ چلے اور فرغیوں ابن محمد کو جالیس وارفوج کے دیکر اس کے پیچھے
 دوڑا یا کہ اوس کو ہانسنے در کرین تو منصرفے نے اوس کو بہت عاجز کیا اور پھر جہاں علاقہ قستان میں چلا گیا
 کہ جہاں جاتا تھا وہاں تلوارین نظر آتی تھیں اور جہد بھر بھاگتا تھا سوت سائے موجود تھی اور آب نصیرنا
 ناصر الدین سبکتگین مع طغانجن والی جنس کے اور ارسلان ماذب والی طوس کے اوکے گرفتار کی
 لیے دوڑے اور وہاں سے بچ کر جو مندا اور وہاں سے بسطام گیا وہاں قاپوس نے دو ہزار کردوخی شاہ جانی لے کر
 اوس کو کال یا کر وہاں سے بھاگ گیا اور جس کے مشورے پر بسطام آیا تھا اوس کو ملاست کی اور بہت تنگ
 آجملان ہو کر قصبہ نسامین آیا اب سرخک سامانی نے جو ایک خان سے ملا ہوا تھا اوس کے مشورے سے

ایک قریب بنامکہ فخر کو خط لکھا کہ تم ہمارے پاس آؤ اور ہم اور تم کو مل کر ایک خان بنے اس لیے کہ میں بہت سہا
 تر دوں گا اور کسی عقل مانع نمی اور حرم میں امید ہو سکے اور بھارتی قبی میں آخر کار سوار ہو اور جا اور کچی جہاد کے کوئی نہ
 جو اس کے جنگل میں تھا پونجا تھا کہ اس کا لشکر اس سے جھون پر پہلے پونجا اور دیکھا کہ جھون جہاں ہوا اور اس کے
 ساتھ جھانکتے جھانکتے تھک گئے تھے کہ نہ دن مہین اور رات نیند اور تسہیل نہ ہو کہ کیا کہ سلیمان اور صانی لکھنے
 کے حاجون کے پاس چلے گئے اور کہا کہ سامانی بہت پاس ہو اور اپنی محنتوں اور کوشش سے لاجپار اور
 تنگ ہو گیا ہو میں شخص اس کو بڑا سکھاتا ہوں اور اب ہم نے کچھ فوج دیکھی اور اسے کچھ مقابل کیا اور پھر
 بھاگا اور اس کے دو بھائی اور اونکی مارا بلشہری پر پکڑے گئے اور اور ترکندہ پر پکڑے گئے اور بھاگتے
 بھاگتے فرو گاہ ابن بھیج عربی میں جو قافلہ عرب اس منگل میں تھا آنکر دم لیا اور راہ روی بند انجمنہ
 تابعین سلطان بن الدولہ کے اس قافلہ میں تھا کہ اس نے اس قافلہ کو انشاء کیا کہ اس کو سیرج
 اور ہر وقت کے رکھیں کہیں شب رات ہوئی تو ان لوگوں نے اس پر حمل کیا اور حلال کر دیا کہ زمین اس کی
 خون سے مال ہو گئی گویا التوام نے اسی کے لیے شیعر کہے تھے شعر اول شعر

مر گیا ایک جوان نیر و نین	تو وہی نصرت تھا جب تو نصرت
---------------------------	----------------------------

مطابق سنہ ۱۰۰۰

اور اونکی لاش کو رو دبا زخم کے پاس آب مرغ میں ریح الاول شہدہ ہجری میں دفن کیا
 اب خیر سلطان بن الدولہ کو بھی تو حکم دیا کہ بندار قریب ہو کر آوے اور اسپرہ انان شناسی کی
 جاری ہو وے اور حکم دیا کہ ابن بھیج عربی کو اور سب عرب کے قافلوں کو لوٹا لیں اور واجب آؤ زمین
 اور اب خاندان آل سامان کی خاک اڑ گئی

فہرست سلاطین ہانیہ تبار سے جہت تک کہ سلطان بن الدولہ اس کا مالک ہو گیا
 سلطنت ہی سامان کی ماوراء النہر اور تمام خراسان میں مع اس کے سب معاملات کے اور وقت
 بوقت ہجستان کو ان جرجان طبرستان رومی تاجک و دھنمان میں کہ سو دو برس اوچھہ مینے اور
 دس من تک سے سب میں اول ابو البرہم ہائیل ابن احمد کہ اپنے پندرہویں ریح الاول
 شہدہ ہجری روز شنبہ کو عمر بن لبث کو اطراف بلخ میں قید کیا اور خراسان کا مالک ہوا
 اٹھ برس تک سلطنت کی اور شہدہ ہجری چودھویں صفر منگل کی ات کو مر گیا
 مرو دیک اور عادل و غلیظہ وقت کا مطیع تھا اور بعد اسکے ابو نصر احمد ابن اسماعیل نے جہاں میں

مطابق سنہ ۱۰۰۰

مطابق سنہ ۱۰۰۰

مضافات پر حملہ اور جوہرے اور ایسے ہی نونہ اور اسکے متعلقات پر بگڑنے لگا اور قبائل اور بنی کے سبکدہ کی مدد کرنے پر لوگوں کو نہایت ہوئے اور اوسے چند بار برہمچسپ سبکدہ پر بغیر رض کی کہ بادشاہوں کی بادشاہت چھین لینا اور اوس خاندانوں کا تباہ کر دینا ثابت ہوا اور جو قوفی اور متغلی خوب معلوم اور ظاہر ہر سبب بائین بائیس سبکدہ پر کھل گئیں ناصر الدین کو غصہ آیا اور فوراً روانہ کیا کہ جستان پر حملہ پونچھ کر اسکا علاج کیجئے بالوالفق علی ابن محمد اسبق نے نہایت نرمی اور خوبی سے یہ بات کھل کر اسکا غصہ ٹھنڈا کیا کہ بہت خبریں غالباً جوٹ ہوئی ہیں اور انکے موافق جو ترکب ہووے وہ بھی مثل قاتل کے گھبراہٹ ہوتا ہے جانور ہوائی بے دانہ و دم اور بے حیا قابو میں نہیں آتے ہیں اور ایسے ہی لوگوں کو لے لے جے احسان و ادب میں نہیں آسکتے ہیں لیکن باوجود اسکے اگر کوئی سخت بات کہی جاتی ہو تو پھر ایسی وحشت و نفرت ہوتی ہو کہ پھر قابو میں آنا بہت دشوار ہے یہ سبکدہ ناصر الدین کا دل ذرا ٹھہرا اور اس عیبی اور طیش سے باز رہا اور بالواسطہ نے یہ شعر اپنے جگہ سناے شعر اول شعر

اگر چاہو کسی دل پر ہوت ابو | و یا چاہو کہ و تم دوست اپنا

اب پھر خلف ابن حسن نے خط بھیجئے شروع کیے کہ میں ان سب امور سے بری ہوں اور ایسی حرکت سے خود ہزار ہوں پس ناصر الدین نے یہ بھی نہایت کر دیا اور اپنے ولیمین سے یہ سب مٹا دیا اور پھر تمام اوس سے عداوت اور صفائی سے گزری یہاں تک کہ گر گیا پھر اوس کے بعد سلطان یحییٰ الدولہ امین الملک کو خبر آئی کہ خلف میرے باپ کے مرنے سے خوش ہوا شعر

یہ خوش ہونا کہ یہ جو مل گیا ہے | فقط یہ تھا گمراہ اور بھی ہے

یہ بات یحییٰ الدولہ نے اپنے ولیمین رکھی کہ کبھی وقت اور موقع پر دیکھا جاوے گا یہاں تک کہ ملک خراسان کا مالک ہو گیا کہ وہ یحییٰ کو کچھ ٹھٹھا کر کسی کا لکا و نہر ہا کہ اوس ہنگام میں خلف نے اپنے بیٹے طاہر کو قسطنطنیہ بھیجا کہ اوسے اس پر اگر قبضہ کیا اور پھر یہاں سے جلد توشیح پر قبضہ کیا اور یہ اور ہر اس بغیراجن کی جاکہ تھی پس اوسکے چبا بغیراجن نے اوس سے اذن مانگا کہ متسلل ہے اپنی جاگیر سے نکال دے اور اجازت لیکر چلا کہ توشیح کے میدان میں اوس سے لڑائی ہوئی اور خوب سخت واقعہ ہوا آخر طاہر جاکہ لیا اور بغیراجن نے اوسکا بھیجا کیا اور چونکہ بغیراجن نے جنگ سے پہلے شراب پی تھی تو اوسکو ایک حرارت بہاوری کی تھی اور ایک حرارت شراب کی تھی اس لیے

اسی جوش شراب میں ملہا ہر کچھ تنہا بھاگا جلا گیا آخر ظاہر ابن خلف نے اس کے ایسی تلوار مار لی
گھوڑے سے لگا اور بچھڑا وہ اس کا سر تو تار لیا سو نہ سمیت پہلے طاہر کو ہوئی اب بغل حق کو ہوئی اور
یہ خبر سمن الد والد سمن المائے کو فوجی سو کو اپنے چچا کے مارے جانیکا بہت غم ہوا اور ظاہر کی ان
حرکات سے سمن الد والد کو خوب معلوم ہو گیا کہ ان دونوں باب بیٹوں کی اور ان کی سلطنت اور ان کے
امرا کی ہلاکت قریب ہے کہ گامی قریب اپنی موت کے چھری سے اپنا سر لڑتی ہے اور حنیوٹی جب تک
الگ تہی ہیں تو اس کے پر نکلتے ہیں اور پر والے کی موت آتی ہے تو خود آگ پر دوڑتا ہے جیسے بحر میں
سلطان یحییٰ الد والد غفلت ابن احمد چرب ٹھہ گیا اور وہ اس پند کے قلعے میں
جو بہت بلند تھا جیسا سلطان نے اس کا نام نہ کیا اور جب اس کا سب آرام کیا تا چنانچہ اس سے بیٹھنا اور سونا باتا تا
تب لاچار ہو کر نہایت عاجزی سے اپنی امان اور رانی کی درخواست کی اور یہ شرط کی کہ ایک لاکھ دینار اور
جو کچھ سلطان پر نذر و ثواب کے لائق ہو گا حاضر کروں گا سلطان نے درخواست قبول کی اور اپنے لوگ متعین
کیوے لے کر اس سے یہ نذر وصول کرین در نہ جتنا کہ اسی طور سے قید میں ہے اور اگرچہ اس کی نیت یہ تھی
کہ ہستان کسی طور سے فتح نہیں کیے لیکن بالفعل ارادہ ہوا کہ ہندوستان پر یورش کرے سو کیا پاک قصبہ
پیشا ور پر آؤیرے لگائے اور بھی خبر آئی کہ راجہ جیپال اس کے مقابلے پر جانا اور وقت اس کے لیے
سلطان نے پندرہ ہزار سوار بھیجے اور حکم دیا کہ باقیوں میں سے کوئی شامل ہونے پاوے اور
راجہ جیپال نے ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ اور قین ہوا تھی اس کی چپڑے لیا پس لڑائی شروع ہو گئی اور خوب
جنگ ہوئی کہ دو پہر تک قریب پندرہ ہزار آدمی ہندوستان کے مارے گئے اور پندرہ ہاتھی کہ
اونکی ہونٹا اور پاؤں تلوار اور نیزے سے جھد گئے تھے گر پٹے اور راجہ جیپال اور اس کے بیٹے اور اس کے
پوتے اور بھتیجے اور نامی آدمی اس کے اقارب اور شہر کے گرفتار ہو گئے اور سلطان کے باستانہ کر کے گئے
اور راجہ جیپال کے گلے سے جو مالہ پتوں اور جواہر کے ٹکڑے دو لاکھ دینار کی قیمت کے تھے اور
اس سے دو گنا اون لوگوں کے پاس سے نکالا کہ قید تھے یا مارے گئے تھے بلکہ اس سے بھی یاد
سلطان نے پانچ لاکھ لونڈی غلام فوج میں تقسیم کر دیے اور یہ سب مال و قیدی لیے ہوئے اپنے
خیمے میں آیا اور یہ ملک ہندوستان جو اس کو فتح ہوا اپنی نسبت خراسان کے بہت عمدہ ہوا اور یہ قہم
جو مشہور ہو روز خجستہ بہر شتم شتم مملکتہ بخیر می میں واقع ہوا اور یہ راسی ہوئی

مطابق جیسے

مطابق مستند

ارجیہاں سے دست پاسبان بھی بہت آجھے لیکر دیکھو جوڑے اور جیتک کہ ہاتھی آویں تب تک اس کا
 بیٹا اور پوتا یا دیاں زیر نظر رہیں جنہاں جب اپنے مکان پر آیا تو اس نے اپنے بیٹے انڈال کو کہہ دیا میں جو
 کئے اور دوسرا راج کو خط لکھا کہ ہم بہت سخت لڑائی اور بڑی مصیبت ہوئی ہے اور پاسبان بھی اس ہاتھی کی
 جو بلیک بلیک ہی تھی وہ کہہ رہا ہے کہ بیٹا اور پوتا وہاں سے آوے اور اسے یہ ہاتھی فوراً اپنے پاس
 پاس بھیج دینے کہ یہاں سے سلطان کے پاس بھیجے گئے اور وہاں سے قیدی بھیجے گئے اور راجہ ہند پال
 نے معلوم کیا کہ اس کا باب بہت بڑھا ہو گیا ہے اور اب اس کا دبا لگایا ہے تو مناسب ہے کہ اب مر جاوے اور
 یہ بھی سنا کہ اب کوئی سلطانوں کے ہاتھ میں قید ہو جاتا تھا پھر وہ لائق راج کے نہ رہتا تھا اور جیسا
 نے بھی دیکھا کہ میں بہت بڑھا ہو گیا ہوں اور بہت رسوائی اور زولت ہوئی اور جیسا مناسب تھا تو اپنا
 سر نہایا اور آگے میں بڑھ کر چل گیا اب سلطان نے دیکھا کہ جو رادہ کیا تھا وہ پورا ہوا تو دوسرے محلے کا رادہ
 لیا اور جیل میں بند ہو گیا وہاں جا کر اسے دیکھ کر دوسری مقام کیا اور معلوم ہوا کہ بہت گروہ ہندو کچھ جنگل اور
 پہاڑوں کے درمیان چھپے ہوئے تیار کر رہے ہیں سو سلطان نے اپنے فوج بھیجے کہ ان سے جا کر لڑو
 جڑے آئے اور جنگ پر پاموشی اور ایسی بڑی لڑائی ہوئی کہ گویا دلوں تارے دکھائی دیے گئے اور وہاں
 سے جاگ گئے اس کے بعد سلطان نے غزنہ کا رادہ کیا اور وہاں خلف ابن احمد نے اپنے جیتے جی اپنے
 بیٹے طاہر کو اپنا قائم مقام جہان گاہ والی اور فرماندار کو دیا اور تخت اور ملک سب اسے سونپ کر آپ
 الگ ہو گیا تاکہ سلطان کو معلوم ہووے کہ اب خلف نے سلطنت چھوڑ کر نہ ہو ورنہ اختیار کیا ہو
 عبادت الہی میں مصروف ہو ہو کہ اب سلطان پر کچھ حملہ نہ کرے جب طاہر کو ایک مدت گزری تو اس نے
 اپنے باپ کی نافرمانی اور اوکسی نافرمانی کی شہنشاہی کی شروع کی پر خلف اپنے بیٹے کی ملامت اور طعنات
 میں ہمیشہ متوجہ تھا یہاں تک کہ جو کچھ اس کو اس سے ہوتا تھا اس سے مایوس ہو گیا اور اپنے بیٹے
 کو قلعہ سپہند میں اس بہانے سے بلایا کہ میں بیمار ہوں اور اس کو منصب سے کرے اور سب کچھ ان
 اور راز ہائے خفیہ اس کو سونپ دے پہلا اس کا بیٹا اس حقیقت سے غافل اور اپنی تباہی اور ہلاکت
 پر متوجہ ہوا اور خلف نے چند آدمی فوج کے پوشیدہ کر رکھے تھے کہ انھوں نے طاہر کو گھیر لیا اور اس کو
 قید کر دیا یہاں تک کہ وہ اس قید میں مر گیا یہ خبر جب طاہر بن زید پر پہنچا تو اس نے سب کچھ
 سنی تو اس نے دلیں غلط کی طرح فساد پیدا ہوا اور خوف سرداری اور تابعداری سب دور ہوا اور

مطلوبی مستند

یہ شہر خلیفہ سے جمعین لیا اور سلطان حسین الدولہ کے لیے مقرر کیا اور انکو کچھ بھیجا کہ ہم سب کی اطاعت اور
 طاعت میں آگے اور بیان کیا مقرر آئے کہ آنکھ اور سپہ سالار قاضی کے لیے اور ہم دولت پر حاضر ہو میں سلطان نے
 اوکلی درخوست کے موافق کیا اور انکو بہت انعام دیا اور ان کو سلطان کے نام کا سرفرازی و خجری
 میں پنج طبقہ شروع ہوا اب سلطان نے کہا کہ خلف پر حملہ کیجیے اور اس میں کو دور کیجیے جو خلف ان دنوں
 میں قلعہ طاق میں تھا کہ اوکلی شہر بنامین جمعین اور دیوار میں بہت بلند جمعین اور ایک خندق اور سکے
 گوبت گہری اور بہت چوڑی تھی کہ اس پر سے گزرنا محال تھا یہ جب ضرورت ہوتی تھی تو ایک بل بنا رکھا تھا
 کہ وہ ڈالکر اتر جاتے تھے پھر اٹھ اڈا لے تھے پس اسکو سلطان کے لشکر نے گھیر لیا اور سردار ہوئے
 کہ خندق کیونکر بھرن کہ پیادہ اور سوار خوب آمدورفت کریں اور اسکو گردنکرت سے درخت سے
 سلطان نے حکم فرمایا کہ درخت کاٹ کر خندق بھر دیں سو سب اوپر چل گئے اور درخت کاٹ کر خندق
 میں بھر دیے اور سب اور پیادے قلعہ میں گھس گئے اور پھر باہر تھے چلے گئے اور خلف کے لشکر نے اوپر
 بھر مارنے شروع کیے اور ایک باہر تھی نے قلعہ کے دروازے پر اپنے دہشت آرا گروہ وارے کو
 اوکھڑا کر بھجایا دیا سب فوج اور میں گھس گئی اور خلف کے لوگ بہت مارے گئے اور باقی بچے
 شہر پناہ میں مان لی اور دوسری شہر پناہ پر چڑھکر گھونٹن میں بھر مارنے شروع کیے اور ہر وقت
 کہ جنگ بہت گرتی تھی خلف بھی باہر نکلا اور دیکھا کہ لڑائی خوب ہو رہی ہے اور دیکھا کہ باہر تھی او میں کو باہر
 سوڑن میں بڑا کر پٹے اونچا اٹھا تاہم پھر دیواروں و استون میں پیسہ دیتا ہوا اور پھر دیواروں کو اپنے
 ہاتھوں تلے ڈال دیا ڈالنا ہی اور پھر دروازے پر تونہ ہو گا کہ اپنے دیواروں کو کھدے کاندہ دیواروں کو کھدے
 چھید کا خلف یہ سب کچھ دیکھ کر کانپ گیا اور دہشت اور ہول کے مارے بے تاب ہو کر سلطان امان مانگی
 سلطان نے جنگ موقوف کی اب خلف نے اوکلی کو جو انعام دینا شروع کیا اور پھر یہ جب حکم سلطان کے
 حاضر دربار ہوا اور باوجود پڑھا پڑے کے زمین خدمت پر بھیجا اور سلطان کے باغداد خواہر اور دروازے
 کی لڑائی بچھاؤ میں کہ کچھ شکر اس کے حسان اور غصہ کا ہووے سلطان نے اوکلی کو بے عزت کی اور انیا
 ہاتھ اپنے سینے پر رکھا کہ تمہارا سب قصور اور حرکات ہم بھول گئے اور اسکو نہتیا دیا کہ اس قلعہ کے ہر باب
 موجود ہو جو اس قلعہ پر پسند ہو لیجاؤ اور جان مناسب جانو رہنا قبول کرواؤ سنئے کہ انکو جو جان کی آہ
 پسند ہو وہاں ہر نامعلوم ہر سلطان نے حکم دیا کہ بغیر ان کو نہتیا دیا جاوے نہ جانچہ وہاں

مبارک بن تک آسائش تمام ہوا پھر سلطان کو خبر ملی کہ غلط خفیہ خط ایک خان کے پاس بھیجا ہوا تھا کہ سلطان کے قتل کا بیڑا میں آوے اس لیے سلطان نے اس کو احتیاطاً گرو زمین بھیجا کہ وہاں اس خبر کی حقیقت معلوم ہو جاوے گی اور اس کی حفاظت بھی خوب رہی پس یہاں آکر نظر بند رہا یہاں تک کہ جب وہ عہد عجبی میں مر گیا اور سلطان نے حکم کیا کہ اس کا سب سے ترکہ جو غفلت رکھا جاوے کہ اس کے بیٹے ابو جعفر دیاجاویگا اور اس وقت میں ابو نصر بن علی نے اپنے شیخ مجکوٹا نے شعر اَوَّل شعر

کسید کا وقت ہمیشہ نہیں رہا کیساں | کہ کار سہل ہو دشوار بخت ہوتاں

اور غلط ابن احمد کے پاس سبب اس کی سخاوت اور بخشش کے اطراف و انکشاف سے ہر وقت لوگ آتے رہتے تھے اور اکثر علماء اور شعرا نے اس کی مدح لکھی ہوا اور ذکر اس کا دیار و امصار میں بہت مشہور ہوا اور اس نے علماء کو جمع کیا تھا کہ قرآن شریف کی ایک ایسی تفسیر لکھیں کہ کوئی بات کسی فہم کی اور کوئی معنی اور کوئی نکتہ باقی نہ رہے اور سب طریقیہ ذات کے اور سب بحث نحو و صرف کے اور ذکر مذکور و زوائد کلمات کا اور میں درج ہووے اور احادیث جہد کہ متعلق اس سے ہووین سب مذکور ہووین و تیس ہزار دینار سے خرچ کیے اور تیس ہزار دینار کے صابونی کتب خانے میں موجود ہوا اور اتنی بڑی ہر کتاب کی عمر تمام ہو جاوے اور ختم نہ ہووے جہتاک کہ چند کتاب مکتبہ لکھیں اور ابو الفتح نے کہا کہ جو میں نے بے ارادے یہ تین شعر غلط کی مدح کے کہے کسی نے اس کے پاس پہنچا دیے وہاں سے یکایک ایک ہمایونی تین سو دینار کی میرے پاس آئی شعر اَوَّل شعر

یہ شعر غلط سب باقیوں میں بزرگ | ہو اسب بزرگوں میں رتبہ بزرگ

میں نے ابو الفتح سے کہا کہ یہ بات تو ایسی ہوئی کہ سیف الدولہ جہانی کا قاصد جو بغداد میں آیا تو ابراہیم بن ہلال صابی سے اپنے باؤشاہ کے لیے شعر مانگے وہ وعدہ امروزہ کا کرتا ہوا گریختہ وقت اس نے یہ شعر اس کو کہ دیے شعر اَوَّل شعر

کروں تجھ سے میں دوستی ایک وقت | مذمت یہی ہووے تہ تبہ کی

سو جب قاصد پھر آیا تو میں نے وعدہ کیا کہ اب ابو الفتح نے قصیدہ بھی غلط کے لیے لکھا تھا شعر اَوَّل شعر

جو زمانے سے جاہے کچھ عزت | جسے لاکھوں بنا بگاڑ دیے

ابو الفاضل سہرانی نے یہ قصیدہ اس کی مدح میں کہا ہوا وروہ اس میں اپنے باب کا بھی

ذکر کرتا ہوں کہ وہ عاجیان مکہ سے اپنے وطن کا حال بوجھتا ہوں شعر	
بہت سارے سینے پہ زور پڑتا رہا	مگر خالی ہوئی زبور سے گردن صلیک لگا
ابو جعفر محمد بن موسیٰ موسوی شاعر نے کہا کہ شیخ خلیفہ کے دروازے پر لکھے ہوئے تھے شعر اول شعر	
جسے ہوا زور دیکھے وہ جنت	یہاں آکر وہ دیکھے منزل لیدان
ابن تیمانیہ لکھتا ہے کہ سلطان کے ملک ہو گیا اور جتنے فرسداد اور فتنے تھے سب مٹ گئے اور خلف کے سب لوگوں کی طمع اس ملک سے اب جاتی رہی اب سلطان فتح محمد غزنوی کو بھیج کر اس نے	
اوپر احسان کیا کہ ملک سمجستان جو کبھی کسی کے قبضہ میں نہ آیا تھا اس کے قبضہ میں آ گیا اور ابو نعیم غزنوی نے	
سمجستان کی فتح میں قیصیب لکھا شعر اول شعر	
زمانہ خوب روشن ہے ہرے ہر کی خوبی سے	اوسے زینت ہوئی کامل ہے جینے کی خوبی سے
اور شیخ ابو الفضل بلخ نے لکھے ہیں شعر اول شعر	
خدا نے سکندر تر تیر کیا عالی	فریدون ہو یا اسکندر ثانی
اور سلطان نے سمجستان پر فتحی صاحب کو جو ناصر الدین سلجوق کے سپہ سالاروں میں سے تھا بھیجا کہ اسے خوب سیاست کی اور نہایت نرمی اور مہربانی سے پاکباز لوگوں سے پیش آیا اور اہل شہر چشمتی کی چند دن جو عیش اور آرام سے گزریے اور کچھ فراغت اور وسعت حاصل ہوئی تو چند روز باہر اہل فتنہ و فساد نے آپس میں مشورہ کیا کہ کسی کو اپنے ساتھ ملا یا جاوے کہ وہ ہم کو لیکر سلطان پر چڑھائی کرے	
پس ان لوگوں نے جھگڑا کر اٹھ کر آیا اور فساد مچایا سلطان نے جب یہ دیکھا کہ ملک سمجستان پر فتنہ	
اور میرے بین پر فساد کرتا ہے تو سپہ سالار ابوالمظفر بن ناصر الدین اور تون تاش خاں ابی عبد اللہ	
محمد بن ابی اسیر ملائی کو لیکر فوراً سمجستان پر لگا اور قلعہ ارک کا محاصرہ کیا کہ جس میں کمرش لوگ تھے اور	
اس کے لشکر نے شہر چاہہ کو گھیر لیا اور سب مقامات پر تعین اور قیسم ہو گئے اور ہر درجہ بندہ و رعیت شہر	
سے ہر جہتی چار گھنٹہ کی دوری سے لڑائی شروع ہوئی اور باغی لوگ خوب ہمت اور	
مدد باہمی سے لڑتے تھے آخر جب خوب جنگ ہوئی اور کچھ ٹھکے تو اب شہر چاہہ کی فضا میں دھواں	
پناہ لینے لگے یہاں تک کہ اندھیری رات میں سلطان کی فوج نے شہر چاہہ پر قبضہ کر لیا اور سلطان	
کی مدد اور حمایت کا آواز نہ دیا سو یہ باغی بھاگ بھگے اور باقی مارے گئے اللہ تعالیٰ نے دوبارہ یگانہ	

ہستان سلطان کو جبکہ یہ جھٹنے اور فساد سے خالی اور پاک ہو گیا اور اب سلطان کی ہیبت اور عرب و ہستان پر
 ہمایا ہو گیا کہ کچھ سے بچیں اس پر ہو گیا یعنی تہمین کی طاقت نہ رہی کہ نایا دیو سے اور کسی کا نہیں شہر
 خدا کر کے کہ ہمیشہ ہونے سے بچ کر نصیب

اور اب منصور علی ابی نے یقین دہا کرنا شروع کیا

بادشاہوں پر ہو غالب بادشاہ کی نگین

اور ہجستان مع بنیاد پور صرف خرچ ذاتی اور المظفر نصر الدین ناصر الدین بیکتیک کی فکر کر گیا اور بلاد مشرق میں دیو

ملک نہایت عہدین اور ابو منصور نصر الدین اتحاق کو اسکا وزیر مقرر کر گیا اور سب نظام دار بندوبست کو کو سونا

کہ وہ نظام دار سب است و تحصیل محال پر خوب مصروف ہوا اب سلطان با اور ہجستان کے

بلخ کی طرف سے شمس العالی شکار ہر تنک خراسان میں مبتلا ہی کر دینے اور ہما کو گائی ایسے دوست و رازی

کر گیا اور با وجود ان تغیرات کے اس کے صفات و عروت اور بہت میں کچھ فرق نہ آیا اور کوئی سردار اور امیر

ایسا نہ ہو گا کہ اس نے اس کے کچھ نہ کچھ فائدہ اور انعام نہ لیا ہو جس کے پاس جو سامان ہوا اور جو گھوڑا کسی کے

زیر لان ہو وہ اس کا انعام و احسان ہوا اور سلاطین یا نیا کو ہمیشہ یہ فکر ہی کہ شمس العالی کو اس کے ملک پر

پونچھا دینا اور اس کے شو کج و ہائے کالذہب لیکن ان کو اپنی خواہش اور آفتون سے ہر قدر فرصت نہ ملتی

اور یہ سب مشقت اور محنت اس کی تجربہ کاری کے لیے تھی آخر تہمال اور کا غالب ہوا اور اس کو فتح نصیب

ہوئی اور شیخ کو با اس کے لیے کئے گئے ہیں شروع لڑاؤ

لڑو شمس نے سال کی مہین نمہ لڑاؤ

جو صاحب عزت ہوا وہی پر ہو مصیبت

وجہ کہ ناصر الدین بیکتیک میدان خراسان طر کر گیا اور ابو علی باہن جو پرستج پائی تو قابوس سے ملکر

بست خوش ہوا اور وعدہ کیا کہ ہم تمھاری مدد کرنے کے بدلے کو بلخ پر لٹا قاجا ناٹھلا اور اس وعدے پر اتنا زمانہ

لڑا کہ ابو علی ختم ہو چکا اور اب اسکا قصہ شاد اور بچھڑا طلبہ القاسم بچھڑے کے طرف لوٹ کر گیا اب شہر المعالیٰ

ناصر الدین کے لیے وعدے ٹھہرے اور بہت اخلاق سے ملاقات ہوئی اور نیکو آرا کا غمزدہ والی رنج

مدرین حسودہ کو دی سے مدد مانگی اور اب ناصر الدین بیکتیک نے ارادہ کیا کہ اپنی فوج شمس العالی کی مدد پر

دین لوگوں کے اور پڑ چٹھا وے اور ایک خان کے پاس توں تاش اپنے داروغہ کلان کو بھیجا کہ اور

پڑ چٹھا اور پڑ چٹھا اور وعدہ محبت اور مدد باہن کا ملکہ کہ جو ملک با تھ لگے گا اس میں ہم اور تم شریک ہونگے

شمس العالی کا دوست تھا اور اتفاقاً نظر بن اکسین فخر و زان کو بسبب منگدستی اور تنگ حالی کے سفنداریہ
 کی طرف علاقہ و دل میں جانا پڑا تو ایمان پوچھ کر ملے ہو کہ سفنداریہ پر اور جو لوگ کہ امین ہیں اون پر غلبہ حاصل
 کیسے تو جو لوگ کہ اوں کو فرما رہے ہو۔ اون پر اوسنے انگارے پھینکنے شروع کیے اور ابو الفضل کلابانی پر بھی
 اسیوں کو یکایک لبا اور قید کر دیا کہ وہ اس قیدی میں گر گیا اور پھر بانی بن سعید کا قصد کیا اور یہ دونوں قصد
 اصل پہلے اور وہاں ابو العباس قریب دو نہر کے لشکر کے لیے تھے پڑا تھا ان دونوں نے اوں کو
 مار کر گالیاں دیں بانی نے ایک خط شمس العالی کے پاس بھیجا کہ ہم تمہارے لیے یہ فتح کی پیشکش العالی
 نیشاپور سے جرجان کو جلا اور بانی اوس وقت نصر سے جہاں ہوا کہ شہر آباد کو چلا اور جو لوگ قید کے کہ بانی
 کے ساتھ رہتی تھیں کھتے تھے وہ سب اسکے پاس آن جمع ہوئے اور شمس العالی نے اسے پند کو حکم
 دیا کہ بانی کے پاس حاضر ہونے سے وہ بموجب حکم کے اس سے آلا اور ابو العباس اوس وقت جرجان میں تھا
 اوس کا وزیر ہوئی کہ یہ لوگ سطح جمع ہوتے ہیں سو وہ انکے دفع کر نیکی لیے چلا اور شہر آباد کے دروازے
 پر لڑائی ہوئی اور قریب تھا کہ بانی کو نہر سمیت ہو دے لیکن کردی اور عرب انکے ساتھ گئے
 اس لیے ابو العباس کو شکست ہوئی اور بھاگا اور یہ اوسکے پیچھے دوڑے کہ اوس کو مع اکبر اور مدینوی
 اوسکے لشکر کے قید کر لیا اور باقی ات کے وقت جرجان بھاگ گئے اور جرجان پر سالار بن کاوش
 شمس العالی نے بھیجا کہ وہاں سے وہ لوگ بھاگ کر جرجان پونچھے ہی تھے کہ اون پر اوسی وقت یہ سالار
 جاپوچھا کہ سو فداؤ اور زاری کے اور کچھ اوسنے نہ بن پڑا اور کوئی راہ اور قابو اونکو نہ ملا اگرچہ بھاگنے پر
 بہت تڑپے اور اللہ تعالیٰ نے اس فتح کی بھی خبر شمس العالی کو سنائی اور وہ نیکر جرجان کی آیت لے اوس کا
 دل خوش کیا اور غم دور ہوا اور شکل آسان ہوئی اور رتبہ اوس کا اوجھی بلند ہوا اور شعبان شمس ہجری
 جرجان میں رہا اور ایک شاعر کا یہ قصیدہ ہے شعر اول شعر

سعی باری ہی جنت ملک ہے تخت

مرد کو صوبہ ہی بکار سخت

اور ابو بلال بن ابی العباس طبرستان میں وفات پائی کا یہ قصیدہ ہے شعر اول شعر

اوسنے رخصت کیا با شک و دل

اور کھنچا تھا دست خود بد بان

اور اوسی شاعر کا دوسرا قصیدہ ہے شعر اول شعر

بہت خورشید رو بہ ہر مہلک پڑہ

نکلتا ہے جدائی اور جدائی ہو

اور ایک قصیدہ قاضی ابوالحسن علی ابن عبداللہ جرجانی کا ہے اس سبب پرانی ہو گئے کتاب کے شعر پر
 کاغذ چٹنا چٹا ہوا اور وہ لوگ شکست کھا کر بدمعاش ہو چکے اور کمزور ہو گئے سفلت اور مذلت نہ ہوئی اور اب
 یہاں ابوالحسن ابن احمد محمود وزیر ہوا تھا اس نے سب علم و ترک اور عرب اور کرد و مین سے دس ہزار آدمی تیار
 عمدہ اور بہتر چھانٹے اور جو بھرا بن قابوس اور بے سقون ابن تھمال کے کتان ابن فیروزان اور شامیہ بن
 ویکم کے بھانجے کو اور موسیٰ حاجب اور شازین کردویہ اور ابو العباس ابن خانی اور عبد الملک ابن یحییٰ واران
 جیل اور ویکم اپنے ساتھ لیکر چلا اور جیل شہر میں برپوچھا شمس المعالی کو جو خبر ہوئی تو اس نے سب جگہ سے
 لوگ پیٹے اور شہر بار سے مدد مانگی کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ ملک چھ عطا کیا ہے قائم رہے اور ابوالعلیٰ کو کہ اس سے
 زیادہ تر فائدہ اٹھائے شمس ابن حسن فیروزان شمس المعالی کے ساتھ ملا ہوا ہے تو اس نے اس سے بہت جاؤں
 باتیں کہیں اور کہا کہ تجھ میں اور فخر الدولہ میں قرابت بھی ہے اگر اس وقت تجھے کوئی کام سلی جانب درست ہو
 تو باعث تیری عزت اور ترقی کا ہو گا انھوں نے یہ سب باتیں اسی سکالو طالب فخر الدولہ کی جانب پیش
 کی اور ساریہ کو بلا پھر اباذان و طاسک کے واسطے باتیں کیا جب قومس کے قریب گیا تو اپنے شہر
 میں اپنی یہ لای نظارہ کی کہ شمس المعالی سے ترک اور قطع کر کے بیٹے ابو طالب فخر الدولہ کی اطاعت و
 طاعت کی ہتھکڑیاں ہونی میں اب مختلف ہو کوئی ہفتندار یہ گیا کوئی جرجان میں ابان صفت ہو کوئی
 وہیں ہا اور اس نے قومس پر مقام کر دیا اور ابوالعلیٰ بن محمود سے درخواست کی کہ کسی قلعے میں مجھ کو اجازت
 ہو وے کہ وہاں اپنی آل و عیال اور اپنا اسباب محفوظ رکھوں اور تھوٹے جو نہ کا قلعہ و کو تار باکہ اور کو
 اپنا وطن بنا وے اور جو کچھ مال و اسباب ہو اس کے پیرو کیا اب اس سے ابوالعلیٰ حاضر جمع کر کے ساریہ
 بارادہ جرجان چلا یہاں جب آگیا تو منوچہر ابن شمس المعالی اپنے باپ کے عتوق اور نافرمانی سے توبہ کر کے
 اپنے باپ کی خدمت میں آنکھ روانہ ہوا اب ابوالعلیٰ کو ٹیڑھ ہوا کہ بے ستون ابن تھمال سب اس کے ساتھ
 جیل مشترک ہے ایسا نہ کہ یہ بھی شمس المعالی پاس چلا جا وے اور اور لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لے جاوے
 تو اس کی شکایت باز دھکرہ بھیجا اور جو جرجان چلا گیا اور قبر داعی کے پاس ٹھہر کر لشکر درست کیا اور
 اپنے ہمراہیوں کو خوب وصیت کی کہ تمہیں بدکردار رہیں اور خوب جنگ کریں اور اپنی آبرو اور عزت
 پر نگاہ رکھیں اور لڑائی شروع ہوئی اور صبح و شام یہ کام جاری رہا یہاں تک کہ دو مہینے گزر گئے اور
 جرجان میں لشکر جو رسد نکلے کی نہ پونجی تو نہایت تنگی ہوئی لیکن وہیں جسے رہے اور جو کچھ باقی تھا

اور بگڑا رہ گیا اور پھر وہ اپنے نکلے اور قبر داعی کے میدان سے ہو کر محمد آباد لوہے کے کھنڈا شک کے پڑن سے غلام دین ہو پھر مقدر بارش ہوئی کہ غلام نے سے بند ہو گئی اور زمین مومن زن ہو گئی اور نیچے گر پڑے اور سب طائر آدمی کو چڑھ کر زمین سے لگے اور شمس المعالی کا لشکر خندق کے اوپر سے اپنی چٹائی اور لڑائی شروع کر دی اور ایسے جھکڑ لڑے کہ طلوع آفتاب سے قریب غروب تک لڑتے رہے اور اس وقت جیل نے ولیم لیبیا حملہ کیا کہ او نہیں کوئی بدلہ لینے والا نہ رہا اور اس کے مزار اعلیٰ ابن کو رنج اور رہا اور جہان ابن اسلمانی اور اسکے بھائی جناب بن سالار اور محمد بن دہشودان گرفتار ہو گئے اور ایک ہزار تین سو آدمی مارے گئے اور تین دنوں کے مال جیسا جیل کو دیا اور شمس المعالی نے زخمیوں کا علاج کیا اور گرفتار و نکور ہا کیا اور انکو انعام و صلوات دیا اور نکلے ملک کو روانہ کیا اور قصود ثانی نے یہ قصیدہ اس منہج میں لکھا ہے شعر اول شعر

بہت بہ خوش نہایت مستحکام ہر
سبھی بہن خوب بیان شمع المعالی میں

اور ایہ فیض الباقی فی فضل عبد اللہ ابن حمید کی شاعری کا ایک شعر ہے

نہ شمس المعالی کا مخالف
نہ میں تو مقین آدمی کی تجھ پر

ابو علی ابن حمود نے نہایت کھا کر شمس المعالی اور نصر بن حسن فیروزان سے درخواست کی کہ اس نہایت پر ہماری مدد کرے پڑھ لکھ دیکھ دیکھ دوڑا توئی ہو توڑ کر کھجک گیا اور ادھر اسکی تلاش میں نصر آبادہ سنان اگر کھجک گیا اور ابو علی مجدالدہ نے تم ابن علی ابن فخرالدہ کو مدد کے لیے بہت خط بھیجے سو ہمیں کیا نہانہ دراز کر گیا تھا ابن بنگلین صاحب سے خط سوا آدمی کو مدد ملی اور کچھ طاقت ہم کو بھیجی انکے مقابلے میں شمس المعالی نے بائی ابن عیسٰی کو بھیجا اور اسپند شہریار کو بھی بلا لیا اسکی مدد کرے نصر فیروزان نے سب طرف کے راستے بند کر لیے تھے کہ کوئی اس پر نہ آ سکے اور لکھو اسکی خبر نہ ہو سکے اور تنہا نہ مانا اختیار کیا تھا جو بائی اس پر چڑھ آنا اور لڑائی شروع ہو گئی نصر نے بھی اس پر لیبیا حملہ کیا کہ بائی لاچار ہو کر بھاگا اور اس کے ہمراہی سب بھاگ گئے اور بہت خونریزی ہوئی اور اسکی مدد کو رستم بن زبیر مجدالدہ کو سامان قین ہزار آدمی لیکر آیا اور جیل شہریار پر اسکو سپہ سالاری اور اسپندی میں لے گئے اور نصر نے دنیا و دنیا پر اس سے ملاقات کی اور اس پر اور اس کے حدود پر اسکو مدد دی اب اسپند شہریار کو ہمارے جاننا پڑا کہ میان منوچھر بن شمس المعالی محفوظ اور امن سے بیٹھا ہوا تھا اور اتفاقاً اہل خیمہ پر قبضہ پڑا کہ چونکہ وہ انکی نمایا نے نہ وغیرہ اسباب جو کچھ جمع کر رکھا تھا وہ سب ان لوگوں میں گیا

الا بسبب اس قحط کے نصر ستم بن زبان کو چھوڑ کر اولٹا چلا سو نکلا جانکا اسپند سالار ستم پر چڑھ آیا اور
 اوسکو مار کر زمی کی حدود میں نکال دیا تب یہ ٹکڑا تو بے بھافت ہو گیا اور اوسکے قبضے میں آ گیا اور ستم نے جو
 ابوالنصر کو تنگ کیا تو لاچار اوسکو شمس العالی کے پاس حاضر اسواؤ میں نے بہت غماظ اور بدامانت کی اور بہت
 کچھ اوسکو دیا اور حصول طلب اوس وعدہ کیا اور بعد کفاریت سپاہ اور سامان دیکر ابوالنصر کو نصر کے اور بھیجا
 اور بہت سخت لڑائی ہوئی پہلے تو خود حمل کیا اور پھر اپنی فوج لیکر حمل کیا کہ اوسکی محبت کو متفرق کر دیا اور
 جستان بن دمی اور ابن ہند وغیرہ سردار کپڑے لگئے اور زمین کشنوں سے بھر گئی اور نصر ستم نے کچھ لگا
 اور یہ واقعہ مجادی الشانی ۷۸۵ھ میں ہوا اور نصر باجو و شرافت غامدان اور
 عظیم غامدان کے متلا سے مصائب رہا اور مکے کے مسافروں کا راستہ اوسکی لایت میں بٹھا تو ان
 مسافروں کو ہر سال طرح طرح کی تکلیفات فوجی بھیجی تاکہ اوسکی عمارت کے مقیمین باعث مصائب کی ہوئی
 اور نصر اپنی مدد کے لیے پورے پورے خط بھیجتا تھا سو وہاں سے بجز وعدہ اور فرزداد کے اور کچھ تھا کہ اس پر لکھتے
 گز گئی اور اسکو خبر ملی کہ عبداللہ و لاؤشس العالی نے اتفاق کر لیا ہے کہ نصر کو پکڑ لیں تو اب اوجھی سکون کی اور یہ
 ہوئی اور یہی خبر آئی کہ اسلطان ہند و بچہ الی قستان سردار زمین الدولہ امین الملک نے ابی القاسم ستم بن
 بڑخون لا اور وہ بچہ کونا بن بھاگ گیا تو اب اوسکی مدد اور فاقہ کے لیے جانا پڑا اوسکی مدد اور سامان
 لیے حیدر بہانہ ڈھونڈنے لگا اور بار بار زمی کی خوبیاں بتلاتا تھا تاکہ اوسکے ساتھ جلاک ابوطالب پرورش
 کرے کہ ابوطالب کی اطاعت و طاعت سے اسکو لوگوں کی نسبت دل راضے میں غلام ہو گیا ہے ابوالقاسم بھی
 اوسکے دم میں آ کر زمی پر چلا تو راستے میں بہت سخت ٹھکراؤ سکولا کہ اوسکی سبب بہت بندہ متاع مال
 سخت اور دشوار دیکھ کر ابوالقاسم اولٹا پھرا اور اس سفر بہت پشیمان ہوا اور شمس العالی نے جو سنا
 کہ یہ دونوں مدد سے اس طرح اوسلئے پھرے تو اوسنے مقابلے کر دی لشکر بھیجا کہ اوسکے حدود و ملک سے اوسکو
 نکال دیا جب ان دونوں نے دیکھا کہ سب طرف سے دھکے ملتے ہیں اور کہیں ٹھکانا نہیں لاجار یہ مشورہ
 کیا کہ سلطان بن الدولہ امین الملک کی امان میں حاضر ہو وین اور چلے آئے لیکن پھر ابوالقاسم ستم
 نکلا کہ سلطان نے اوسکو پکڑ کر قید کیا اور اوسی قید میں وہ مر گیا اسکا ذکر ابوبکر چار اور نصر لکاب
 مدت تک اوسکی خدمت میں رہا یہاں تک کہ سلطان نے باریا اور جو ہند و پر گئے اوسکی مدد حاش مقرر کر دی یہ چونکہ
 گیا لیکن اوسکی جہت سے اپنے قناعت نہ کی ہمیشہ اپنی تدبیر میں ٹہرتا تھا بابت تک کہ فریب میں آ کر زمر گیا اور

و ہائے استونا و مہجہ جاگد کہ اسکے لیے برا قید خانہ ہوا اور جو قلعے کہ در میان جرجان اور استراہاؤ کے واقع تھے
 شہر العالی سے انہیں اپنی فوج بھیج دی کہ انھوں نے اون قلعوں کو فتح کر لیا تب تک اس کے قلعہ میں
 اور بطران اور جدود کے بالکل صاف ہو گیا اور سب مال و دولت کہ عربوں میں لوگوں نے جمع کیے تھے سب
 شہر العالی کے قبضے میں آئے اب سپہ سالار کے دلائین یہ آیا کہ سلطان اور لشکر ہمارے پاس تو خوب
 جمع ہمس العالی سے ناخوانی تھا کیا کر کے جیل شہر یا کر کو اپنے قبضے میں لائے اور بلا استقلال خود حکومت
 کیجئے شہر العالی نے اس کے مقابلے میں ابعلی رحم بن زبان البوطا کے ماموں کو مع سردار انہیلم کے
 اور بے ستون بن تحاسب کو پہلے جو گجان دوستی قابوس اپنے آقا کے گرفتار ہو چکا تھا بھیجا اور نگ
 شروع ہوئی سو سپہ سالار کو شکست ہوئی اور قید ہوا اور رسم نے فرمان شہر العالی کی رنج میں منادی کرادی اور
 اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اس کو اس فتح کی خبر دی اور بے ستون ابن تحاسب نے آقا ولی نعمت کی خدمت
 میں حاضر ہوا اس کے احسان اور اکرام سے بہت خوش ہوا اور بکلی موت آئی اور گریا اور تمام ملک محل جرجان
 اور بطران کے متعلق ہو گیا شہر العالی نے اپنے فرزند منوچھر کو دیا اور اب اس کو چھوڑ کر ویاں پر
 شاہلوس اور جدود و قنداریہ ہاتھ لگے اور اسکے عدل و جان کی شہرت ہوئی اور اسکے ہر مع امان کا ذکر
 ہونے لگا اور شہر العالی نے سلطان بن الدولہ کو خطوط بدین غرض بھیجے شروع کیے کہ بوقت نزول
 مصائب مددگار رہے اور اسکے ساتھ بہت تحفہ و رمیہ چیزیں بھیجیں کہ دوستی اور محبت خوب ہو گئی
 اور جرجان اور بطران دریا کے کنارے تک مع دیار و دیلم کے اسکے ملک میں داخل ہو گئی کہ انہیں
 بے تکلف احکام جاری تھے اور شہری اور دیہاتی سب خوش تھے اس شہر العالی کو سلامت رکھے
 کہ بہت بلند بہت اور صاحب کرم ہو کہ ایسا اگلے سلاطین میں نہیں سنا گیا جو اور صاحب عقل اور علم
 اور صاحب حکمت اور صاحب ہمتیا ط اور کچھ لغو اور کار بیودہ پر متوجہ نہیں ہو کہ وہ یہ جانتا تھا کہ اگر کسی
 اور لوگوں کو کھیل و لون آہیں میں ضد میں اور خدا و لون باقی نہیں ہ سکتے ہیں یا یہی ہے یا وہ جا
 رہے اور اس ہی کی تائید میں البوصحہ بستی نے یہ شعر کہہ کر پیش فرمایا

تو بر باد ہو مملکت جلد تر

جو مشغول ہو بادشہ نہو میں

اور اس سے زیادہ کوئی اضافہ اور عدل والا نہیں ہوا اور اب وہ آداب اور حکمت میں
 کامل اور طریقہ سیف اور قلم میں جامع اور اس کی تصنیفات بہت ہیں کہ وہ ان بلا میں ملبری بہین

سلطان میلند والیدین المملوک کی الیک خان دوستی اور شہرہ مندی آئی اور یہ مخالفت ہوئی

ایک خان جب آل لمان پر فخر کر کے خراسان کا ملک فتح کیا اور یہ وقت اس کو غنیمت ہوا کہ اس نے سب خاندانوں
سے خاندان کو جو خراسان میں کچھ بھی نامور تھے شادیاں کر لیں کیا کاخ بھی بھر بھی لگوا دیا کچھ بھی صاحب غنیمت تھا تو
خوالا اس کو غلام کیا اور اکھاڑا اور باجوہ سلطان حسین الدہا میں لایا کہ کو خط بھیجا اور لکھا کہ فیض ہوا ال اور یہ خالص ملک
و ملک اور یہ عزت ظاہر می اور لسان الطہی کا اکثر نے ایک دو باجوہ ملک ہوا اور ابی برکد اور فیضت قبائل
و حصول علا و جمال بھی و حسین نے فکر کیا اور باقی میں سے قاصد نے جانے لگے کہ وہاں میں و دلا قات ہوئی جو کہ
مراتب حال کو سرسبز کرے اور دوستی اور ملاقات نہایت رہے اور یہ سب ایک ہو جاوے اور صلعت باہمی ہو
دو گلزار میں اور جو کہ سلطان ہر مقام بناو رہے خراسانی برائے سیم کی تلاش میں تھا اور وقت ابو طیب سلم بن
محمد بن سلیمان صلو کی امام علی حدیث کو ایک خان کے پاس مع بغیر فخر کے بھیجا اور ابی لڑکی بھی اس سے
منسوب کر کے حجاب جزیہ دیکر ان کے ساتھ روانہ کی مگر یہ قاصد کہ دریا ہی کے ملک ایران کو ایک وزیر لیکر
جلد تیرہاں اپنیجا تو بہت خوشی اور نہایت تعظیم ہوئی کہ سلطان کا لپٹی اور خدو صدا ایسا لپٹی کہ خود بھی امام اہل
فضل تھا سو جیتا کہ کہہ شادی اور نکاح سے فارغ ہووا و ماں بہا اب وہاں سے نہایت خمد بخندہ گھوڑے
وغیرہ اسباب اور عمدہ عمدہ لوٹھی اور غلام لیکر وادہ ہوا البس و دوستی اور محبت ان دونوں میں خوب ہو گئی
گویا ایک ملک میں دونوں شریک ہیں یہاں تک کہ شیطان نے ان میں فساد ڈال دیا اور نہایت جنگناک
و جدال فوجی کہ اپنے اپنے مواقع پر جو کہ مرگوا اب ہم اس قاصد بزرگ کا حال دیکھتے ہیں بجز خراسان کی
رعایا و ارکان سلطنت کا حال لکھیں کہ تو سب کلام امام مذکور کے ہو جو کوئی کہ وقت سے پہلے سلطان
سے ضرورت سے تھکے گا اور یہ گویا سب کلام منصور وقتہ کے ہو عقل موجب خوش عیشی ہو اور غمخوار رعایا
سلطان کے فریاد ہو زمین البوصہ و حمل علی جو سلطان سہر بہت احسان کرتا تھا کیونکہ فیض الہیہ اس صاحب
علم و ادب تھا کہ گویا اس کی سلطنت کا جمال تھا ابو لیمان قلیتی شاعر نے اس کے لیے شعر کہے ہیں

اور ابو الفضل عبداللہ رادب اور ابو ابرہہ سیم عیال و طوس میں ابو جعفر محمد اور ابی القاسم بن حمزہ بلخ
میں ابی جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب اور ابی عبداللہ الحکاکی غواص شہسوار
تو کرواقت سلطان حسین الدولہ امین الملتہ کا اور اسکا رانا ایک خان سے
تو کر جنگ سلطان کاہندوستان میں بمبتام بھائی نیریا بھٹنڈا

جب سلطان حسین الدولہ ہستان کا بندوبست خوب کر کے بھائی نیریا پر توجہ ہوا اور اپنا لشکر دریائے
جوہستان کے اوپر دھڑا کر بھائی نیریا پر پونچھا اور وہاں کی دیوار میں نہایت بلند تھیں اور اس کے گرد ایک خندق
نہایت گہری اور بہت چوڑی تھی اور وہاں بہاب اور فوجیں اور کافرانہ آہنی اور پانچی بہت تھے اور وہاں
کا راجہ ان دنوں میں بگے رائے تھا سو راجہ بگے رائے اپنے سب سامان اور قوت و لیرمی اور فوج
اور ہاتھیوں پر بھر کر کے میدان میں آہو جو وہاں جنگ شروع کی اور سلطان نے خوب تلوار اور
نیرے کے ساتھ جنگ کی مین اسٹن جنگ برابر ہی اور جو بگے رائے کی بھائی بھٹی بہت ہی حال تھا جب
دو پہر ہوئی تو سلطان نے کچا کر کے کھڑا اور سب فوج نے اس کے گرد کھڑے ہو گئے اور سلطان نے بھی بہت
تلوار اور ہتھے اور پائین ہلائی شروع کی تو چند ہاتھی کے جنگجو راجہ بے رائے نے اپنا قلعہ جانا تھا جس میں لیے
آوارہ گرد اور بھی اور خوب ہی کشت خون ہوا سو سب فوج راجہ کے بھاگ کر شہر میں گھس گئے کہ اندر پہاڑ
لینگ اور سلطان کی فوج نے احتیاطاً اور کچا بھائی کیا اور سلطان قلعہ پر قابض ہو گیا اور لشکر سلطان
سب متفق ہو گیا خندق بھر دی دیوار میں توڑ ڈالیں اور راجہ بگے رائے کو کشتا دہ کر دیا اور دروازے کھول دیے
اور راجہ بگے رائے فوج دیکھا کہ جنگ نہایت گرم ہو اور تباہی اور ہلاکت بہت ہوتی جاتی ہو تو چند سادہ
لوگوں کو لیکر کچھ لہجی گل میں کچھ کسی بہاڑ کی کھوہ یا جوتی پر جا چھا کہ کچھ امان ہوا اور سپر طرح جان بچے سلطان
نے اپنی فوج اور اسکی تلاش میں بھی انھوں نے جا کر راجہ کو کھیر لیا اور تلوار چلنے لگی اور راجہ نے جو یہ آنت پر
تاہی بھی تو خیر اپنے سینے میں ایسا مارا کہ سینے کا سب پردہ بھٹ گیا اور بچاڑے نے اپنی جان دی
پھر لشکر بھرا اور جو کچھ فوج راجہ کی تھی اسے خوب قتل کیا اور بہت دولت ہاتھ لگی کیسویں ہاتھی تو
صرف سلطان کے حصے میں آئے اب بھائی نیریا پر اعتماد ہو بھر کر کے خود غزہ کو روانہ ہوا اور اتفاقاً اس
سفر میں ہندو بارش ہوئی اور دریا ایسے چڑھے اہر بارشوں سے لیسے لیسے بہے اور اکثر جنگ و جدال کا

بھی اہمین اتفاق ہوتا رہا تو بہت سا اسباب رہ گیا اور بہت فوج کے لوگ ہمیں ڈوب گئے اور تفرق ہو گئے ہر سلطان محفوظ چلا گیا ابوالفتح سستی نے اس فتح میں غیر کہیں شاعر اول شعر

اکبر و سلطان کو مرہین نام | ساتھ اس کے ہر دوستی اور عقل

بیان جنگ ملتان

سلطان کو خبر ہوئی کہ والی ملتان ابوالفتح بہت بدکار اور شریر ہے سلطان نے اتنا دیکھا کہ اس پر فوج کشی کرے اور اس کو بدکاری اور شرارت سے روکے اور اس پر تلوت کو چاہے مارے اور کچھ بھی کیا کہ سب اطراف وکناس کے لوگ جمع ہو گئے اور کوسم بیچ میں، وانہ ہوا کہ ندون میں خوب بارش ہوئی اور دریا خوب چڑھے ہوئے تھے کہ کایک اور ترناہت، دشوار تھا سلطان نے اجاں بند سے بہتہ مانگا کہ آج کے ملک سے ہو کر ہم ملتان جاؤ گئے راجا نندبال نے انکار کیا اس پر ان ندون میں لڑائی ہوئی اور قتال اور آتش فی خوب ہوئی لاچار راجہ بھاگا اور کبھی کسی تک تار یک مکان میں اور کبھی کہیں چھپتا تھا یا تاک بھاگتے بھاگتے کبھی نہ لہجہ اب یہ حال اجاں نندبال کا ابوالفتح والی ملتان نے سنا اور جانا کہ راجہ ہندوستان کا جب تک نسبت میں نہایت مختصر اور کتر ہوں جب یہ سال ہوا تو میان کیا گیا وہ محبت اپنا سامان اور سپہ باب ہانسیون پرلا کر سراندرپ کو ملیدیا اور خالی ملتان سلطان کے لیے چھوڑ دیا کہ جو جاہے سو کرے سو سلطان ملتان چڑھ گیا اور دہلی کی مایا نے اس کا مقابلہ کیا اور خوب جنگ کی اور سلطان کی فوج نے اس کا محاصرہ کیا یا تاک کہ اللہ نے فتح دہلی اور دکر در درمیان خراج مقرر کیا کہ اوکلی جان اور اونکا ملک بچا ابو تمام شاعر نے یہ شعر کہے ہیں شعر اول شعر

مبارک ہو میں تجھ کو یہ ندون جنگ | شہرے گھوڑے زور اور جنگ میں

ایک خان کے لشکر کا آنا خراسان پر اور سلطان سے لڑنا اب تک سلطان اور ایک خان میں دوستی تھی اتفاقا فساد برپا ہوا جب سلطان ملتان پر متوجہ ہوا تو ایک خان نے فرصت پائی اور شاہی تگین اپنے سپہ سالار اور رشتہ دار کو بہت لشکر دیکر خراسان پر گھون پریمیا اور کچھ میں جعفر تگین کو مع اس کے چندا و باش ہر اس کو کہ کوتاہ کیا اور سلطان کی طرف سے ارسال جاذب والی ہرات و طوس سپہر مامور تھا کہ غزنہ تک کا انتظام و خبر گیری رکھے کہ کوئی فساد ہونے نہ پاوے یہ بہت جلد غزنہ آیا کہ درباب جنگ و صلح عیاں ہے شاہی تگین نے

ہر تہ تیغ کیا اور وطن بٹانیا اور حسین ابن نصر کو نیشاپور میں دلیان مقرر کیا اسے بگنوں کا خوب نظام کیا
 اور زر حاصل خوب حاصل کیا اور چونکہ سلطان بن الملوکہ کی خبر سلطان سے کچھ نہ پہنچتی تھی اور لڑکچہ افواہ غلط
 ہوتی تھی تو موافق اوکی خواہش کے تھی تو اسے سرداران خراسان کو اپنی طرف متوجہ کیا اور وزیر ابو العباس
 فضل ابن احمد کو حکم دیا کہ غزوہ وجود و جہلم پر سہا سکنے راستے کا بن و بست کرے اور اسکے گھاتوں اور
 ناکوں پر بہت دلاور لوگ متعین کئے اور یہ خبر بادشاہ کو گئی تو اس نے شروع کیا اور اسکا پورا کرنا وہاں ٹھہرا
 دشوار ہو گیا اور صلہ غزوہ میں لوچھا اور جہلم پر کان فلت کو ہندو مال دیا کہ وہ نکولالال کر دیا اور ترک غلطی کو لیکر
 جنگ پر چڑھا اور بلخ کو چلا کہ وہاں سے جعفر تلکین خوارزم کو بھاگ گیا اور سلطان نے بلخ میں قمر پڑا اور
 ارسلان جاذب کو حکم دیا کہ دس ہزار فوج لیکر شاشی تلکین پر چڑھ جاوے سو وہ جہلم کا جنگل کو اوتر جاوے گا
 لیکن اوہم فوج سلطان نے رستہ روکا تو اولشا پھر سب راہ اور روکو چلا کہ اسطریک دریا پار ہو کر جنگل کو نکلا جاوے گا
 کرا و دھکنوے اور چشمہ اور غارتھے اور آندھی تیز چلتی تھی کلاش کے مارے بہت تیز چلے گا خیرس اور پھر
 وہاں محسن ابرہام بن شمس کی قوم غری تھا اس نے اسکو اس میدان میں گھیر لیا کہ کین بھاگ سکے لیکن
 شاشی تلکین نے اس محسن کے دو کڑے کر دیے اور اسکے ہمراہیوں سے بھی لڑا اور بھاگ نکلا کہ ارسلان جاذب
 پیچھے آتا ہوا راہی ورد گیا اور ہانے پھر لیا گیا کہ ان نوں میں ایک منزل جو جب ارسلان بیان اسکو
 تو یہ ابی ورد بھاگ جاوے اور جب وہ ابی ورد اسکوے نو یہ لسا بھاگ جاوے اور شاشی تلکین بہت
 مال ہارت سے ہاتھ لکھا تھا اوکی محبت اسکو کمین جانے نہ دیتی تھی تو نہیں دہانے بائیں پھر تھاتا تو
 ارسلان جاذب اس کے قریب ہوا تو یہ سیدنا بھاگ گیا اور دیکھا کہ پیچھے دوڑاتی جڑو جہان کو بھاگ لیا اور وہاں
 بہاڑوں اور جنگل میں چھپتا رہا تو اسکا مال قوم گریل نے چھین لیا اور تو نگر ہو گئے جسکے ہمراہیوں نے
 ابشس المعالی سے امان مانگی کہ اونکے ہاش سوار سی پڑھو نہ کھانے کو ہا اور وہ خود دہستان کو
 گیا اور وہاں سے لسا کو پھر پھر اور اپنا بچا کچا مال سمیٹ کر خوارزم شاہ ابی محسن علی ابن ہاموں کے
 پاس بھیجا کہ یہاں ات ایک خان کی رکھے اور یہ بھی فرما کہ خوارزم شاہ خود ہمیں دستہ ازری نکرے
 اس لیے جو لوگ اسکے ساتھ عاجزا و تھکے ہوئے تھے اسکے ساتھ کر دیے اور خود مرو لو گیا اور
 سلطان طوس میں یہ منظر تھا کہ ارسلان جاذب آوے تو اسکو کچھ مدد دیکر شاشی تلکین کے پیچھے
 پیچھے اور ارسلان جاذب کو خبر ہوئی کہ شاشی تلکین یہاں میں ہیں تو رات کے وقت مرو کے لئے پہر

اور سکون کرنے چلا اور سفر کی تکلیف جمع ہوئی تو ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم طائی کو مع مزاران عرب اور اوزبکوں
 کے اوسکے مقابلے پچھریان لوگوں کو جمع اور سکون لیا اور جنگ ہوئی اور اوسکا بھائی مع قریب سات سو آدمیوں
 کے گرفتار آیا اور سلطان نے اوسکے پانوں میں زنجیر اور گردن میں طوق ڈلو کر غزنہ کو بھیجا اور شہنشاہ تگمین
 اپنے چند آدمیوں کی اور اپنے جان بجا کر جاکا اور جیون سے اور ترکرائیک خان کے پاس گیا اور اسے نشانہ
 ابلاک خان نے اپنے بھائی جعفر تگمین کو جہیز فروج دیکر بلخ پر دوبارہ بھیجا مگر سلطان نے اس لیے پہلے
 شہنشاہ تگمین کا بندہ رست کر لے اوسے توجہ ملی تاکہ شہنشاہ تگمین سے فراغت ہوئی فوراً اوس پر گھر سے
 دوڑائے اور اوسکی گھات میں لگا کر ہاتھ جو یہ معلوم ہوا تو ہاتھ نکلا اور سپہ سالار ابو بکر نصر نے اوسکا
 ہتھیار کا لکڑی مارے مارے سمجھوئے پارا و تار دیات خراسان ان فساد کو سن کر صاف ہو گیا پر ابلاک خان کہ بہر
 غیرت آئی کہ اوسکے لشکر کو مقتدر بنا ہی اور نہر میت ہوئی تو اوسنے قدر خان اپنے فراست وار سے مدد مانگی تو
 سب قبائل تک اپنے اپنے مکان سے جنگلے اور اولاد خاقان کی بھی آئی اور ہر گھر سے ایک ایک آدمی
 لیا گیا پچاس ہزار یا زیادہ آدمی لیا گیا ابلاک خان چلا اور جیون سے اور تار و قدر خان پادشاہ ختن بھی اوسکے ساتھ
 تھانستان کو جہیز فروجی تو اوسنے آنے سے پہلے طرستان سے نکل کر بلخ میں جا دم لیا اور اپنا لشکر
 ترک اور مندی اور طغی اور افغانی اور غزنوی لیکر شہر سے ہٹا کر سب جہان کے بلخ جا کر ڈیرے لگائے
 اور ابلاک خان بھی سامنے آیا اور دن بھر کھجور کھچھ لٹائی ہوئی تھی کہ اتنے میں اسے ہو گئی اور لڑائی ختم
 گئی تب بھی سکھو سلطان نے اپنا لشکر ترتیب کیا قلب میں اپنے بھائی نصر کو اور ابو نصر احمد بن محمد فروغی
 والی جو جہان کے اور ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم طائی کو مع فروج کر دی اور عرب اور ہند کے مقرر کیا اور دہشت
 صاحب کبیر ابو سعید تو نناش کو مع اوسکی فروج کے کھڑا کیا اور بائیں طرف ارسالان جاذب کو مع اوسکی
 فوج کے متعین کیا اور پاسو ہاتھیوں کی صف علاحدہ لگائی اور ابلاک خان اپنے سب غلاموں اور خدو
 کے ساتھ قلب میں کھڑا ہوا اور دہشتی طرف قدر خان اور جعفر تگمین بائیں طرف ابلاک لڑائی ہو گئی اور یہی
 ٹری لڑائی ہوئی کہ عالم سیاہ و تاریک ہو گیا اوسوقت سلطان نے اور ترکرائیک خیلے پر ناز پڑی
 اور دعوامانگی اور بھر باغی پر سواری ہو کر اپنے سب خواص اور ہاتھیوں کو لیکر ابلاک خان کے قلب لشکر پر
 حملہ کیا اب اچھی نے اوسکے علمدار کو اپنی سوئد میں لپیٹ کر رو پرا وٹھا لیا اور ہوا میں پھینک دیا اور
 پھر حملہ کرنا تھا اور کیسکو سوئد سے مارتا تھا اور کیسکو انت سے اور کسی کو بانوں تلے ملتا تھا

اور او دھراؤ سکے، مکان اور اولیاء سے دولت نے وہ شہر زنی کی کڑاؤ نکوا دکھاڑ دیا اور بے تحاشہ بھاگے
اور اونکے پیچھے فوج سلطان کی دوڑی کبیرا سان سے اکرا اور اہل ہنس کی طرف کمال دیا اور یہ وقتہ
سے تہہ جہی میں ہوا اور اچس سلاسی شاعری سے پیشہ فنیہ میں کہہ پیشہ سلاسل شاعر

تری سیف جاری ہو کر مثل عدل	تو ہند جباب دشمن ہون خوش
----------------------------	--------------------------

اور ابو الہیہم محسن ابن عبد اللہ استوفی نے پیشہ رکے پیشہ سلاسل شاعر

ہوا غالب وہی جو امر حق ہو	بلند خستہ بلندی مستحق ہو
---------------------------	--------------------------

سلطان جب اس جنگ سے بخوشی خاطر فارغ ہوا اور وہ کیا کہ ہندوستان پہنچ کر کہے کہ فوسہ شاہ جو
کسی ہندی راجہ کی اولاد تھا اور او کو سلطان نے اپنی طرف سے بپاؤ شاہ کیا تھا چکر گیا اس لیے سلطان کو بوجہ
حملہ کیا ضرور ہوا اور او سپہ فوج کشی کی اور او کو او سکے مکان سے نکالا اور او کا سب مال اور دولت ہاتھ
لگا اور یہ ملک سلطان کے پاس بھڑ گیا اور نہایت خوشی اور محبت دی سے غزنیہ کو واپس گیا

ذکر فتح قلعہ جیم نگر یا نگر کوٹ

دونوں فتح مذکورہ کر کے سلطان غزنیہ گیا کہ کچھ آدم کر کے اور ان انعامات لکھی کا شکر بجالا دے اور کوئی
تذکرہ کسی جنگ کی بھی در پیش نہ تھی جب اس سال کا ماہ ربیع الاول ختم ہوا تو سلطان نے افتخار کیا اور جلاکو
جب دیند بھٹنا یا بھٹنیر کے پاس دریا کے کنارے پونجا تو راجہ برہم پالی خزندار بھٹنا پالی فوج جوار
وکرار و مردان دلاور و کانڈر لیکر سلطان کے مقابلے کو آیا اور لڑائی ہوئی کئی اور حملے پر حملے ہوئے ایسا
کشت خون ہوا کہ زمین سرخ ہو گئی اور ایسا کچھ سامان ہوا کہ راجہ فتح پاوے لیکن سلطان نے جو اپنے چوہ
غلام ملک محمد کیا تو انکو ہٹا دیا اور جگہ اون سے چھوٹ گئی اور تیس ہاتھی نہایت عمدہ ہاتھ لگے اور سپہ فوج
سلطان نے بنگلوں گھاٹیوں میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر مارا نہ فرغ کیا اور خود سلطان راجہ کے پیچھے چلا کہ
جالتے جاتے قلعہ جیم نگر یا بھٹنا کی جو ٹی پر یہ قلعہ جوار راجہ ہندوستان کے اور سب درویش
عابدین اور سب تو نگر لوگ یہاں آتے تھے اور ایک بت جو اس قلعہ میں تھا اور سب جوار اور مال اور دو
چرخے تھے سلطان نے اسکے گرد اپنی فوج متعین کر دی اور آدہ قتال ہوا دیکھ لگوں نے
جو دیکھا کہ گھر گھر سے اور طرف سے آگ تیر و تلوار کی برستے لگی اور دہشت غالب ہوئی تو دروازہ کھول دیا
اور سلطان کی حکومت اور سلطنت کی منادی کر دی اور سلطان کے آگے بطلب پناہ و امان نہایت

عاجزی سے حاضر ہوئے سب نے محنت اور بے شکستہ قلعہ مع تمام دولت اور مال کے سلطان کو
ہاتھ اگیا اور قلعہ میں مع ابو نصر والی جو زبان اور اپنے فوہ کے سلطان گیا اور حاجب کلان تو نشان
کو خزانہ ہے چاندی اور سونے اور سب مال قیمتی پر ہی فطرت کر گیا اور جو اس کے خزانے پر خود بندوبست
رکھا اب جس قدر کہ وہ لاؤ کر لیا اور جو اس کی سپاہ نے لیا تو چاندی سات کروڑ درہم شاہی تھی اور سونے لاکھ
چار سو تھیں تھا اور تھان تیسری اور سوسو ایسے تھے کہ برائے لوگوں نے جو دیکھا تو کہا کہ جیسے ایسا باریک
و عمدہ کپڑا کبھی نہیں دیکھا اور ایک کو ٹھہری چاندی کی بنی ہوئی تھی کہ طول اس کا تیس گرا اور عرض پندرہ
گرا تھا اور اس کے تختے وغیرہ سب کھدار تھے جب جاہن جدا کر لیں جب جاہن جوڑ کر کھڑا کر لیں اور
اس کے اوپر ایک سائبان بیامی و مکی کا لیس گز طول میں گز عرض چار سو تونوں پر بنا ہوا تھا کہ دو ستون
سوں کے تھے اور دو چاندی کے پس سلطان نے اس قلعہ پر اپنا بعد متعین کیا اور غور و غرہ کو چاہا
اور اپنے گھر میں پیسہ جو اہر وغیرہ پھیلوا دیے اور اطراف و اکناف کے قاصد بے دریافت کرنے
آئے کہ اس قدر جو سلطان کو ہاتھ لگا ہو کسی کو پہلے یہ فتح و فتوحات میں نہ ہوئی اور طغان خان براہداری کا
پادشاہ کرستان نے بھی قلعہ بھیجے کہ جاؤ دیکھیں ہو کیا جو کبھی نہ دیکھا تھا اور جو کبھی گمان میں نہ تھا

ذکر آل منغون کا

ولایت جو زبان ابام سلطنت سامانیہ میں آل فرغون کی تھی کہ یہ لوگ اپنے بزرگوں سے وارث
ہوتے چلے آتے تھے سب بزرگ اور عالی ہمت اور نیک جو اور شریف ہوتے تھے اکثر لوگ حاضر ہوتے
تھے اپنی آرزو کے موافق خوش ہو کر جاتے تھے اور اہل علم اور منشی اور شاعر کی قدر اور عزت کرتے
تھے بہت غریب ان کے ہاں مذہبیت اور بے انکی دولت سے کوئی نہ بہت مظلوم ان کے انصاف سے
فہم مند اور بہت عاجز ان کی نعمت اور مہربانی سے بہرہ یاب تھے ابتداً اس حکومت پر ابو امارت امیران
محمد جلوه افروز ہو کہ نہایت صاحب کرم اور بہت صاحب ہمت تھا سلطان مسکین گلیں کی سکی بھی
اپنے فرزند سلطان حسین ولد لودامین الملک کا نکاح کیا اور اسکے فرزند سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا یہ
مضطرب و ثابت اور تہ بند تھی جب یہ مر گیا تو سلطان مسکین گلیں نے بدستور یہ حکومت اس کے بیٹے
ابو نصر کو سنہ ۷۰۰ ہجری میں دی اور شاعر و فن اسکے لیے بہت تحفہ تعریف میں کئے اور انعام پائے
بعد اومیں جب امیر المؤمنین طایع باللہ عباسی سلطنت سے معزول ہو

قادریہ اللہ اوسکی جبکہ قائم ہوا اور اس کے عہد میں سلطان پیر الدین
 امین المملک اور بہار الدولہ ضیاء المملکت نے آپس میں دوستی کی
 بہار الدولہ ضیاء المملکت طابع باللہ سے اس لیے ناراض تھا کہ اس نے مرضی اوس نے کچھ کام کیے تھے
 اور اس کے دربار ہوا کہ جو شخص نایت دیندار اور محافظ دین و ملک ہوا اس کو باسلطنت پر ممتاز کیا جاوے
 کہ دین کی حمایت اور مملکت کی حفاظت اور رعایا میں سہلین کی غایت خوب کر سکے اور اس تہذیب میں مصروف
 تھا کہ اس کو اس قدر قدرت ملی کہ اس نے طابع باللہ کو سلطنت سے معزول کیا اور اس پر اور اس کے سب
 مال و دولت پر اٹھتے تہذیبی مین غالب ہو گیا اور طابع سے آدمی بھیج کر قادریہ باللہ ابو العباس
 احمولین بحاق مقتدر باللہ کو بلوایا کہ اس کو سلطنت دیوے کا فساد رفع ہووے اور امت پر شفقت اور
 عوام کے اپنے صلحت کرتا رہے قادریہ باللہ باہ رمضان بغداد میں آیا اور خلعت نے اوس سے بیعت کی
 اور سب اس کی امامت پر فہمی اور اس کی اطاعت خوش ہو کر اور قادریہ باللہ اب کا خلافت پر منتقل آدہ اور
 مصروف ہوا سو نہایت برو با عقلمند اور پزیرگار نیک صفت تہذیب فرم و شن را کا اہری اور طبعی
 اور سنج کام و جلالت اور سیاست اور جرأت مین ایسا کوئی اور نہیں ہوا اور اس نے طابع باللہ کو اپنا
 مصاحب اور نزدیک مقرر کیا کہ امامت اور خلافت جو اس کو ہوئی ہو دور ہو کر اور بعد مدت ان دونوں میں
 مفارقت واقع ہوئی اور ابو الحسن محمد بن حسین ابن موسیٰ علوی موسوی نے یہ قصیدہ کہا جو کہ حسین بن علی
 جناب کی شکایت ہے شعر اول شعر

سلطان امین المملکت

اگر یہ پہاڑ آب گر کیا عجب کہ اس کی بلندی بہت دن ہے

اور بہت متاع و تنج قادریہ باللہ کی تعریف میں شعر ہے مین جب اہل خراسان میں رخ طبع بنام قادریہ باللہ
 بموجب حکم سلطان حسین الدولہ امین المملکت کے جاری ہو گیا تو اس نے ابو الفضل اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد
 بنایا اور غالب باللہ اس کا لقب رکھا اور اپنے نام کے ساتھ اس کا بھی نام خطبے اور سکے میں جاری کیا
 اور یہ حکم سلطان حسین الدولہ کے پاس بھیجا تو اس نے سکے موافق عمل درآمد کیا کہ دونوں کا نام خطبے
 سکے میں برابر جاری رہا اب ذکر بہار الدولہ ضیاء المملکت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عضد الدولہ تاج المملکت
 ابو شجاع کو فنا خیر کا ملک دیا اور کتا صبا بی معروف نامی مین اس کے سب مناقبات کا ذکر ہو کر اسی نے
 بختیار کو کچل ڈالا اور اس کو قتل کیا اور اس کے مدد کا ابی تغلب پر یہ چلیا کہ ابن جراح نامی کو جو حدود شام میں

بنو کعبہ کے باہر بیٹھا تھا بہت تنگدہا رہ رہیہ کعبہ کی تعلق کے قتل پر یاد دہایا اوس نے اوسکو بکڑا اور اوسکا
 سر کاٹ کر عضدالدولہ کے پاس بھیج دیا تو ان واقعات کا پھر ذکر کرنا حاصل ہو اور جبکہ یوں یاد دلدا و سکا جانی
 صدام الدولہ تاش اور فائق سے لڑائی میں مشغول تھا تو ان دونوں میں رمضان سنہ ۴۸۵ ہجری
 میں عضدالدولہ گیا اسکے سبب ارکان دولہ کے متفق ہو کر اوسکے بیٹے صمصام الدولہ شہزادہ الملک
 کو اور سکا جانفشین کیا اور اوس سے بیعت بننا باعث اطاعت کی اور خلیفہ طالع باشند دربار و جلد میں نشینی
 میں بیٹھ گیا اسکے باپ کی اغریہ کر کے اور اسکے نیابت کی تہذیب کر کے اور اسنے اب فرمانروائی
 اور عکرائی بلاست قبال کرنی شروع کی اور اسکا بھائی ابوالغوارس شیرزیک اس وقت میان نہ تھا
 کران میں داخلہ گیا ہوا تھا و سکو جب اپنے باپ کے مرتیکے خبر گئی تو فوراً چلا اور فارس پر قبضہ کیا اور
 نصیرن ہارون نصرانی اپنے باپ کے وزیر کو بکڑا اور اوس سے سب مال اور دولت اور آمدنی پر گزرا
 اور علاقوں کی وصول کی اور وہاں سے ابھار کیا اور ابی حمین احمد اپنے بھائی پر قبضہ کیا اور مصر
 بھی اوس سے جب سنہ ۴۸۵ ہجری میں ابی ابوسفد اد پر متوجہ ہوا کہ اپنے باپ پر
 بھائی کا منصب اور سب اوسکا علاقہ قبوے صمصام الدولہ اسکے بھائی نے جو کچھ مال اور کاپٹ
 تناسب سبب سکی بند کی اور ثباتی کے اسکے حوالے کو کیا فساد سے باز رہے پر یہ بخانکد و جہری کی
 میان میں نہیں رہ سکتی ہیں پس ابوالغوارس نے پہلے قوا و سکی خوب قدر اور منزلت کی پھر اوسکو
 سلطنت سے معزول کر کے اوسکی انگلیں پھوڑیں اور ملک عمان میں قلعہ کیوستان میں قید کیا اور
 خود مستقل بادشاہ ہوا اب طالع باشند نے اوسکو شرف الدولہ بن الملک لقبے یا اور اس کو چند برس
 گزر سکے مجاہدی الاخر سنہ ۴۸۵ ہجری میں مر گیا اور اوسکے قائم مقام بہار الدولہ
 ضیاء الملک ابو نصر بن عضد الدولہ ہوا اور سب امور ملک کا انتظام اور انصرام بہت خوبی سے کیا
 کہ نہایت تجربہ کار اور وقت انجام کار تھا اور فارس کے ترک سب ملنے اور صمصام الدولہ کو قید سے
 نکال لائے اور اوسکا غلام سعادت نام و سکو بھی اپنے کندھے پر اوٹھا کر لیکیا سو وہاں پہنچے ہی
 فارس کا ملک ہو گیا اور سب اوسکے علاقے اور پر گئے اور جلد اوسکے حوالے میں پر قبضہ کیا پھر
 اوس سے سب پھرنے اور اوسکے بیٹے ابوعلی کو سلطان بنایا اور شمس الدولہ قمر الملک و سکو لقب دیا
 اور اوسکی مدد پر ہر وقت آمادہ تھے کہ صمصام الدولہ نے اپنے چڑھائی کی اور خوب ملکہ یہ شکست

مطابق سنہ ۴۸۵

مطابق سنہ ۴۸۵

مطابق سنہ ۴۸۵

بندا اور بھاگ گئے اور سب اللہ اور فیاض اللہ سے نصیب حاصل ہوئے اور ان کی بے ایمانی کی بنا پر ان کے نصیب اور بہت خستہ ہوئے
 کے تباہ ہو گئے اور دلاؤ و بختیار اطراف فارس میں قید تھے کرمی اور خردی لوگوں نے ان کو قید سے بچا
 اور ان کو ساتھ لے کر قید سے بچا لیا اور جو ہم اللہ دلاؤ و فتنوں اور فسادوں کے رفع کرنے میں مصروف تھے ان کے ساتھ
 اور بہار اللہ کو اس وقت پر بہت غصہ کیا اور کھات لگا سے بہا کہ آخر ان فسادوں کو خوب مارا اور کالیا اور اولا جا
 اولا و بختیار کو بھی نکلنا پڑا اور ان بختیاروں کا فرار ان دنوں میں سالار بن بختیار تھا کہ لقب اور اس کا نزلہ ولہ
 ہو جب یہاں سے نکالا گیا تو ابارہزنی اور دلاؤ و گروں کا کوٹنا شروع کیا کہ وجہ معاش ہووے اور بہار اللہ
 نے اوپر لشکر کشی کی اور بقاء و شہر اوس سے لڑائی ہوئی اور اوپر غالب ہووے اور اس کو گھیر کر قتل کیا
 اور اس کا سر بہار اللہ ولہ کے پاس لے گئے بہار اللہ ولہ کو جو اوس سے بہت تدار می تھی اس حال پر رحم
 آیا او سکے قتل ہوئے بہت رنج ہوا اور جو غلام اس کا سر کاٹ کر لے گیا تھا او کی کھال ہر سے بانٹن
 اور دھڑالی کہ اور دلاؤ و غیرت ہووے کہ کسی بادشاہ اور رئیس کے ساتھ بھیرہ حرکت نہ کریں اور بہار اللہ ولہ
 نے عمید کنویش ملقب صاحب کو اجلا و بھجیا کہ وہاں کے علاقوں کا بندوبست کرے اور بیت المال
 کی حمایت کرے اس کی الت اور جو بہت چھی تھی اور ملے کے حاجیوں کے ساتھ بہت سلوک کرتا تھا کہ
 سب خاص عالم اس کا شکر کرتے تھے یہاں تک کہ مر گیا بھیرہ کی جگہ وزیر اور وزیر کو مقرر کیا یہ نسبت عمید کنویش
 کے شخص بہت چھٹا تھا ہر وقت شفقت اور مصلحت عام کا پابند تھا اور اطراف فارس اور کرمان بہار اللہ
 کی اب خاص مملکت ہو گئی اور سب فتنے جاتے رہے اور امن مان ہو گیا اور زور کے فساد اور
 لڑائیوں سے اب رعیت کو آرام ہوا اور ابو علی بن الدیاس سامانیوں کی طرف سے بعد حکومت عضد الدلاؤ
 کرمان برفران و تھا کسی اسکے ساتھ جھگڑا اور فساد نہ کیا پرلا و سکو یہ گمان ہوا کہ اس کا بیٹا اسع تاؤ
 بفساد و جاس لیے اس کو کرمان کے کسی قلعے میں قید کر دیا اور ایک مدت دراز تک اس کی خبر نہ لی اور اس کو
 قید میں بہت تکلیف تھی تو اس کے باپ کی بی بیوں کو اس کے حال پر رحم آیا اور اس کی ہائی کی قہر
 کی اور اپنے دو بیٹے لہیت کر قید خانے میں لائیں اور اس کو چھڑا لائیں لشکر کو جب اس کے جوہر نہ کی
 خبر ہوئی تو اوپر متوجہ ہو کہ اس کے ساتھ مدد اور رفاقت کریں اس وقت کی خبر جو ابو علی کو آئی تو اس نے
 اپنا آدمی بھیجا کہ لشکر سے یہ حال دریافت کرے تو سب نے جواب دیا کہ ہم تمہارے ہونے سے تکلیف
 اور نا ارض ہیں اب کرمان سے جدا ہو جاؤ کہ تمہاری جلی تمہارے فرزند ملیں گے لئے مناسب علوم

ہوتی ہو کہ ہم سب اس کے فرمان پذیر اور اس سے موافق ہیں اور علی نے پیغمبر تو مدارات اور جمال کے طور پر نہ لے
 اور سید قدس لال کے لکھا کرنے پر متوجہ ہو کہ یہ لیکچر نگار لگیا اور اپنے بیٹے کے لیے ملاست خالی کر دی اور بیسویں
 مہدی اور ترش حجاب کو اس کی خدمت اور نگہبانی کے لئے مقرر کیا کیونکہ ابھی لڑکا نوجوان چھوڑ دانا ہو سکا
 اور پیغمبر جان مقرر ہونا ضرور چاہا اور علی جو بچہ لگیا تو اس کی بہت تعظیم و تکریم ہوئی اور وہاں بہت محبت
 رہا اور شوال ستہ جمادی میں مرگیا اور یہاں البیع نے کرمان پر نبیوں فرمان والی
 کی اور محاصل و آمدنی خوب لی اور سلیمان اس کا بھائی سیجان بڑا لی نقاب لباسوس مہدی نے البیع کو
 سلیمان پر لا بھارا اور بے درستی سامان اور بے انتظام باجگے اور سپہ تارادہ کیا البیع نے سلیمان کو
 بلا باکہ ایک لکھ ضروری ایسا دیو پیش ہو کہ جمین تمھاری شرکت ضرور ہو اس نے بہت سے ہانے کر کے
 غدر لکھا کہ میں نہیں آسکتا البیع اس سے بہت ناراض ہوا اور سو ہی جنگ کے اور کچھ جارہ نہ پایا اور پیغمبر
 اور لڑا اور اس کا پر گندہ اور مال جمین لیا اور وہ بخارا بھاگ گیا اب البیع کو جوانی کی تنگدستی میں یہ ہو چکا کہ
 غصہ اللہ و لای شجاع کے کسی نہ گئے اور علاقے پر حملہ آور ہو کر وہ چلا اور کرمان اور فارس کے درمیان
 پونچھا تو ہسکا ایک سپہ سالار کچھ جمعیت لیکر آیا اسے سب کو انعام اور خلعت دیا اتفاقاً وہیں کچھ لوگ رہے
 گئے اسکو سب کے طرے شہہ ہوا اور انکو انڈیا ہی سخت اور سزا دینے لگا اس لیے اسکے سب ہر انڈیا لہو
 کے پاس چلے گئے اور انان لی اس نے انکو بہت خاطر داری اور تسلی سے رکھا اور بڑا مہید پر مہید وار کیا جب
 البیع کے ہمارے ہونے دیکھا کہ یہاں غلام دستہ ہمارے وہاں رحم و کرم ہر سب ہم ہوئے اور اس سے
 برہم ہوئے اور ایک ہی بار لکھن آرمی سردار ان طیم غصہ اللہ والہ کے پاس چلے گئے اور وہ لفظ صاف
 تھا اور یہاں سے بہتہ بہتہ سب جانے لگے یہاں تک کہ آخر کار کوئی نہ رہا صرف چند غلام اور کچھ لوگ زانی
 اسکے پاس تھے اب لاچار و اشر کو اولٹا بھرا اور دہانے اپنے اہل عیال اور سب مال لیکر نیا کو جا لگیا
 یہ خبر جو غصہ اللہ کو لگئی تو وہ فوراً داسٹر چلے قابض ہوا اور جب قدس کہ وہاں مال اہل شہر اور اہل دلا والیاں
 کا محتاسب لیا اور کو تلمین ابن جستان کو اور سپہ راہنما سب چھوڑا اور فارس کو روانہ ہوا اور البیع جب
 حدود و قستان خوش میں پونچھا تو اپنا اسباب اور غلام کہ جبکا لیچلنا دشوار تھا میان چھوڑا اور تنہا آپ بخارا لگیا
 کہ وہاں سے مدد اور ملک لاوے وہاں اہل خوب تعظیم و تکریم کی کسی اور مدد باخصو صیت اور مونس
 میں بلا لگیا وہاں جو اس نے شراب پی اور اسکو نشہ غالب ہوا تو یہ بکنے لگا کہ اگر مجھ کو یہ حال ملے تو

کہ آل سامان کی اب ہمت ایسی ست ہو کر فرادی کی فریاد سی نہیں ہو سکتی جو لوہین بیان نہ آتا بلکہ کھینچ
اور حاجی پناہ و موندھتا یہ کلام و سکا بہت ناگوار گزار کر حکم ہوا کہ اسکو خوارم نکال دین اور ابو علی ابن سبجو کہ جو یہ
حال معلوم ہوا تو فوراً بمقام خوش آہنجا اور اسکا اسباب اور غلام وغیرہ جو میان تھا اسکو غنیمت ہفت لک گیا
اور السبع کا خیال ہوا کہ اسکی آنکھ دھکنے لگی لہذا قتل اور ملامت اسکی جاتی رہی آنکھ میں جب بہت درد ہوا
تو اپنے ہاتھ سے ہٹو دلی اور وہ گال پر نکل پڑی اور سی میں مگر گیا کچھ کیوں کہ لباس میں سے کراں بچھنا
نصیب نہوا عقد اللہ کی عزت اور قدرت کامل ہوئی آخر بہار اللہ و نصیار اللہ اسکا وارث ہوا اسنے
بھی جیسے ہی عدل اور انصاف اور مخالفت مدد و اطراف جاری کئے اور سلطان بین الدولہ ابن اللہ خوار
اور بختیان کا انکس ہوا اور اسے بہار اللہ و نصیار اللہ کی حد و متصل تھی تو دو نوین حق ہمسایگی ثابت ہوا
تو بہار اللہ ولہ نے بیہ قیام محبت اور دوستی کے خطوط بھیجے شرف کیے اور تحفے بھی بھیجے سلطان نے قبول
کیا اور ایسے ہی بس نے بھی تحفے اور ہریے پرچہ نام دوستی اور محبت کے بھیجے اور اتحاد
محبت اور دوداد و مودت خوب ثابت ہو گئی +

ذکر جنگ نار ایرن

سلطان نے سنگد جہدی میں جو ہندوستان پر لڑا ایران کین اس سے بہت
خوش تھا اب پھر ہندوستان پر چڑھا اور ہندوستان کے چھپین آہنجا اور جگہ جگہ لوٹ مار کرتا ہوا تھا
تھا ایک بڑے راجہ سے مقابلہ ہوا اور بہت مال اور ہاتھی اور گھوڑے ہاتھ لگے اور اسکی فوج نے
جنگل کو دکھا ٹیوں میں جہاں اسکے لوگوں کو دیکھا قتل کیا یہ سب مال اور دولت لیکر غزنیکو پھرا اور جب
راجہ ہندوستان نے دیکھا کہ سلطان بابر جگہ لڑتا ہے اور لوٹ مار کرتا ہے تو کوئی صورت اس سے
نجات اور مقابلے میں برسرِ انکی نہیں جو چند سردار رشتہ مند اور صاحب سلطان کے پاس مانہ
کہ کہ سلطان ان شرطوں پر صلح کرے کہ پہلے تو پاس لاتی عہدہ لہجہ دے اور بہت مال اور بہت
تحفے اس کے صلح کے لہجہ دے اور پھر ہر سال دو ہزار آدمی جو انمرد سلطان اور لشکر کی خدمت کے لیے
خارج سالانہ کے ساتھ بھیجا کروں گا تاکہ میں اپنی ملک رانی میں مصروف رہوں سلطان نے یہ صلح
قبول کی اور اپنے عقیدین بھیجے کہ راجہ سے یہ سب مال اور اسباب کہ جس پر صلح قائم ہوئی ہو لاؤ بن مہجہ نے
نہایت خوشی سے دیکر انکو نصرت کیا اور یہ صلح قائم ہو کر حکم ہوئی

مطالعہ ہفت لک

ذکر جنگ غور کا

سلطان کو فکر ہوئی کہ کوہستان غور کے لوگ سرکش اور مترو ہیں اور کابند و بست کرنا اور انکو اپنے طمع اطاعت میں لانا ضرور ہوگا کیونکہ سبب بلندی اپنے کوہستان کے بہت غرور ہیں اور ساوین اور وگلوں کو لڑتے ہیں اور نہرنی کرتے ہیں ہاں لشکر لیکر اور نہ توجہ ہوا اور تو ناش طلب والی ہرات اور ارسلان جاذب والی طوس کو آگے روانہ کیا سو یہ دونوں کوہستان غور میں گئے چلے گئے اور دیکھا کہ کھاشان اور نا کے ملاوٹان غور سے بھرے ہوئے ہیں کہ اپنے اپنے دیہات کھلا کر کھڑے ہوئے ہیں اور لڑنے لگے کہ خوب تلوار اور نیزہ چلا رہے ہیں دونوں فریق خوب جھگڑا کرے کہ بہتر سلطان کو آئی تو اپنے خواص غلاموں کو لیکر روانہ ہوا اور انکو پیچھے ہٹا کر شروع کیا اور انکی گڑھیوں اور پناہ کی جگہوں پر قبضہ کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے کوہستان میں بھاگ گئے اور سب تفرق اور منتشر ہو گئے اور اکاسر دار بن سو رہے نام تھا اور سب جہا حکم کیا اور عین تنگناہ پڑوسکے لڑائی کی اور ویکے قصبے کا نام آہنگران تھا اور سکو گھیر لیا اور لڑائی شروع کی اور وہ بھی قافلے سلطان کے دس ہزار آدمی لیکر آیا اور خون خف بند کی کر کے اپنی بہادری اور دلیری کا اظہار خوب کیا سلطان نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ باعدیا طاع نام پر حملہ کرنا شروع کریں کیونکہ انکو سپاہیوں اور خندقوں کی امان بہت تھی اور لڑتے لڑتے دو سپہیوں لیکر سلطان حکم دیا کہ تم لوٹے پھر ویکے سب اوٹے پھرے انھوں نے جانا کہ یہ جھاگے اور انکو شکست ہوئی وہ سب اپنی اپنی سپاہیاں اور امان کی جگہ چھوڑ کر اپنے پیچھے میدان میں نکل آئے پھر جو سلطان کے لشکر نے پیچھے پھر کے جنگ کی تو ایسا مارا کہ کوئی نہ بچا اور بن سو رہی اور اسکے اقارب اور خواص گرفتار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے یہ فتح انکو دی اور سب سال اور دولت کا ثبوت دلشبت جمع ہوتے تھے سب ہاتھ لگے اور ان قلعوں اور مقامات پر اپنے لوگ تعین کر دیے اور سلطان اس فتوحات اور فطر مندی کے ساتھ اپنے وطن کو روانہ ہوا اور بن سو رہی نے جو دیکھا کہ اس فلت اور رسوائی سے قید ہوئے تو اسے زندگی اور سکون گوارا ہوئی اس کے پاس ایک گٹھلی تھی کہ جس میں زہر تھا اس نے جو سی اور فوراً مر گیا + +

قحط جو ان کے بھری مطالبات نہ عیسوی میں نیشاپور میں واقع ہوا خاص نیشاپور میں اور خراسان کی سب مملکت میں قحط ہوا صرف نیشاپور و سکی اطراف میں لاکھوں سے زیادہ آدمی مر گئے تو ہر شخص کے لیے کفن کہاں انھیں کی چادر و بن میں لپیٹ کر دفن کر دیا پھر

نو عمر جوان بیٹے جوان عورتیں بے بیان روئی روئی بکارتی تھیں ہر دن کھلا جاتا تھا کمین بیٹی جاتی تھیں
 کھڑے کھڑے یکایک ایک کرٹ بکر کر رہ جاتے تھے کچھ گھانٹا کھانے تھے کھیتی سے ناسید ہو گئے
 پیداوار جاتی رہی بہت دشواری ہوئی کڑوں پر سے ہڈیاں لکڑھاتے تھے قصائی جو بکری فنج کرنا تو ایک جھٹ
 اور ہلک جاتی کوئی اپنا آنچوہ الا تاکوئی رکابی تاکو خوں نیکو جو بن کچھ تو بیوک سے تسکین ہو سکا اور جو کوئی پتیا
 فوراً گر جاتا اور مر جاتا اور میں دیکھا ہر لوگ لید اور گو بر میں سے جو کہ دانہ ڈھونڈتے تھے جب چال ڈھونڈ کا
 ہوتا اور جانداروں کا کیا حال ہوا ہو گا اب چال ہوا کیا نے بچے کو چاکھا یا اور بجائی نے بجائی کو فوسم
 جو رو کو بلکہ استے پر سے کسی کو اوشٹھا لگئے اور بران مکہ میں اسکو چاکھا یا آدیو نی جری ہند پہلے کا بی بی
 کی چربی جھوٹ گئی اور بازاروں میں بیٹنے لگی اور بہت مسافروں کو بکری لیا تے تھے کہ اوہ کی جریاں جوتے
 تھے اور لوگوں کو کچھ مہن میں بہت کھو بران پائی گئیں جبکہ گوشت اور جریاں کھائی گئیں اور کتنے اور بلی
 کچھ مٹھو سے سرہ گئے اور شرافت اہل حرفہ شام کے وقت ایک محلے سے دوسرے محلے میں چلے جاتے
 تھے جب تک کہ کوئی آدمی ہتھ باندھ نہ لے ایک شخص اہل علم امام صلہ کی کہے پاس بہت دن بعد آیا امام نے
 بوجھا کہ اتنے دن کمان تھے اس نے کہا کہ میں ایک سخت حادثے میں مبتلا ہوا تھا اس لیے نہ آ سکا
 اور حال یگزرا کہ ایک روز شام کے وقت میں بر سر راہ جاتا تھا یکایک کند میرے گلے میں آن پڑی اور
 گلا کھٹنے لگا اور کند والے نے جو کھینچا تو گھسنے لگا میں نے جا ہا کہ دوڑ کر اسے پاس عاجز آکر کند وسیلی
 ہووے اور گلا نہ کٹے کہ اتنے میں ایک عورت نے میرے خصیوں پر لاتاری میں بیہوش ہو کر
 گر گیا پھر جو بیہوش آیا تو دیکھا کہ بیہوش دور کرنے کے لیے میرے چہرے پر بانی پھیر کا گیا ہوا وہی سروجی
 ہی اور راہ چلتے ہوئے لوگ جو مجھ پر کھٹے ہو گئے اس لیے کند والا مجھ کو مڑ کر بھاگا اور کند بھی جھوڑی
 پھر جو کچھ طاقت اور بیہوش باہر ہوئے تو میں اپنے گھر آیا اور میں دن تک بیہوش دیوانہ وار بیمار
 تب ولز سے میں گرفتار پڑا پھر جو کچھ بیہوش آیا اور طاقت اور صحت ہوئی تو ایک روز سب میں
 گیا اور پکار کر اذان کہی اور پھر تکیہ کرتا تھا کہ ایک کند آئی اور گلے تک نہ پونجی صرہ بکری لگی کو
 لگتی اس میں سے یہ کند کیا کہ پکار کر اذان کہو گا تا میرا ہونا کسی کو معلوم نہ ہووے اور گھر سے باہر
 نہ نکلوں جب تک کہ خوب دن روشن نہ ہو لوہے اور شام سے پہلے گھر چلا آؤنگا اس لیے میں نے تنگ
 نہ آسکا اس نقتے سے بہت تعجب ہوا اور اوستا والو عبد الملک ابن عثمان جو بہت نیک اور خدا پرست تھے

کہتا ہے کہ حکمرانوں کا ہنر لیکن کہ ہمارا اور محتاج اور مسافر و زہر و کمی جہت نگاہی ہوئی تھی تاکہ
 چار سو آدمی جو جو کچھ کے مارے سرے پرے ہیں اور کمی و کمین کیجا دے اور مجمع سے انسانی نے بھی کہا
 کہ ان چار سو آدمیوں کے لیے وہی بھی کئی ہوئی موجودہ اور انصر و اعلیٰ منشی نے بھی کہے ہیں اور ابو محمد
 عبد اللہ کافی زودلی نے ایک عبارت میں حال میں لکھی ہے سلطان حسین الدولہ امین الملک نے اپنے صدیوں کو
 لکھا کہ انھوں نے اس ملک میں زریہ شازہ فرج کرین کلاس قحط میں انکی مان بچے اور یہ قحط تک کہ جس میں تک باقی رہا
ایک خان کا احوال جو بعد معاودت ماوراء النہر کے سلطان کو پونہجا
 سلطان حسین الدولہ امین الملک کو ترکون کی ہر سمیت کے بعد یہ ظہار تھا کہ ایک خان اور اسکا بھائی
 طغان خان اب کیا تدبیر کرتے ہیں کہ اسکا بھائی طغان خان ہمیشہ سلطان سے موافقت ظاہر کرتا تھا اور
 بہت قسمیں بچاتا تھا اور بہت عمدہ و پیمان کرتا تھا اور بہت قاصد بھیجتا تھا کہ میں ایک خان کی حرکات
 کہ تم سے لڑا اور تختاری حکمت میں دخل کیا بالکل برسی ہوں اور ایک خان یہ قصد فرمے طغان خان کے
 لگانا تھا کہ یہ جو کچھ مجھ سے ہوا ہر سب اسکے اغوا اور بکاشنے سے ہو کر یہ بار بار اس باب میں مجبوجو خط
 بھیجتا تھا ایک خان نے جو یہ دیکھا کہ طغان خان نے یہ سب تصور میرے ذمے لگایا ہوا اور آپ
 برسی ہوتا ہوا تو یہ راسی ہوئی کہ پہلے طغان خان کو تباہ کرے اور اسکا قصد مشاوے یعنی اسکو قتل کئے
 اور ماوراء النہر کی فوج جمع کر کے روانہ ہوا اور شہر ازدرگند سے ہو کر اسکی طرف چلا اور راستے میں جہت
 اسقدر پریشی کر رہے تھے بند ہو گئے اس لیے یہ راسی ہوئی کہ اگلے سال پر اسکو موقوف رکھے اور لاش
 پھرتا اور دونوں کے قاصد سلطان کے پاس حاضر ہوئے کہ ایک دوسرے پر ہمت لگاتھا
 اور اپنی برادرت کرتا تھا یہ سلطان دونوں کے قول پر توجہ نہ کی اور دونوں کو یہودہ سمجھا اور انھیں
 کی ضیافت کی اور حکم دیا کہ لشکر آہستہ کیا جاوے سواپنے دونوں جانب لشکر کھینچ لیا ایک طرف
 قریب دو ہزار غلام و دو رو بہ صف باندھے ہوئے اور بہت عمدہ عمدہ لباس زیباد وغیرہ کے
 پہنے ہوئے تھے اور پادشاہ کے قریب بالسنو غلام خاص لباس زبرین وغیرہ سے نہایت آہستہ
 کھڑے ہوئے اور ان کے پاس چالیس ہاتھی نہایت تدرستہ کھڑے کیے گئے اور دونوں صفوں
 کے گرد سات سو ہاتھی خوب آہستہ ہو کر کھڑے کیے گئے اور سب لشکر اپنے اپنے صاحبوں
 ایسا مرتب تھا کہ یکایک آگاہ ہر زمین ٹھہرتی تھی اور سواروں کے آگے پیدل کو ڈھال تلوار اور

مطابق سلسلہ

نیر و تبر سے مسلح کر کے گھر اکلیا اور اپنے آگے عاجز بنو کر کھڑا کیا اور اب اون قاصد و نکو حکم دیا کہ اب آؤ
اور اس حالت میں ملاقات اور آدمی سہم واجب کریں اور اس حالت سے دستبرخیزان تک طہین اور دستبرخیزان
پر جو تکلف فروش فروش و زور و اور کھانیکا گیا کھانیکا گیا کھانیکا کچھ کر نہ کسی دیکھانے سنا اور بعد اس نصیحت کے
سلطان نے اپنی ہمت کے موافق اونکو انعام و اکرام دیکر خصص کیا اور وہ دونوں بھائی
مدت تک آپس میں برسر عداوت رہے آخر اون میں صلح ہوئی کہ اسکا ذکر آگے ہو گا۔

ذکر فتح و قصدار

سلطان حسین الدولہ امین الملک خان ہاور طغان خان کی روزنی نئی باتیں سننا تھا جو اون میں
بہت بار عداوت و فساد ہوئی تھیں اور قصدار کے والی نے بنیال مضبوطی اپنے ملک کے دورستی اپنی
توجہ جگہ والی و نیا ٹھہرا تھا نیا پس لیے سلطان نے اوپر لوہیش کارا روہ کیا اور دستار کھانیا اور یہ
واقعہ سن کر جمہوری کا ہوا اور غنہ زمین سے بست کو چلا اور راہ ہرات کا ٹھہر گیا
پھر یکا یک قصدار کو متوجہ ہوا اور بہار راہ و شوار طو کرتا ہوا چلا اور قصدار کے والی کو بالکل خبر نہ ہوئی
کہ یکا یک سلطان کے غلاموں نے دن نکلنے سے پہلے اسکا گھر گھیر لیا وہ یہ دیکھتے ہی جمہور
الامان الامان اور جھٹ بھٹ کر سلطان کو خبر دست میں مقرر ہوا سلطان نے ایک کروڑ چاس لاکھ درہم
اوسکے ذمے کیے اوس نے اسکا بھی ذمہ کیا اور بہت کچھ دیا اور میں ہاتھی بہت زبردست
دیے اور نیا آدمی اوپر مقرر کر کے کہ اسکا زروا ہو ایکڑا کیا آچل دیا اور اسکو بہت زور ملا قصدار کی دی
ذکر دونوں شار کا ایک باب نام اسکا ابو نصر محمد بن سہد
دوسرا اسکا بنیاشا محمد بن نام اور جو انکا انجام ہوا اسکا بیان
جو کوئی غمشہستان کا والی ہوتا تھا اسکو شار کہتے تھے کہ اپنے لئے انھوں نے یہ علامت مقرر کی تھی
اور اسکے معنی ملکیت و عظمت کے ہیں اور ابو نصر شاردان کا والی ہا یا نیک کہ اسکا بنیاشا محمد بالغ
ہوا اور یہ دیوانہ مشہور تھا اوس نے اپنے زور جوانی اور اپنے یاروں کی مدد سے باپے ملک جھین لیا
اوس نے بھی اسکو ملک سنب دیا اور اسکی تدبیر پر نگہ کران ہا اور خود پر حصے پڑھانے اور طالعہ کے تاب
علم اب پر مصروف تھا کہ سوامی اسکے اور کسی اہرمین اسکا دل لگتا تھا اور علما اور فضیل لوگ طرست
اوسکا کیا کرتے تھے اور یہ جسکے ساتھ سلوک کرتا تھا اور ابو علی محمد بن محمد بن مجبور سہ سالہ لے

طابق السنہ

اپنی ہر کاندار رضی فوج ابن منصور سے باغی ہو کر جاہلکہ ملک غرض کو مع او سکے سب علاقے کے
 اپنے ساتھ ملائے اور دونوں شکار کو اپنا مال بکرا کر لے یہ ان دونوں باپ بیٹوں کو ناگوار اگر زائر طمان
 سامانیہ کے بنے او کی اطاعت کریں کم اونھوں نے او کو عزت سپہ لاری اور سرداری کی دمی ہو اور اونکو
 اپنے قلعے کی مضبوطی اور سامان کی درستی کا بھی خیال تھا اس لیے او سکے حکم سے اونھوں نے متو کیا
 کہ اس میں رضی فوج ابن منصور کے بھی حق کی عاریت اور او کی عزت کی حفاظت ہو ابو علی نے انکلاک
 موروثی ان کے مال قدیمی کالا لچ کیا تو ابو القاسم ضعیفہ اپنے معتد کو بہت فوج دیکر اپنے پر واند کیسا
 اسنے جا کر اونکے دار الملک کے چچ میں لڑنا شروع کیا وہ اپنے ایک پہاڑ پر گئے وہاں بھی جالڑا اور
 جہان وہ نکلے وہاں گیا آخر یہ دونوں اپنے وطن سے نکلے اور ایک قلعے میں جوان کو بہرستان
 کے چچے انکا مو دنی ہو جاگ گئے اور ابو علی سبھو راونکے سب قلعے اور ملک کا مالک ہو گیا اور جب
 امیر ناصر الدین سلجوقی بحایت بہر رضی فوج ابن منصور کے ابو علی پر توجہ ہوا تو ابو علی نے ابو القاسم کو دہا
 بکوا یا کر اوں کو کم سہل سے اب اس کا تم تحت میں غول ہو کر او راوس کا گناک کو چھوڑ کر اس شہزاد کا مقابلہ
 کرے اب اس جنگ میں کہ امیر ناصر الدین سلجوقی بحایت بہر رضی کے ابو علی پر حملہ اور بھاوہ
 دونوں شاد بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے یہاں تک کہ ابو علی سب کچھ مال قدیم اور جدید اور ولایت
 تہی اور پرانی چھو کر بے سمجھے ہوئے ہر جان گیا اور یہ دونوں شاد بدستور نہایت اس اور آرام کے ساتھ
 اپنی جگہ میں رہے یہاں تک کہ سلطان حسین الدولہ امیر الملتہ او سا وارث ہوا اور ملک اور اونکے حکمران
 اس کی اطاعت اور طاعت میں آئے اور سب فوج خطبہ اسکا پڑھا جانے لگا تو سلطان نے مجھ کو انکے پاس
 بھیجا کہ سلطان کی اطاعت کریں اور او سکے نام کا خطبہ پڑھیں اونھوں نے بخوشی خاطر او کی اطاعت
 قبول کی اور او کا خطبہ شہ جہی میں جاری کیا اب جو لوگ کہ روئے بہرستان
 لگا کر بخارا میں جمع ہوئے تھے اونھوں نے ان شادوں کو لکھ بھیجا کہ جنگ کی تدبیر میں کریں کہ اب ہم
 اپنے بدلے کے لئے آمادہ ہیں ابو القاسم شاد نے یہ خط میرے پاس بھیج دیا کہ ان خطوط کو تامل سے
 دیکھ کر سلطان حسین الدولہ امیر الملتہ والدین کے پاس بھیج دے تا او سکے ہمارا حال بخوبی دریافت ہو
 معلوم ہووے کہ او سکے ساتھ ہماری محبت ولی اور دوستی قلبی ہو اور ان اہل عداوت سے
 بدرجہ غایت بغض اور عداوت ہو میں نے انکو تامل دیکھا اور شاکر کو جواب لکھ بھیجا کہ اس طرح کا کھانا انکا

حضرت بھائی بھائی راونکھارا دہ جملہ درسی کا ہر نوکرین ان کے لیے وہ ہی تلوارین موجود ہیں کہ جسے اونکو
 ذلت اور سوائی پہلے ہو چکی ہو اور قریب ہو کہ شہر حال ان باغیوں کا دیکھے گا پس سیاہی گزرتا دیکھا غلام
 بخارا رہتا تھا ہوا اور بیٹے بڑے باغیوں کو گرفتار کیا اور باقی سرزمین حیران بھاگ گئے اور جن میں سے سب
 سلطان کو لکھ بھیجا اور حکم اسکا بیٹا شاہ محمد شہر سلطان کے پاس حاضر ہوا اور بہت عزت والا کرام پایا پھر
 اس میں غرور اور نخوت ملک واری کی تھی اسنے بعد چند دن کی خدمت مانگی بہت کچھ انعام و خلعت
 واکرام و عزت پا کر خدمت کیا گیا اور فرشتہ کی اور کچھ حکم تھا کیا اب چند دن کے بعد سلطان نے فرشتہ
 کسی ہم عمر کے سب امرا اور ارکان کو مع اونکے ساز و سامان کے طلب کیا اور اشارہ کرکے بھی بلایا
 اوس نے کچھ ایسے جیلے حوالے کیے کہ جسنے نافرانی او کی تھی ہو گئی سلطان نے اس ہم عمر کے ہمتیار
 سے وقت سنا بھی اسکی تبریک و ملتوی رکھا جب سلطان نے اس جنگ سے خاطر خواہ فتح پا کر رجوع کی تو اسکو
 پھر لکھا کہ بیشوہ دنا عتق فرمانبرداری حاضر ہووے اور بدستور و ناست پیکار کرے اور درخت اہل
 کرے اوس نے ابھی خبر کس شہر اور نافرانی کے اور کچھ ملو میں نہ آیا اب سلطان نے اپنا صاحب کے ابو سعید
 تو نائش اور اپنا غلام ارسلان معاذ بن الی موس کو بھیجا کہ اوس کرین در غرض حصین لہجہ اور اسکو نافرانی
 کی سرحدوں میں نہ ولوں چلے اور ان رہتوں سے ابو الحسن منعی مردار و ذوالے کو خوب وقصیت
 تھی اس لیے اسکو بھی مل گیا اور راہ دشوار گزار دیکھا تھان سخت سخت طکر کر کے پونچھے اور ان
 دونوں شکار کو خوب سزا دی ابو نصر ٹرانٹا تو اپنی جان کی امان دیکھ کر تو نائش صاحب کے پاس گیا
 اور ظاہر کیا کہ میں اسٹل ملے سے بالکل بری ہوں جو کچھ کیا میرے اس بیٹے نے کیا اور میرے
 ہمیشہ کسر اور نافرمان رہتا تھا اس لیے آپ میری سفارش کریں کہ میں بالکل بگناہ اور مقصود
 ہوں اور اطاعت میں بالکل سرگرم ہوں تو نائش نے اسکو ہر ات بھیج دیا اور سلطان کو اسکی
 سفارش لکھی اسنے جواب اسکی ہائی کا آیا اور اسکا بیٹا شاہ محمد شہر اپنے اوس قلعے میں جا چکا کہ اس
 اب ہم مجھری میں بنایا تھا اور اپنے ساتھ اپنے خاص غلام لیکھا اب تو نائش نے اسکا ارادہ کیا کہ
 یہ اور ارسلان معاذ بن الی وٹ سب ہاں جڑ گئے اور لڑائی شروع ہوئی یہاں تک کہ ایک دلوے
 تحصیل کی ڈھادی اور دوسری فصیل پر جا چڑھے اور پھر خوب شیرازی کی لاجا اور اسے امان مانگی
 آئے انھوں نے اسکو لپکھ لیا اور قید کیا اور سب کچھ مال و ذخیرہ و ہاتھ لٹ لیا اور سب اس کے قید

اور مصاحب اور افسانہ خوان اور عاجب کپڑے گئے اور او کو خوب دھڑکھنچا کر دھستے پنا مال اور دولت سب بتا دیا اور سقد روٹھا کر دے کپڑے تک اور تو ایسے اور نگار دیا اور جو آمدنی میں ملک کی شہر کو تھی اسکے موافق ابو الحسن منیع نے مقرر کی اور اپنا مال اور کو تو ال مقرر کیا اور سلطان نے حکم بھیجا کہ شہر کو ہمارے پاس خبری تمام بھیجا جاوے جب لانے والے کے حوالے ہو جائے اور او کو باز پر بھیجا اور میں نے سنا کہ اس نے یوسف اپنے ایک غلام کو کہا کہ ہمارا چال ہمارے گھر لکھ بھیجے اور انشا اللہ تعالیٰ ہم چند دن بعد بخیر دعا فیت آویں گے سو سلطان نے اس قید ہی میں شہر کو بلکوا دیا اور حکم دیا کہ خط خود لکھے تو پہلے خود فکر کیا اور پھر شکریا اور پھر لکھا اور قصبہ تو مجھ کو غافل مانتی تھی جو کچھ تو نے کیا سب مجھ کو معلوم ہوا اور دیکھ میں اب آنے والا ہوں تجھ کو اور تیرے ماما باب کو کسی سزا دوں گا اور ابھی برا بھلا زمین لکھا اور خط لکھا کہ اس نے اپنے غلام کو دیا اور اس نے خط اس کے پاس پہنچا دیا بیان قیامت پر آیا ہوئی اور ڈر سے کہ کسی دشمن نے ہمارے جنگی کھائی ہے اور انھوں نے یہ تمہیر کی کہ یہ کفر خالی کر دیں اور زمین چھپ جائیں تو اس کے عذاب سے نجات ہووے پھر جو او کا ایک غلام وہاں گیا تو دیکھا کہ خان بالکل یران خالی میدان بڑا ہے ہوسایے سے جو پوچھا تو انھوں نے کہا کہ اس خط کے خوف سے یہاں سے سب بھاگ گئے اس نے یہ سن کر کہا کہ لعنت ہے خدا کی لکھنے والے پر اور لکھوانے والے پر اور بھیجنے والے پر اور اس کے اہل و عیال کو بھی لایا اب یہ سب سہ سلطان کو آئی او کو شہر کے اس حیلے سے سنسی آئی کہ اس نے حیلہ کر کے لعنت کروائی اور شہر نے کہا کہ یہ سزا جو اس کی جو ہے لکھو اسے سلطان نے او کو بلوایا اور نگار دیا اور کو تو اسے بتوایا کہ یہ سزا جو حق نعمت فراموش کرے اس نے بہت اویلا اور فریاد اور زاری کی پھر سلطان نے حکم دیا کہ اس کو سب قید رکھیں کہ درون کے قابل نہیں اور اس کا علاج اور اس کا خرچ بہت عمدہ کریں اور اس کو معلوم ہو کہ یہ حکم سلطان ہوا ہے اس نے اپنا غلام بلوایا جو اسکے کا خدمت کرتا رہا ہے اور ابھی اس کی تمنا کی چیزیں موجود کر دی گئیں اور اس کا باب ابو نصر شہر جو ہرات میں تھا او کو سلطان نے بلوایا اور اپنا مقرب اور وزیر کیا اور جو انکی جائداد و غرض میں تھی وہ سب خرید لی اور اپنی ملکیت شامل کر لی اور قیمت اونکی ویدی کہ انکی تکلیف تنگ دستی کی رفع ہووے اور شمس لکھا و دہرہ ابلا عباس ابو نصر شہر کے ساتھ بہت مہربانی کرتا تھا یہاں تک کہ وہ سن سنہ ہجری میں مر گیا

ذکر جنگ ناروین

سلطان تاج الدین

سلطان حسین الدواد نے پندرہ ہجری میں ارادہ کیا کہ ہندوستان پر یورش کرے اور ہر لای ہوئی کہ اکی بار وسط ہندوستان تک جا رہے سو آخر فضل العزیز میں روانہ ہوا اور ہندوستان میں جب چلا آیا تو مقتدر بہت بڑی کسب راستے بند ہو گئے اور بہت تکلیف ہوئی اب اولٹے پھرسے کہ پھر سامان درست کر کے آویں گے پس جب موسم بہا آیا اور سب سامان جنگ فوج اور غلہ وغیرہ خوب درست ہو گیا تو پھر ہندوستان کا ارادہ کیا اور ساتھ ساتھ ہوا گیا ایک یا اندھا چلا آتا ہوتا تھا کہ جب مقصد پر پہنچا تاکہ اپنے لشکر کی ترتیب کرے اپنے بھائی نصیر کو مع ایک انبوه لشکر کے دہلی طرف اور ارسلان جاذب کو بائیں طرف کھڑا کیا اور ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم طائی کو مقدمہ ہمیشہ کیا اور قلب لشکر تو نانش اور سب اپنے خوں میں غلاموں کو قاتل کیا راجہ ہست نے جو یہ جنگاں پیا دیکھا تو بہت خوف غالب ہوا اور اپنے ٹھاکروں اور سرداروں سے پناہ مانگی اور پھر ایک سال کی گھاٹی میں گھس گیا لیکن جان بچے اور دونوں پہاڑوں کے درون پر ہاتھی کھسے کر دیے کہ انکی سب فوج سلطان کی اندر آسکے گی اور حکم دیا کہ میری مملکت کے سب لوگ انکے مقابلے میں آویں اور انکے کوئی باقی نہ رہے یہاں تک کہ پھر اوٹھا کر مارنا بھی جو جانتا ہو وہ بھی آوے جب سلطان کو معلوم ہوا کہ راجہ ٹٹے میں بہت تیر لگاتا ہے اور تانیکر کرنا ہے تو اپنا بیلی اور فغانی لشکر لیکر جا چڑھا اور لڑائی شروع ہوئی اور مقتدر چند دن تک لڑائی ہوئی کہ لاچار راجہ کو میدان میں نکلنا پڑا اور اب فوج سلطان خوب جان تو کر لڑی یہاں تک کہ کچھ سردار فوج کے راجہ پر جا پونچے اب راجہ نے پھر پہاڑ میں سے نکلنے کا قصد کیا کہ اگر دوسکے ہاتھی تھے اب اور بھی لڑائی سخت ہوئی اور گرمی بھی بہت ہو گئی اور سرداروں کو لڑکیاں ہو گئے اور جو وقت وہ ہاتھی کو حملہ کرنے کے لیے سنکا کرتے تھے تو اسی وقت ہاتھیوں پر گرز بند بنارٹنے تھے اور راجہ نے جو دیکھا کہ ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم طائی خونریزی میں بہت کوشش کرتا ہے تو بہت سے اپنے دلاور لیکر خاص دستہ متوجہ ہوا لیکن وہ اس سے کچھ بھگتا رہا اور اپنے کام میں بالکل مصروف یہاں تک کہ زخمی ہو گیا اب سلطان نے جو اسکا حال دیکھا تو اسکی مدد کی اور اسکو چھڑا کر بارے تلواروں اور نیزوں کے چھ لگایا تھا پھر حکم ہوا کہ اسکو ہاتھی پر بٹھلاویں کہ جب تک اسکے زخم اچھے ہو ورنہ ہاتھی اسکی ملک ہو گیا کہ اور وہیں فخر اسکو

زیادہ ہوا اور اسی سی ہی جاری تھی کہ یکایک سلطان کے فتح کی ہوا چلی اور وٹکو گھر کر نوب مارا اور پھر
 ہر غار اور جنگل اور گھاتی اور میدان میں بیان تک قتل کیا اور ہندو مال و دولت ہاتھ لگا لگا کر ایک دوسرے پر
 رشک نہرا اور جو ہاتھی کے اونگے بیان بہت مضبوط تھے لے لیے اور زاون پر فتح ہو گئی اور اسکے بجائے میں
 ایک چھپرہ تھا کہ اوپر بیکندہ تھا کہ یہ عمارت چالیس ہزار برس ہو چکی سلطان کو بہت تعجب ہوا کہ اس قدر بدست
 تو دنیا بھی سنیں جو اب سلطان پر سب کچھ لکیرا لٹا پھلا اور لونڈی غلام بہت لے گئے
 بیان تک کہ ہر شخص کے بیان غلام اور لونڈی ہو گئے +

جنگ تھانیہ

سلطان نے سنا کہ نواح تھانیہ میں ہاتھی خوب ہوتے ہیں جیسے صید لان میں ہوتے ہیں اور وہاں
 کاجہ اپنے ہاتھیوں کے زور پر بڑا کھنڈ کرنا ہوا اور بہت سرکش اور مغرور ہر سو اور ہر متوجہ ہوا اور لشکر لیکر
 جلا اور سخت بہتہ اور دشوار راہ طر کرنا ہوا وہاں لوہنچا اور اس جانب اس کے بہت بڑا دریا ہوا جس کے
 کنارے پر ایک پہاڑی ہو کر جسکی اوٹ میں اجہ اپنی فوج اور ہاتھی سب لے ہوئے کھڑا تھا اس سلطان
 اس دریا سے اوتر کر اجہ کے مقابلہ میں گیا اور دو جانب لڑائی شروع ہو گئی اور حکم دیا کہ دریا وہاں
 سے کچھ میں اونسے لڑائی کی جاوے اور بہت سخت لڑائی ہوئی میان تک کہ جب دن ڈھلنے لگا تو سلطان کی
 فوج نے سب طرف سے ایک حملہ کیا کہ وہ اپنے ہاتھی وغیرہ سب چھوڑ کر بھاگ گئے کہ جن پر وٹکو گھر کر
 تھا اور یہ لوگ ہاتھی گھیر لائے اور گزرات نہو مہالی تو ابھی جنگ جاری رہتی اور سلطان
 پر سب غنیمت اور فتوحات لیکر غزنہ کو واپس چلا گیا +

ذکر ابی العباس فضل ابن احمد اور جو اسکا انجام ہوا جب تک کہ مرا
 اور ابو العباس فضل ابن احمد فائق کے خواص لوگوں میں سے تھا اور اسکا لقب علیہ ولہ تھا اور
 نہایت ممتاز اور عزیز تھا اور جب کہ سلطان نیشاپور میں سپاہ سالار تھا تو یہ مرو کی ڈاک کا دار و رعیت تھا
 ناصر الدین بکتکیں کو اسکی امانت اور دیانت اور بہوش یاری کی خبر لوہنچی تو اسنے اسے نصیحتیں اسکو
 مانگا کہ سلطان کی وزارت کرے گا تو اسنے موافق اس درخواست کے ابو العباس نیشاپور بھیجا گیا
 اور محلہ جن کے قائم مقام وزیر مقرر ہوا اور محلہ جن میں اسنے موقوف ہوا کہ امیر ناصر الدین بکتکیں نے
 جب محلہ جن کے باب کو بمقام بہت ممتاز اور وزیر پانچا تھا اور دشمنوں کے ہکانے سے اسکو قتل کیا تھا

اس لیے احمد بن حسن سے بچھاؤ سنئے لیکن مال تھا اس لیے اسکو موقوف کیا اگرچہ وہ نہایت ہوشیار
 اور کارگر اور تیز فہم اور ذہین اور جلال کا تھا کہ باوجود نوعمری کے سب کار ریاست لیا خوب کرتا تھا کہ
 اسکا ہم عمر کوئی ایسا نہ تھا اور بلبل نظر اپنے باپ کے سلطان بھی کچھ نکر سکا اور ابو العباس مذکور کو اپنا ہم
 اور وزیر ریاست کیا اور یہ سب اس لیے ہوا کہ اہل خراسان کو قدر احمد بن حسن ہمدانی کے معلوم
 ہوئے کہ وہ پروردہ سلطان کا تھا اور جو کچھ کہ کسی سے بگڑتا تھا اسکی درستی میں سماعی درجو اور لوگ
 اوجاڑ گئے تھے اس کے تدارک پر کوشش جاری تھی اور ہر امر کی اس کے موافق تدبیر کرتا تھا اور جو بانی خلیفہ شک
 ہو جاتا تھا اسکو بھلا تا تھا اور ابو العباس اسے بد کرتا مملکت کا خوب جانتا ہوا نہ اور نہ کوئی درستی کر صرف
 مال کشا کیا اور پادار اور محل لے لیا اور توفیرت سینٹا جانتا ہوا کہ چند سال میں بہت مال جمع کر لیا کہ ایک
 تو خراسان پر پایہ اور آوا نکرتا چھپ اسٹا اسکا مال سمونٹ لیا اور جو کچھ تری اور تازگی تھی سب وک
 لی اور مال ذخیرے سب کے لیے تو اب خراسان ایک فلسفہ میں بہت بے مفرد ہے پوسٹ رکھا گیا
 اور بہت سنگنے ویران ہو گئے اور بہت پانی سوکھ گئے اور بہت سے بونے جو تھے والے شہر و قریب
 بھاگ گئے تو باقیوں کی باقی لی جا لگی اور جو آباد ہے اونے بھاگے ہوں کچھ بھی حصول لیا جا لگا یہ مصیبت
 پھیلنا اور شکایت ہونے لگی اور لوگوں پر بہت مصیبت ہوئی اور سب کے مال تباہ ہو گئے اور
 ہی ہو رہا تھا کہ بھڑکھڑکا حد مدہ گزرا تو تو نگہ فلسفہ میں مدفن مردہ ہو گئے تو اب مملکت خراسان میں اس قدر
 باقی رہ گئی کہ کچھ بھی حصول نہیں ہو سکتا کل کی تو کیا سمونٹ ہو سکا سلطان کو اس کی آمدنی سے تنگی
 ہوئی اور وزیر سے مطالبہ ہوا کہ جو کچھ نقصان ہو یا خرچ کیا گیا اور حاضر کرے اور وزیر براہ فریب
 کبھی اپنی برات کرتا تھا اور کبھی اور وک ڈے بٹلاتا تھا بھڑکھڑ سلطان کے ہم کالے سے جلاؤ سکورخ ہوا تو
 اس نے استعفا دیا اور اپنے اوپر لالی اور قید قبول کی اور لوگوں نے سلطان سے یہ غارش کی کہ جس قدر وزیر
 پر گزروں پزیر یا دہ روپیہ لیا ہو وہ لیکر آپ اپنا نقصان پورا کر لیں وزیر نے غمانا اور کہا کہ سوای اس کے
 موقوف ہوں اور جس کسی قلعے میں ہا ہوں قید رہوں اور کچھ ہو گا ایک ہم بھی نمودن کا کہ گویا خود ہی
 بلا اپنے سر پر لیتا تھا اور مرے کے لیے آمادہ تھا یہ بات بھی یونہی تھی کہ سلطان نے ابو جہاں
 محمد بن حسین بھقان کو سرکشتہ دار دیوان کیا اور وہ بلخ میں رہیں تھے گندریا قی صوبوں اور رعایا
 نیشاپور سے وصول کرے اور لٹکے جب سری میں اسکو روانہ کیا اور وہ ہرات پر چلا

اور جب تک وہاں پیدا ہوا اور اسکے ہاتھ لگ سکا وصول کیا اور تھوڑے دن میں بہت مال زر سیٹ لیا
اور عمدہ وزارت اب تک ابوالعباس ہی کے ہاں رہی اور ابوالقاسم ابوالعباس کو نصیب کرنا تھا کہ پھر اپنے محمد کا
کام کرے اور اپنی عزت و حرالت درست کرے اور وہ اپنی سخت ذراہی سے اسی طرح اصرار کہے جاتا تھا
کہ اس کی قسمت میں ہی طرح درنا لگنا تھا اور یہی حالت اس کی جاری رہی کہ خود بخود قلعہ غزنہ پر قید کے لیے
چلا گیا اس تکلیف مطالعہ اور کشاکی سے نجات اور آرام پاو گیا اور چند کرہ و پیہ جمع کیا تھا سب سلطان
بھی پیرس لیا کوئی نہیں سنا لیا کہ خود قید میں جاو اور باکا استقبال کرے سو سلطان کو یہ آنا اس کا خوش
بہت تر معلوم ہوا اور حکم دیا کہ جو کچھ ہمارے مال اور ہماری رعیت پر زیادتی کی جو اس کی بابت ایک تہہ تک
ایک لاکھ دینار کا لکھدے تو اسے ایک تہہ تک لکھدیا کہ سلطان پھر ہوشیاری سے لیتا رہا کہ اس کو فاقہ ہونے
لگے اور کچھ طاقت نہ رہی اب سلطان نے اس قسم کی کہ اس بلے پر سیکر یاں کچھ انہیں جمع اور نہ تفرق ترین
میں جمع ہوا اور نہ امانت اور اسکے پاس کی اولاد بھی آتی جاتی تھی اتفاقاً کچھ مال اس کا سنی دگر کے پاس جمع
لگنا اب سلطان نے اس کو اور جو کچھ ہاتھ لگنا اور جو کچھ کہ اس نے اپنی قوت کے لیے ہا رکھا تھا وہ بھی لیا گیا
اب اتفاقاً سلطان کو کوئی مہم درپیش ہوئی کہ اس کو اسی حالت میں شکیں میں چھوڑ کر چلا گیا کہ سب سے بھری
میں گر گیا اور پھر سلطان کو کہ جب واپس آیا اس کے مرنے کا بہت غم ہوا اور اسکے ایام وزارت میں
اس کا بیٹا ابوالقاسم بلغ ہوا تھا اور بہت صاحب علم و ادب اور جامع فضائل باوجود نو عمری کے تھا
کہ اس کا ذکر بہت بھلا اور قد خوب ہوئی اور نظم و شعرا اسکے دونوں خوب تھے اپنے باپ کے لیے اس نے
قصیدہ کہا ہوا اور جو کہ بہر مند اکثر بے نصیب ہوئے ہیں بے نصیب چولان گر گیا اب جو زبان کی علمدار
ابو الحسن علی ابن فضل معروف حجاج کو دی گئی کہ نہایت صاحب علم اور صاحب علم اور صاحب حیا اور
صاف و بااثر و صاحب عقل و صاحب عمدہ نظام اور فطرت کے ساتھ کام کیا اور بولنے کی آبرو بھی اپنی ہر کوئی فاضل کے ساتھ
تو کہ ابوالقاسم حسن حسین کی وزارت کا
جب کہ سلطان خراسان کا سپہ سالار تھا ابوالقاسم اس کا نیشنل تھا اور شیعہ شریف حسب فرستین
درست ہی صاحب نامی کامل ہوا اور اس کی تہذیب و قول و کردار اس کی خوش قلبی اور دلیبری اور بلند حیثیت
اور ترقی خوی شہرت ہوا اور دینار و درہم کی بہت حقارت کرتا تھا اور سلطان کے مطالبات پر جو فریق ہا تو
سلطان نے اس کو درجہ بدرجہ بیان تک ترقی دی کہ تمام فوج کی موجودیت اپنے کا و اس کو دروان کیا

اور پرنسپل اور منجس اور کتب تعلقات اور آمدنی کے اسکی خواہ معمولی پزیرا دیا گیا پس تو فریق مذکور
 سب ہوا و غرضہ پر نہایت شکام سے کام کیا اور اسکی خواہ کے آرزو مند اطراف و کنایات آنے لگے تو
 شخص ایسا آواز دے موافق اس سے تو نگرانی اور فراغ بالی حاصل کرتا تھا اور وزیر ابو العباس بھی اسکی
 پر عمل کرتا تھا اور اسکی خوب عزت کرتا تھا اور جب کہ سلطان کو ابو العباس پر توجہ نہ رہی اور اسکا کام
 سست ہو گیا تو سلطان نے بوقت ونگی جنگ نارین کے ابو القاسم کو دہلیہ کا نگہبان اور ابو اسحاق کا مددگار
 کیا تھا اور اگرچہ وزیر نہ تھا پر وزیر کی مسلا تھا اور شہر اجمہری تک یہ حال رہا جب کہ
 سلطان نے وزیر و خراسان کے عاملوں کو باقیات پر گزرتا کر کیا اور سب عامل اور رعیت اور شریف اور غریب
 عزت دار اور ضد تنگ سب حاضر آئے اور سب کو قید کیا اور وزیر کی سعادت مقرر کی کہ زراعتی اور زمین
 ہندوستان میں کہ بھی درمیشیں ہو کام آدھیا اور کسی کی کھال کو چینی مشرق کی اور سیکو داگ پر بٹھلا کر
 اولٹا لٹکا یا اور ابو القاسم کو خلعت وزارت دیا اور سب ضروریات ریاست و سکون و پزیرا و زراعتی
 کے وصول کا حکم دیا اور نسبت باقیداروں کے اسکو اختیار نام دیا کہ جسکو چاہے رکھے اور جو چاہے
 جس کیوں سے سلطان تو ہندوستان کو گیا اور اس نے سب کا خدمت پر نہایت خوبی اور
 اہتمام سے کام کیا اور ابو اسحاق کو خراسان کی تحصیل داری پر سرپرست بنا دیا اور کیا جب سلطان آیا تو دیکھا
 کہ نہایت عمدہ انتظام ہوا اور ہر کام کا خوب بندوبست ہوا و خزانہ بھی بھرپور اور ہر بات کی خوب دقت
 تواو سکوک و حکم دیا کہ خراسان جاوے اور جو کچھ وزیر ابو اسحاق کے سبب نقصان لیا یا رہی ہو اسکو واپس
 اور درست کرے تو یہ ہر بات کو گیا اور وہاں کے لوگوں پر ایسا اسکا عیب و دواب ہو کہ خود بخود نکلا
 جلا آتا تھا اور خود آواز دیتا تھا کہ بیان باہوں تو ہمدرد مال اسٹیں سمیٹا کہ کبھی نہ لگتا تھا اور ابو اسحاق
 سرپرست تہ دار کی بخشش ہوئی کہ ہمدرد زراعت نے بطور طبع و رشوت کے لیا ہو یہ امر سلطان کو بہت
 برا معلوم ہوا اسکو موقوف کیا اور حکم دیا کہ جو کچھ لیا ہو سب بیت المال میں داخل کرے اور سچا پنا
 خاص ملک اور موٹی اور سیلاب اور اپنی عورتوں کا زیور سب حاضر کرے پس سب بھی کچھ بونچا و باؤڑ
 ابو العباس کو علم پہنچا تھا اس لیے اسکی سب تحریات فارسی کی تھی اور اسی لیے بہت بہرہ و فتنہ ہوا
 ابو القاسم جو وزیر ہوا تو سب وقت اور سب فتنہ لگ لگ کر عربی دان مقرر ہوئے اور فارسی تک ہوئی لیکن
 مکتوب ایسے جو فارسی دان ہوا اور عربی سے واقف نہ ہو تو فارسی میں تحریر ہوتے تھے

اور مجسک سلطنت اور رعایا کا اور دست کا خوب یاد رہے ہو۔
بیان شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر کا اور اس کے انجب ام کار کا
اور راجد اس کے اوسکا فرزند فلک المعالی منوچھر ابو منصور اوسکا وارث ہوا
شمس المعالی اگرچہ صاحب ای عالی تھا لیکن نہایت سخت بندوبست اور دشوار کار تھا بہر خطا کی مزاج
خونریزی کے اور کچھ تھی اور کوئی قصور اگرچہ بے ارادہ محض ہو جاوے تو ہرگز نہ عاف نہوتا تھا اور جس
تلاوی سے انتقام لیا جاتا تھا اور کوڑی اور کلڑی کے تو کیا معنی اور قید و سوا سی سنگستان کے
اور کمین نہیں کرتا تھا اور اسکے خدام اور حوشتی بہت لوگ بنا ہو گئے کاش باوجود قصور کے اگر زندہ
بھی کھستا تو خوب ہوتا ہر شخص اوس سے تنفر تھا کوئی اوس سے محبت نہ کرتا تھا اور کوئی دلی
صحبت پر غرت نہ کرتا تھا کیونکہ نفس انسانی سے بے گناہی تو ممکن نہیں ہوا اور بیان اگرچہ تھی قصور ہو
تو معافی تو کیا بلکہ فرستل ہی جاتی ہوا اوسکا ایک اور غہ حاجب نعیم کہ وکیل فوم حدود و جہان پر متعین
نہایت بے فساد و بے ضرر اور بہت ہی نیک خوشم المعالی نے اوسکو ہترا باوہ پتر کیا کہ اوس کا
ہظام اور بندوبست کرے اوسکو خبر ہو چکی کہ نعیم نے کچھ مال بطع لیا ہوا اس نے حکم دیا کہ قتل کیا جائے
سو قتل کیا گیا اور وہ چھپتا ہی رہا کہ یہ بالکل غلط جوین بگیا ہوں اب اوسکی فوج نے یشورہ کیا
کہ اوسکو سلطنت اتار دیں اور اوسکی اطاعت سے کلین تاجان بچے ورنہ یہی حال سکا ہو گا اور خود تو
جوان سے خباثت کی چھاؤنی پر تبدیل آب و ہوا کے لیے گیا ہوا تھا کہ بیان گرمی بہت تھی اس
لیے اوسکو اس شوری کی خبر ہوئی تھی سو ایک دن اٹ کیوقت وہ اپنے ایک قلعہ میں تھا کہ فوج نکلا
چڑھ گئی اور کچھ اوسکا مال اور گھوڑے اور خچر تھے سب لوٹ لیا پر جو لوگ اوسکی مخالفت پر ہووے
تھے وہ انہرٹل مچانے لگے اس لیے یہ کچھ نہ بھاگے اور اسے نافذی ہتیار کر کے جوان کھڑے
اور اوسکے بیٹے ابو منصور منوچھر کو طبرستان سے بلا لیا کہ اوسکو سلطنت دیوین اور اوسکی اطاعت
کرین وہ یہ سنتے ہی دوڑا کہ بظاہر اوسکے موافق ہے اور بانپ پراؤ کی یہ حرکت اوسکو بہت ناگوار
ہوئی اس لیے اسکا بدلہ لینا اپنے دلیین چھپا رکھا اور اسوقت اوسکی بہت ملازمت کی کہ اسوقت لگے
اوسکے کچھ گارڈے تو بلہ بھی نہیں ہو سکے گا اور ملک بھی تباہ ہو گا اور اب یہ سب حال جو شمس المعالی کو
کھلا تو وہ بسطام گیا کہ دیکھے انجام ان لوگوں کا کیا ہوتا ہوا فوج نے سنا کہ وہ بسطام آیا تو منوچھر کو کہا

ہر ملک اور حکام کا مقابلہ کرے وہ ناچار بجا بت وقت اس کے ساتھ گیا شمس المعالی نے مصروف ہو کر اپنے پاس
 بلا یا یہ اس کے پاس تھا گیا اور میں غصہ کو بوسہ باورس لاؤں اور حالت پر بہت مدیا اور اپنے حقوق
 بہت یاد کیے اور یہ بھی عرض کیا کہ میری نیا زندگی جو حضور میں ہو فوج باغی کو معلوم نہ ہوے اب
 شمس المعالی نے جو دستی اور دستی اپنے فرزند کی دیکھی اور خیال کیا کہ انجام کار ہی ہو کہ سلطنت ہی کھلیے
 تو اس نے اپنی سلطنت اور سکودیری اور یہ وصیت کی کہ جب تک میں زندہ ہوں میری خدمت گزاری بخوبی
 کرتے رہنا اور خزانہ کے قطع میں عبادت خداوندی میں مصروف رہوں جب تک کہ موت آوے اور
 کہ سلطنت صرف تم ہی کرتے رہو کہ تم اب یاوشاہ ہوے پش شمس المعالی اپنے خواص خدمتگار لیکن خزانہ کے
 گیا اور منوچہر جرجان کو گیا کہ مسند لاری سلطنت ہو اور اپنی فوج اور عسک کی خوب خاطر داری اور ارا
 کرتا تھا اور جب تک شمس المعالی زندہ رہا ہر وقت انکو اندیشہ رہا جب وہ مر گیا تو سب کو اطمینان ہو گیا
 اور جرجان کے باہر پسر راہ خراسان اسے اپنے لیے آپ قبر بنوائی تھی اوس میں دفن کیا گیا اور منوچہر
 موافق اپنی رسم میل کے تین دن تک کیا گئے سر ہا سونا اور کھانا ترک کیا اور سینہ زنی کرتا رہا بعد اسکے
 سلطنت میں ایسا سردار اور مصروف ہوا کہ بھر باب کبھی یاد نہ آیا اور قادر باہد خلیفہ بغداد نے
 شمس المعالی کے سرنے کی خبر سنی تو منوچہر کو خط تعزیت اور تہنیت لکھا اور فلک المعالی لقمہ اور منوچہر
 جو صحت دیکھی تو سلطان بنین الدولہ امین الملک سے متابعت اور دوستی پیدا کی اور اپنے چند خواص
 کو بہت تحفہ اور ہاریا ویکر یہ پیغام نیاز اور محبت کے سلطان کی خدمت میں بھیجا سلطان نے بھی اس کی
 درخواست کے موافق دوستی اور محبت کا اظہار کیا اور امتحان کے لیے حکم بھیجا کہ ہمارا خطبہ اپنی ولایت
 میں جاری کرے اور ابو محمد حسن ابن مہران کو بہت تحفہ اور ہریہ دیکر بھیجا اسوا سے خوب اطاعت کی
 اور جرجان اور طبرستان اور قوس اور وراخان بن خطبہ سلطان کا جاری کیا اور پچاس ہزار دینار
 سالانہ مقرر کیا اور جب سلطان نے اروہ نارائن گڑھ پرورش کا کیا تو اس سے بھل اور دلم کے
 لوگ مانگے کہ وہ بہت دلاور اور واقعہ کار ہوتے ہیں اوس نے دھڑا دھڑی خالص بیل مقرر کیے اور
 اونکی تختا بہن اور اخانات دیکر کہ اونکی سب عبادات اور ضروریات دفع ہو وین سلطان کے پاس
 بھیج دیے جب یہ سب کا خدمت اسکا سلطان کی راسی میں متحقق ہوا تب اوس نے ابو سعید جو کنگی
 زمین جرجان کو منوچہر کے پاس پیغام رشتہ کے بھیجا اوس نے بھی قبول کیا اور اسکا کھانچ سلطان کی

دلمین جو کچھ کیا تو چھوڑا اور پھر وہی غمت اور توفیر اور کلام و توہم کی اور باقی الحاد اس سلطان جلوس کی
مردگاری اور توفیر کے لیے اسکو جرجان اور طبرستان سججا اور پھر ملاکر اپنا سمندر خدمت کر کے اپنے پاس
کھلا کہ مئی قوت اپنے سے جدا نکرتا تھا اتفاقاً ابو الفوارس ابن ہبار الدولہ سلطان کے پاس آیا کہ اس سے
مرد لیکر اپنے بھائی کے اور جو فوج کشی کرے مجلس ضیافت میں یہ جمع ہوئے اور وہ چلا اور اس
حالت میں اگلے پچھلے سب کر کے دارا نے ایک ایسی بات کی کہ اگر خاموش رہتا تو خوب ہوتا سلطان نے
اسکو ایک قلعے میں بند کر دیا اور سب اہل ملک اسکا ضبط کر لیا کہ جسے اور بگڑنوں کا محلو آتا تھا
اسکا بھی آنے لگا ایک روز فریر نے اسکی سفارش کی تو پھر اسکا ملک اسکو عنایت کیا گیا اسکی حالت
دست ہو کر اور اسکو قید خانے میں اسکی آمدنی کام آوے اور یہ حال محرم تہہ جرمی میں گزارا

مطابق تاریخ

ذکر مجد الدولہ البطالب ابن فخر الدولہ کا

فخر الدولہ نے ابو العباس تاش کو حب کہ وہ خراسان سے جرجان پہنچا دیکھا کہ خدا نے مجھ کو ایک فرزند
عنایت کیا کہ کنیت اسکی البطالب رکھی اور نام اسکا رستم کہ یہ نام تہا ہے بزرگوں میں تھا اور خط اپنے
وزیر صاحب ابن عباد سے لکھوایا اور حب فخر الدولہ گیا تو مجد الدولہ اسکی جگہ ہوا اور اسکی اسبند کی
بہن نہایت زور آور اور صاحب تدبیر تھی ملک و ظہم دیا بھی اور حکمرانی کرنے لگی ان دنوں بامینوں
خوب جنگ ہوئی یہاں تک کہ برابر جن سنویہ مجد الدولہ پر حملہ آور ہوا کہ تک ہوا دس چھین لے اور دنوں
میں ایسی لڑائی ہوئی کہ تکلیف فاقہ اور سختی اور خونریزی اہل و ظہم اور بھراہل رعب پر پڑی اور اب قریب
تھا کہ اور بھی سخت فساد ہوئے اور نہایت خونریزی ہووے اور بہت لوگ تباہ ہووے اور حاجی
لوگ فساد برپا کریں اور مجد الدولہ نے جو دیکھا کہ روز بروز فساد بڑھا اور زیادہ ہوتا جاتا ہوا تو اس نے
سلطنت ترک کی اور گوشہ نشین ہوا اور اپنی اکی طاعت قبول کی اور افران برداری سے توبہ کی
کہ جس سے خلعت اور تاباعان سلطنت تباہ ہوئے باقی تھی اور الگ ایک گھر میں ہو بیٹھا اور شغل صرف
لکھنے پڑھنے کا شروع کر دیا اور اسکا بھائی شمس الدولہ ولایت ہمدان اور قریمین اور اس کے سبقت
حدود و بنداز تک کا فرمان دیا ہوا اور برابر جن سنویہ اس مال اور دولت پر کہ قلعوں میں سے بیچ
قبضہ کیا اور گوون کو ہتھ رو دینا شروع کیا کہ بد دن میں سب مال خرچ ہو گیا اور ابن فولاد کے پاس
کہ سلطنت آل بویہ میں جلیل القدر اور صاحب علوم مرتب تھا اور سب علمی اور علمی سردار جمع ہوئے

اوس نے عبداللہ اولہ اور اوکلی ان سے کہا کہ میں ہر وقت تمہاری ولایت کا مددگار رہوں گا اور تمہاری
 سلطنت کا ایک کون ستوار مجھ کو فروین جاگیر دیدہ و آونمون طے صاف یہ عذر کیا کہ باہمی مملکت بہت
 قلیل در مختصر جواس لیے ہم نہیں دے سکتے ہیں ابن فولاد یہ جواب سنکر اطراف رخ پر چڑھ گیا اور لوٹ
 مارا اور نہر فی غلہ والوں پر کرنے لگا اور قریب دو طرف کا دھکا ملک دیا لیا ان دونوں نے ہمسایہ
 مدد مانگی وہ بہت لوگ چل کے لیکر چڑھ آیا اور خوب جنگ ہوئی بہت کشت و خون ہوا دونوں طرف کے
 لوگ بہت مارے گئے اور ابن فولاد کی ٹانگ میں تیر لگا کہ وہ زخمی ہو گیا اور دہقان کو بھاگا جا کر
 زخم کا علاج کیا اور منوچہر فلک المعالی کو لکھا کہ میری مدد کرے تو میں اوکلی اطاعت کروں گا اور
 اوس کا خطبہ جاری کروں گا اور لوگوں کو خراج دیا کروں گا اوس نے دو ہزار آدمی نہایت زر زر اور قوی
 بھجودے یہ سب جمعیت لیکر ابن فولاد پر چڑھ گیا اور لوٹ مار بھر کرنے لگا اور اہل ملک کو بھی بہت
 تکلیف ہوئی اس لیے لاچار مجدالدولہ اور اوکلی نے علاقہ ہمدان اوسکو کھدایا کہ کچھ تو امان ہو دے
 اب وہ زخمی ہو گیا اور فساد جاتا رہا اور اپنے لشکر سے ملک کا انتظام ور بندوبست اور دینی کرنے لگا
 اور ہر فساد سے اونکو روکنے لگا اور منوچہر کالشکر اولشا پھر گیا اور اس نے ہمدان جاگیر مجدالدولہ کا
 خطبہ جاری کیا اور یہ شہنشاہ جبرری کا جسد ہوا اور نصر ابن حسن ابن فیروزان سلطان
 یمن الدوالہ تخت میں ایسا سرگرم رہا کہ اسے ہنگامہ بیار اور جو مند اوکلی جاگیر کردی وہ وہاں پونچا اور
 خوب انتظام کیا اور یہی صل بہت حاصل کیا اور مجدالدولہ نے زخمیں جو اوسکو بلوایا وہ بیلوایا کہ اللہ تعالیٰ
 قابوس کے لشکر کا ڈر تھا وہ ہر وقت موقع اور قابو دیکھتے تھے اور جب وہاں پونچا تو حق قریب
 اور فرمان پذیری سب جنائی گئی اور یہ وہاں چند سال رہا کہ اچھی طرح سے اسے وہاں کا انتظام کیا
 اتفاقاً یہ معلوم ہوا کہ یہ مخالفین سے موافقت رکھتا ہو تو اوسکو قلعہ ستونا وند میں قید کر دیا گیا پھر اوسکا
 قصور و عاف ہوا اور اسی کام پر بھر متاثر ہوا کہ دہلیم نے بھر سارا دھنیا اور لوٹ مارا اور نہر فیروز
 لغت بنی کرنے لگے کہ یہ باست بالکل نہر ہی تھی اور مجدالدولہ سواسی لکھنے پڑھنے کے اور کچھ شغل نہ تھا
 محتاب نصر نے بھرا دیکھا بندوبست اور قلعہ و قمع کیا تو اوسکو اب راہ دیا کہ نصر کو قتل کر دیو
 اوسکو گھیر لیا پہلے تو صرف لکھا اوسکو بہت دن تک ٹالنا رہا پھر بھاگ نکلا اور سب مال ان لوگوں کو
 لوٹ لیا اور اوسکو اتار بیچ رہا کہ مر گیا

دُگر بہار الدولہ کا اور جو یکھ اوسکا بچہ نام کارہوا

جب سلطان حسین الدولہ بہستان کا مالک ہو گیا تو بہار الدولہ نے اوس سے دوستی کے لیے پیغام خطوط بھیجے کہ ان دونوں ملکات بہین تھیں سو سلطان بھیجی یہ دوستی قبول کی کہ وہ بھی شریف ہوا اور اوس کے بزرگ بن بزرگ تھے اور سلطان نے بھی پیغام محبت بلکہ رشتہ داری قریب کلے قاضی ابو عمر و بطانی حضرت بنشا پور کے ہاتھ اوس کے پاس بھیج دیا جب قاضی بہان پونجا تو بہت تعظیم و تکریم ہوئی اوس نے سب ادا کیے بہار الدولہ نے کہا کہ میرا فریر فریر الملک بغداد میں ہوا اوس سے جا کر پیغام دینا چاہیے بعد اوسکی صلاح کی جو ہو گا کیا جاوے گا پاسبان قاضی جب تک بغداد سے نہیں آیا بہار الدولہ بجا رشتہ ہو اور گیا اور لوگوں نے اوس کے فرزند ابوشجاع سے بیعت کی اور قادر باوند خلیفہ بغداد نے اوس کو سلطان الدولہ العقبیٰ اور سلطنت اوسکی ہم گئی اور اقبال اوسکا دست ہو گیا اب قاضی نے سلطان الدولہ سے پیغام دوستی پونجا یا اوسے جواب صاف نہ کیا کہ یہ پیغام اہل میں اوس کے باپ کے لیے تھا نہ اوس کے لیے بجز اسکے کہ مجمع کہا کہ ہماری اور سلطان کی دوستی مورتی ہو اور وفاداری قدیم اور اوسکا بھائی ہیرا ابو الفوارس اس وقت کرمان میں تھا اب ان دونوں میں جنگ اور مخالفت قائم ہوئی اور سلطان الدولہ نے لشکر رتبہ کیا کہ کرمان اوس کے ہاتھ سے لوے آخر جنگ ہوئی اور بہت کشت و خون ہوا اور ابو الفوارس کو شکست ہوئی اور بھاگا اور سلطان حسین العقبیٰ کے پاس دے لیے جا کر وہاں سلطان نے نصر بن اسماعیل نائب کو اس کے استقبال اور مدارات اور انتہا مہمانی پر مامور کیا نصر نے پوچھتے ہی اس ہزار دینار نثار کیے کہ اسے اوسکا بہستان میں نام ہو گیا کہ ایسا کام واریسی سخاوت کسی اگلے پادشاہ سے نہ ہوئی تھی جب سلطان جاکر ملے تو طرفین سے ہلایا اور تحفے اس قدر لیے دیے گئے کہ جنگا بیان نہیں ہو سکتا بلکہ تمام دنیا کی الیت سے بچی ہوئیں اور تین مہینے بخینا مہمان ہا اوس کے بعد اسے رخصت اور مدد نامی سلطان نے بہت خوشی سے بہت مال اور دولت دیکر رخصت کیا اور ابو سعد عبد الرحمن ابن محمد طائی کو کچھ فوج دیکر اسکے ساتھ کیا ابو الفوارس یہ سب کچھ لیکر کرمان پر ہوا تو جو لوگ اوس میں تھے فوراً بھاگ گئے کہ ان کو مدد نہ تھی اور ابو الفوارس نے ابو سعد کو کرمان پر مقرر کیا کہ اوسکا انتظام کرے اور محاصل حاصل کرے پھر ابو سعد ہمارے ہوں کو لیکر روانہ ہوا اور جو کہیساں ایک مدت گزر گئی اس لیے سلطان کی طرف سے ان لوگوں کو ایک طے کا خال ہوا لیکن جب یہ لشکر وہاں پونجا تو سلطان نے حکم دیا کہ بھجواؤ اور ملک ابو الفوارس سے

چھین لیا سو وہ لوگ واپس آئے اور جنگ واقع ہوئی اور ابو الغفار شکست کھا کر بھاگا اور مہمان مین
شعل و لہرین فرزدادہ کے پاس گیا اور اس نے بلحاظ قربت اسکی خوب خط واری کی اور ایک ست باجید و دگاری ہا
آخر اسکو معلوم ہوا کہ محکوم فرزند بکر کا ہوا اور اپنے بھائی سلطان علی ولہ کے پاس مین بھیجا جاوے گا سو یہ سن
بھاگا اور فریاد کی راہ لی اسکے لعب جو اسکا حال ہو گا کھنا جاوے گا

ڈکڑ ایک خان اور جو اسکا بھنجا ہوا

ایک خان کو اس شکست کا بیچ بھرا و اسکو ہوتی بہت غم اور افسوس تھا اور اپنے بھائی سلطان خان کو ہر وقت
علامت کرتا تھا اور قدر خان سے ہر وقت مدد کا تقاضا تھا لیکن تقدیر اسکی برخلاف تھی اتفاقاً
یسار ہو گیا اور ستہ جبرمی مین گر گیا اور طغان خان اسکا بھائی اسکا وارث ہوا اور اپنے
سلطان سے سختی اور دوستی پیدا کر لی اور جو کچھ کہ اسکا بھائی غفل انداز ہوا تھا وہ سب رفع ہوا
اب ملک چین سے ایک فوج کثیر طغان خان اور بلا و اسلام اور بلا و ترک اور ماوار النہر سرچہ پڑھا
اور قریب تین لاکھ کے خرگاہ تھا کہ اسقدر اسلام مین کسی کے پاس نہیں ہوا اب اسنے بھی دہلا
اور تمام ترک مین سے لوگ بلوائے تخریب ایک لاکھ کے جمع ہوئے لیکن انوکلی کثرت سے سب
ڈرتے تھے اب طغان خان سب جمعیت لیکر اونکے مقابلہ پر گیا اور جان لیا کہ بدینک مارے جائینگے
چند دن تک برابر لڑائی یہی اب ایک دن سبے اتفاق کیا کہ سب لڑ مین موضع سے جو طغان
نے محکمہ کیا تو وہ بہت تک لڑتے تھے اور ایک لاکھ آدمی اونکے قتل کیے اور چند بیویاں زینہ بھی پایا تھا
کہ سب بیویاں اور دست ہو کر لڑتے تھے اور ایک لاکھ غلام ہاتھ لگے اور باقی جو رہے بھاگتے جاتے
تھے اور بچنے جاتے تھے اور بعد اس فتح کے چند دن بعد طغان خان گر گیا اور اسکا بھائی ارسلخان
ابو منصور اسکی جاہی پادشاہ ہوا اور اسنے بھی سلطان مین الدولہ سے بدستور دوستی اور شتی
کر لی اور سلطان نے اپنے فرزند ابو سعید سعود کی شادی اسکی دختر سے کی تھی اور اسکو بہت
معتبر و نیک ساتھ بلج بھیجا کہ وہاں سے بیاہ کر کے لائے اور یہ سنندھ جبرمی مین ہوا۔

ڈکڑ الی احمد فرزند سلطان مین الدولہ مین اسلہ کا

اسکے افلاق اور عادات بہت پسندیدہ اور علم و ادب مین خوب فائق البوصہ فریونی والی
جو زبان کی میثی سے اسکا بیاہ ہوا اور اسکو جو زبان کا نظام دیا اور ابو سعید سرخو کہ لڑکا

مطابق سلسلہ

مطابق سلسلہ

ہوا اور سکا پشکار اور غم نہ ہو محمد بن ابی مران کو کیا باقی حال ان نون جانیو کا جو ہوگا آگے نہ کر دیا
 ذکر ابو العباس مامون خوارزم شاہ اور جو اسکا اجنام ہوا
 یہاں تک کہ سلطان یسین الدولہ اسکا وارث ہوا
 ابو الحسن ملی جب اپنے باپ کا وارث ہوا تو اسنے خوارزم کو جرجان سے شامل کر لیا اور اپنی تعویذ کے
 لیے سلطان کی بہن سے نکاح کیا کو یا سب ایک ہو گئے یہاں تک کہ ابو الحسن گر گیا اور اسکا بھائی ابو العباس
 مامون اسکا بانشین ہوا اور اسنے بھی سلطان کی بہن سے نکاح کیا کہ وہی تعویذ اور دستہ بھی سلطان کے
 کے حکم کے موافق اسنے اپنے ملک میں خطبہ سلطان کا شروع کر دیا لیکن اسکی سپاہ اور سرداران سپاہ
 انکا کیا کہ اگر کو ایسی طاعت سلطان کی کر گیا تو ہم تجھ سے بھر جاویں گے اور تجھ کو سلطنت نکال دیں گے یہی
 فائدہ سلطان سلطان باکریان کی اور بھی کہ ان سب کا سردار اس امر میں ناستکین بخاری ہر
 اور یسب ابو العباس بن علی آناو تھے چنانچہ ایک روز بہم سلام اسکی پس گئے اور اسکو قتل کر ڈالا اور اسکے
 ایک بیٹے سے بیعت کر لی اور یہ بھی وہ جانتے ہیں کہ سلطان ابی بہن کے لیے اس ملک کا مدعی
 ہو گا تو سبے اتفاق کیا کہ خاص ارالملا کے اندر لڑنے کے سلطان کو اپنے بہنوئی کے ارے جانیکا
 بہت غم ہوا اور بہت غصہ آیا اور چلا کہ اسنے دارالملا کے صحن میں مہا پونجا اور ان لوگوں کو ارادہ کیا کہ
 انکو چھاپہ مارین اور نیا استکین سنے یہو جتے ہی رات کو ابو عبد اللہ طائی پر کہ مقتدرہ پیش نما کیا
 اور لڑائی ہوئے لگی اور سلطان بھی پسند و ڈر اور خوارزمی لوگ صبح سے جیتاک کہ خوب گرمی ہو چ
 کی ہو گئی لڑتے رہے اور جب دو پہر ہوئی تو اون کو شکست ہوئی اور بھاگے انھوں نے بیچوں کی
 لی اور بہت مارے گئے اور پانچزار آدمی بکڑے گئے اور آخر کار نیا استکین بخاری بھی گرفتار آیا اور قید
 ہوا ان سبے سلطان پوچھا کہ تمھنے اپنے ولی نعمت کو یہوجہ کیوں قتل کیا نیا استکین نے ڈھٹائی
 کہا کہ تمھنے قتل کیا اور اور دن نے کچھ جواب نہ دیا پھر سلطان نے حکم دیا کہ ابو العباس مامون کی قبر
 پاس انکو لیا جاؤ اور کوٹے مارو اور ناک اور کان کاٹو اور پھر سولی دواؤ اور ابو العباس کی قبر پر ایک ستر
 یکھد والے رکھ دو کہ یہ قبر ابو العباس کی ہو کہ اسکے نوکر دن اور خادموں نے اسے اسے بغاوت کی جو انکو
 اندھے سلطان یسین الدولہ امین الملک کو باغیوں پر قدرت دی کہ انکو پھانسنے دیکھو لا اور غریبی
 کہ باقی رہے انکو ملوک ہنکار شہر غزنہ میں تشریف کے لیے پھرایا گیا اور پھر حکم دیا کہ انکو فوج میں چن دیا

کہ یہ جاسوس اور اہل فساد کے ٹکڑے ہیں اور خود ہم پر جان بوجھ کر دشمنی کر کے غور بنے غلام کیا
ستھر اور قنوج کی فتح کا ذکر

سلطان جب خوارزم کو اپنی سلطنت میں لایا تو بہت کور و انداز اور اسکے بند و بست کر کے غور کو بھلا اور
 بیان میں ہزار آدمی اور انہر سے اس کے پاس اور آگئے اور ارادہ ہوا کہ اب غور قنوج کرین اور قنوج کی
 تاج میں لکھا ہو کہ سوامی کشنا سب کے جو شمشادہ غلام تھا اور کوئی قنوج فتح نہ کیا اور غور نے تین مہینے کا رستہ
 ہوا اور غور کیا اور غلام اور دہائی ان کے اور غلام اور چند راہ اور راہ اور شتہ تندرستے بعافیت تمام اور تیار
 اور جس اہل کی سرحد میں آیا تو اس کا کوئلے یا بھندی اور مستندی جاضر یا اور جب کشمیر پر گزر ہوا تو غلام کی بہن
 والی شمشادہ غور میں آیا اور رہنمائی اور سرری کرنے لگا اور اسی رات سے دو ہسروں تک
 چلتے تھے اور دسویں جب سرفہم جہری کو جہنا سے اور آئے اور جو قطعہ کہ ملند نظر آیا اس کو
 فتح کر لیا میان تاکہ بریکے قطعہ پر جو راجہ راجی ہر ذریعہ کے ملک میں واقع ہو گزر ہوا اور راجہ راجی جو بیال بکھا
 اور اور تو مناسب یہ جاننا کہ اسلام قبول کرے اور دس ہزار آدمی لیکر آیا اور اسلام لایا اب سلطان اس کو
 بھی اپنے ساتھ لیا اور راجہ گلچند پر چڑھائی کی اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ حکم کرین جو فتح وہی فتح کرنے لگی
 جو کرتی آئی اور اور سلطان کو جو معلوم ہوا کہ ایک تہہ قطعہ کے اوپر سے بھی ہر سلطان اپنی فوج لیکر اوپر
 جا جو راجہ اور اس کی فوج نے دیکھا کہ قتل عام ہو رہا اور ہمارے تلو اور کچھ کام نہیں کرتی لاچار یہ سڑ رہ
 کیا کہ دریا میں جا پڑیں وہ ہکو بجالیکا سو بہت تو ڈوب مرے اور بہت مارے گئے اور بہت قیدی ہو
 اور پچاس ہزار آدمی کے قریب قتل غرق ہوئے اور راجہ گلچند نے اول اپنی اور کو مارا پھر باہر لایا
 پچاسی باہمی بادشاہ کو سوامی اور مال کے ہاتھ لگے یہاں سے فتح کر کے ستھر پر چلے جس کو اہل ہند گمان کرتے
 ہیں کہ یہ شہر آرمینوں کا بنایا ہوا نہیں جو چین کا بسایا ہوا اور اس کے چین ایک سنہرے نہایت عمدہ ہو کہ
 اسی خوب عمارت اور ایسا عمدہ نقشہ کہ کج کجے قلم سے بن سکے اور نہ کوئی مصو تصور یا دار سکے اور
 سلطان نے جو غور نہیں خط بھیجا تو آرمین یہ لکھا کہ بیان ایک مندر کی عمارت ایسی ہو کہ اگر کوئی اس کے مقابل
 بنانا چاہے تو شاید نصف دس کروڑ دینار و دہیں میں اچھے کارگر دن سے بن سکے اور غور نے ان کو
 کہ جو بیان تھے پانچ بہت سونے کے معلق ہوا میں کھڑے تھے اور آرمین سے ایک کی آنکھوں
 میں دو یا قوت تھے کہ اگر شاید بیچ جاتے تو پچاس ہزار دینار کو بھی ارزان تھے اور دوسرے بکے

مطابق شمشادہ غور

گلے میں ایک ٹکڑا قوت کا پارہ بچا جس شغال کا تھا اور ایک کے قدم کے نیچے جا رہا تھا جس شغال ہوا
 تھا اور کل ہونا جو ان سب پر تھا اٹھا سوے ہزار تین سو شغال تھا اور پانڈی کا وزن اس وقت ممکن تھا کہ
 معلوم ہو سکے سب پر سب فوج لیکر قوت فوج کو چلا اور اپنی فوج کو بدین خیال کم راجہ قنوج راجی جی پال کی فوج بہت
 قلیل ہو رہا تھا سب فوج لیکر لہجائے کی نہیں ہو یہیں مجبور دیا اور سترے میں مال اور غلام ہتھیار ہاتھ
 لگا کر حساب نہیں ہو سکتا اور انھوں نے شعیان کو قنوج پونچا اور راجی جی پال سنتے ہی بھاگ گئے گنگا سے
 پار اور تگیا اہل ہند میں بالی بہت فطیم کر کے تین اور سلطان قنوج کے قلعوں میں گیا اور بالی گنگا کے کنارے
 پر سات قلعے مال اور دولت مال مال ہزار اس شہر میں دس ہزار ہندو رہتے ہیں کہ اہل ہند کو بیگان
 ہو کر یہ ہندو دتتیا لاکھ برس ایسے بنے ہوئے ہیں سلطان فوج کو حکم دیا کہ شہر لوٹ لو اور پھر قلعہ فوج
 کہ رہنما قلعہ کا قلعہ کھاتا ہو گئے اور قتل ہوا آخر سلطان کو فتح ہوئی پھر وہاں سے قلعہ آسی پر گئے اور
 وہاں لاکھ جندال سور تھا جو سب سرداران ہندوستان میں غرت دار تھا اور اسکا لشکر بھی بہت تھا اب
 راجہ قنوج نے اسکو سلطان کے مقابلے میں کیا اور بہت دن تک لڑائی رہی اور جب راجہ جندال کو
 سلطان کا حملہ معلوم ہوا تو بھاگ گیا اور سلطان نے اسکا قلعہ مار کر ڈا دیا یہ فتح کر کے راجہ جندال راجی پر متوجہ
 ہوا اور وہ اپنے قلعہ سترہ میں تھا اور پہلے تو او میں اور راجہ بر جی پال بن شمشی تھی کہ تسمین ہمیشہ
 جنگ جی پال رہتا تھا آخر تسمین صلح اور دوستی ہو گئی اور راجہ بر جی پال نے اپنے فرزند جیم پال کی سنگی کا
 پیغام راجہ جندال کی بیٹی سے دیا کہ پھر فرسا کو بھی نہ دے اور ہمیشہ دوستی رہے جب جیم پال باہر گئے
 گیا تو راجہ جندال راجی نے اسکو قید کیا کہ جب قدر میرا نقصان تیرے بائیں کیا ہو وہ سب ادا کرے جب
 رہائی ہوگی اب جی پال اس فکر ہی میں تھا کہ کوئی نکر اپنا بیٹا چھڑا دے اور کوئی نکر اسکا قلعہ لوے کہ اتنے
 میں سلطان جا پونچا بر جی پال تو راجہ بھوج دلو کے پاس چلا گیا کہ سلطان کے صدمے سے بچا اور
 جندال راجی نے سلطان کا مقابلہ کیا لیکن جیم پال نے اسکو نصیحت کی کہ محمود ہندو تو نہیں ہو سکتے
 اوس لڑنا نہیں چاہیے اور جب چاہا ضرور ہو کہ اوسکے نام سے بہت فوجیں تیری ماری میرے باپ کا
 بھاگتی ہیں اسکو نصیحت پسند آئی اور ہباب اور ہاتھی اور مال اور دولت سب لے گئے اور ہابو میں
 جا چھپے اور عرض اسکی نصیحت سے یہ تھی کہ جندال راجہ کے ساتھ تین گز تار نہ ہو جائوں اسکے
 ملا وطن ہونے سے میں ہا ہوں گا پس سلطان نے جو یہ قلعہ فتح کیا تو بہت مال گناس میں سے نکالا

لیکن سلطان نے ارادہ کیا کہ ہندو راجا کا تعاقب کرے کہ وہ ہمارے ہندو کوں کے فاضل پر ہر اور غریب کے وقت چھبیسویں تاریخ شعبان کو وہاں پہنچا اور لڑائی ہوئی تو بہت مارے گئے اور بہت قید ہوئے اور تین دن تک برابر لڑ رہی اور باہمی بہت ہاتھ لگے کہ اور کا نام خدا اور در کا اور سونا اور چاندی اور پاتو اور موی جو ہاتھ لگا تو سب تیس لاکھ درہم کے تھا اور لونڈی اور غلام اس کثرت سے ہو گئے کہ برہمنیت اونکی دس روپیہ کی تھی ورنہ دو تین روپیہ کو کہتے تھے +

غزنین کی جامع مسجد کا ذکر

جب یہ چھ سال ہر دولت اور برکت ماوراء النہر وغیرہ سلطان کو ہاتھ لگا تو اب اسنے ارادہ کیا کہ غزنین میں ایک مسجد بناوے اور کرسی اور تختہ وغیرہ ہند اور سندھ سے منگائے گئے اور فرش کا سنگ لے کر کانا بنا اور نہایت تکلف کیا اور بہت سونا اور چاندی دیو لڑایا اور سکے گردہ رسہ منگوا کر جمع کیا

ذکر قوم افغانان

یہ قوم راہزن اور غارتگر ہے جب سلطان قنوج کے طرف گیا تھا اس کے لوگوں کو لٹھتے تھا اور اتارے تھے اب سلطان نے بیان لکھ کر دیا کہ اسے بدلا لیوے اور ان کا سہیصال کرے سو ابھی خاص فوج لیکر اوپر خرچ کیا اور سوامی بچوں اور غورتوں کے سبقتوں کیا کوئی باقی نہ رہا پھر غزنین چلا آیا اور چاہا کہ پچھن ملے میں آرم لیوے اور باقی سال غزنین لڑ کرے اور پھر ہندوستان پر توجہ ہووے سو ابھی فوج لیکر ہندوستان پر چلا اور دیاسی بڑا بڑا اور راہبر و جیال ایدھر سے خوب چست و چالاک فوج لیکر چلا کہ سلطان کو دریا پار نہ آنے دیوے سلطان نے فوج اس کا پیارہ دیکھا تو حکم دیا کہ مشکلیں بانڈھ کر دریائے پار چلے جاویں اور آٹھ غلام قوم جو حکم سلطان یونہی دریائین کو ڈپڑے اور اس کو تلوار سے پر جا پونچے جب راجہ نے دیکھا کہ پانی انکو لے چلا آتا ہو تو باج باہمی اور فوج اینہر متعین کر دیے کہ اوہراں کو اور ترے نہ دیوے تو ان آٹھ غلاموں نے تیر و کھ ہاتھیوں کے بانوں اور جہے جہے کر دیے اور پرا اور ترے انھیں کچھ ڈوبے اور باقی سب پار چلے گئے اور سلطان اجلہ کیا اور راجہ کی فوج شہر آ پیے ہوئے تھی سلطان نے انکو ایسا مارا کہ سب متفرق ہو گئے اور بہت ہارے گئے اور بہت قید ہوئے اور دو سو سترا تھی ہاتھ آئے اور راجہ بھاگ گیا +

ذکر اوس حال کا جو بعد وزیر ابو العباس کے نیشاپور میں

گزینہ اور ابو الحسن علی شہیدی وہان کا دیوانہ

بسیب برہمائی مایا اور کی پیداوار اور خراج قانونی کے اور بسبب ویران ہونے زمیندار اور لجنے جو تھے والوں کے جو زیارتی وزیر ابو العباس پر لکھا گیا تھا جب اس کا معاملہ ختم ہو چکا تو سلطان ابو الحسن ہر ابن عبد الصمد رئیس قاضی کو بلا یا کہ شخص آبادی ملک اور تحصیل پیداوار اور قانون دیہاتی سے خوب واقف ہو اور اس کو وزیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ منجملہ آمدنی خوشی کے بچا س ہزار دینار واسطے آبادی ہر باون کے اور بطور قاضی زمینداروں کے خرچ کرے سو بیست ہجری میں غوثیہ پور گیا اور زمین قابل زراعت میں زراعت کروائی اور ویران کو آباد کیا اور بھاگے ہوئے اسامی کو بھروسہ پایا اور ظاہر ہو کر نقصان میں کیا تو مدت ہی میں پور ہو گا اور سلطان ہر سال یہ چاہتا تھا کہ مقدار تخمینے سے زیادہ کرے اور بیان یہ کہ جو کچھ پیداوار کم اور کبھی نرخ کم اور تصدی لوگ اپنا کام کرتے تھے یعنی ہر ملین اور ہر مال پر اپنا حق لگاتے تھے یہ شخص حیران تھا لکھا کرے اور سلطان کی طرف سے ہر وقت مطالبہ اور دیکھی جا رہی تھی کہ جو باقی ہر وہ وصول کرے بھیجے اور جواب پیداوار جو بھیجے اسنے دیکھا کہ میری ملک جس قدر ہر وہ تو کبھی بقدر مطالبہ کافی ہوگی اب اسکو نصیحت اور رسوائی کے غم نے ایسا بیمار کر دیا کہ قریب ہر گ ہو گیا اور ایسا دہلا ہو گیا کہ گویا مردہ ہر اب سلطان نے ابو الحسن سیارمی کو وزیر یا دیوانہ مقرر کر کے وہاں جاکر نہایت تدبیر اور امانا اور حساب دان اور ہوشیار تھا اسنے بیان پوچھ کر سب جتنا اور تمام کا غدر تب کیا اس لیے اگرچہ سلطان کو یہ ضرورت تھی کہ اسکو اپنے پاس رکھے لیکن خراسان کے بند و بست کے لیے اسکو بھیجنا ضرور پڑا کہ سب مملکت سے بہت عمدہ اور بہت اچھی مملکت ہر اور خط استوا میں جو بلاد و مضرار میں اونکا یہ ایک ثلث ہر

ہر ثلث

ذکر ابو بکر محمد بن ہماق ابن محمد شاہ اوقاضی ابو علی صاعد بن محمد اور اوٹکا انجام کا

یہ دونوں صاحب مذہبی آدمی تھے صرف انکی دیندارمی کچھ حال لکھا ہے یہ سب مذہبی

ذکر ہر تاریخ سے کچھ علاقہ نہیں ہر اس لیے ترک کیا گیا اور اسے تدبیر نہایت ہر

ذکر سیالار ابو المظفر ناصر بن ناصر الدین سبکتگین کا

جب سلطان نے خراسان کے آل سامان سے غالی کروالیا اور اسکا ملک ہو گیا تو اسکو کوئی

اور محبت سے بھائی نصر کی تہنق ہوئی اور دوسرے بھائی امجدیل سے جدائی ہوئی اس لیے اس نے
نصر کو سہ سالہ لڑی خواہاں کی دی اور دنیا پور پر بچھا اور یہ عمدہ، بندہ میں اسی کا تھا اور چونکہ نصر اس سے
بڑا تھا اس لیے اس کی توقیر اور تعظیم خوب کرتا تھا یہ شخص چند سال نہایت خوبی اور نیکی بنی ہنکے ساتھ
اس عہد سے ہر ممتاز رہا اور بہت اچھے اچھے کام اس سے سرزد ہوئے خصوصاً ابلیس، عجم، مصر
بکہ فساد میں نہایت ہوشیاری سے کام کیا پھر سلطان نے اس کو بلو لیا اور اپنے
پاس لکھا کہ جدائی گوارا نہ تھی اور ایسا نیک تھا کہ سلطان نے کبھی کوئی لفظ نہ ہوا وہ سب سے
نہ سنا اور کسی نے کبھی اس کی شکایت نہ کی یہاں تک کہ آخر کار مر گیا

ترجمہ مشربم تاریخ میمنی

فقیر سر باخدا، بقصد وکیل احمد بن شیخ قلندر حسین بن شیخ محمد ویم بن شیخ محمد عطار فرخ شاہ
ارواح اسلامہ و فاضل علیہ خصائص الطافہ کو حق تعالیٰ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے سکندر پور
کے خزانہ داران میں پیدا کیا تھا اس لئے انہی شیخ مبارک فاروقی عدلی کو
پونچتا ہوں جو کلین اپنا، اللہ سے تھے ان کے وصال کی تاریخ یہ ہے ۵

بزرگے و سکندر پور مشہور	قناعت پیشہ فود و قمر مسرور
اگر سال وفاتش را بچوید	مبارک رفت از دنیا بگوئید

حضرت بندگی کی قبر سکندر پور میں میرزا و تبرک ہو دور دور سے لوگ آتے ہیں اور اپنے
وہن حاجت کو ان کے فیض سے پھر اپنے تہن البین قبر پر یوں کندہ ہو ۵

زیارت گاہ در دمست این سبز	مبارک بود شیخ باکرامت
بے سال وفاتش گفت ماہ	مبارک از جهان بگزید و جلست

سلاطین تیموریہ نے مصارف جامعہ خانہ حضرت بندگی کے لئے بہت بڑی گنجینہ بنی تھی
توالون کے نام علیحدہ جاگیر تھی یہ بزرگ حشری تھے سماع سے نہایت ذوق تھا حالات سماع میں اکثر
و جہد فرماتے تھے محمد و م تاج محمد حضرت بندگی کے صاحبزادے درویش الکیال
و صاحب مال و قال تھے انکا مزار بھی بندگی شیخ مبارک کے حظیرے میں ہے لیکر

۱۔ کچھ نشان نمین پایا جاتا تاریخ وفات یہ ہے

تاج محمود انتقال نمود	آفتاب ہدی بقیع نفوت
سال تاریخ عاجبہ خستہ	تاج محمود تاج ناگفت

ہمارے والد مرحوم کے انتقال کی تاریخ یہ ہے

شیخ زین شیعہ تلمذ حسنین	تن برقصا داد جب کفنا
عاجز دل خستہ لبالش لاش	خواہد اوشدہ دار البقا

فونی ہی جب شب جمعہ ۱۲۸۴ ہجری کو بن ہیا ہوا ۱۲۸۴ ہجری تک۔ فارسی کی معمولی کتابیں پڑھ کے جو نوبت گریہ ادا کیا غناہ رشیدیہ حضرت دیوان محمد رشید جون پوری قدس سرہ میں ٹھہرا اور کتب صرف و نحو و مختصرات منطق پڑھ کے تمام کتب درسیہ سب لفظاً و لائحہ عمل عبدالحکیم لکھنوی قدس سرہ کی عین خدمت میں سائنہ و قراءۃ پڑھی اور ۱۲۸۴ میں فراغ حاصل کر کے لکھنوی چلے گئے جناب مولانا ممدوح کی تاریخ وفات یہ ہے

کان برہہ اکسیر ذاعلم	رفع اللہ عنہ ما مشہد
فی الدنار الذی یغیب	قلت تاریخ مؤیدہ

پھر لکھنؤ کا غم کیا کتب طبیہ مولوی حکیم نور کریم لکھنوی سے پڑھیں جو مشہر فی الافاق حضرت شاہ عبدالرزاق السنوی قدس سرہ کی اولاد سے تھے مطب مولوی علی محمد یعقوب لکھنوی کے ساتھ کیا پھر صحت کے لکھنؤ و جون پور و سکندر پور میں درس و علاج فرماتے تھے صرف رہا ۱۲۸۴ ہجری میں شہر فرخندہ بنیا دھیرا آباد نظام میں آیا اور سرکار دولت آصفیہ کی ملازمت اختیار کی باوجود کثرت اشتغال کے مجھے تصانیف کا مشغلہ رہا جس قدر تصانیف آج تک مرقون ہوئی ہیں انکی فہرست حسب ذیل ہے۔ تنقیح خالین بحواب تفسیر مخالفین معیار الصرف۔ نقل مجلس۔ تشدید المبانی بکاح الثانی۔ مکاتیب۔ حدائق الفان۔ بین الطالبین ضیائۃ الایمان عن قلب الاطمینان۔ ارتقا و العنود الی طریق ادب علی المولود۔ سنجہ فی تفسیر و تفسیر جلیلیہ۔ نصیر لاجتہاد بن بردہ فہرست غیر المقلدین۔ ارتقا و بنطاسی اجتہاد۔ تفسیر مجاہدہ۔ تفسیر الصریح عن احکام الحدیث بحسن الصحیح۔ ارتقا و المغانا الی مسلک حجتہ خیر الابرار۔

تقریر بذریعہ خدمت خرم و خرمیر۔ محمد و کلمات المجدد۔ رفاہ علی الحج العبادہ سے عفت الدہر۔
 واقع الشقاق عن اعجاز الشقاق۔ تبصرہ۔ البطل الا باطیل۔ بردالتاویلی العالی۔ قوتی۔
 واقع الوفا۔ لذت الوصال۔ تذکرہ الیسیب فیما یعلق بالطبیب بالذات الامیر علی کسیر البدن۔
 آیاتہ ضمیمہ ترجمہ تاریخ عینی۔ یاقوت عالمی شرح مقامات بدیع الزمان ہدائی۔ رفاہ الدہر۔

خاتمہ الطبع

غدا ترجمہ خدمت کاغذ پر کیا جانے والا دیکھ کر اسے ادا کرنے سے بالکل عاجز اور قاصر ہو جانے والے کوئی تازہ
 شہرہ ہو تو طالب کو سنانا چاہیے اور شہرہ کا چہرہ پر نور آئینہ تلوار میں لکھا جاتا ہے کہ یہ کتاب مفید مطلقاً
 پسندیدہ شیخ و شاگرد یعنی مرآت صورت نامی حسن بنی موسیٰ بآئینہ عینی ترجمہ تاریخ عینی جسکو ہم
 دینی ماہ آسمان دو مہینی صدر آرا سی الوان و جاہت و بردباری فرمانروای مملکت ہندوئی تاریخ نگار
 فضل حبیب مورخ بے بیل کثافت و قاتق معنوی و صوری جناب مولانا موسیٰ حکیم
 وکیل احمد صاحب سکندر پوری نے بنے صیقل بیان سے آئینہ سکندر سی کی طرح چمکایا اور ترجمہ
 عربی کے جوہر لامعت کو اردو سی معنی کی فصاحت میں جلوہ گر فرمایا ہر شکل مضمون کو کیسا آسان
 کر دیا اور بھر خضار کے ساتھ گویا دریا کو کوزے میں بھر دیا ترجمے کے کمال کی حسن خوبی ادا کی ہے
 اور منصب تاریخ نگاری کی داو دی ہو کہناں میں طالب اس جوہر فن کے اور کہہ میں شائق
 اس گوہر سخن کے ترسے قدم کر کے آئین اور بقدر دل و جان اہلو فرید فرامین اور خاص بن علی
 عیار کمار دوسریں عالم نفع اوحائین کہ مطیع مصطفائی واقع محمود و نکریر البری دروازہ کھنڈن بابہ ہندو
 راجی حمت و عطران محمد عبدالواحد خان بن محمد مصطفیٰ خان بن محمد غفر لہما غفرلہ ۱۳۰۲ ہجری

میں نہایت صحت کے ساتھ چھپ کر جلوہ تلوار میں آئی ہے اور

آئینہ حیرت میں زیب و زینت کی صورت

و کھائی ہے فقط

فرس غلاط آئینه ^{بہار} فی ترجمہ تاریخ حمینی حسب نظر ثانی مصنف

صفحہ	سطر	فاط	مصحف	صفحہ	سطر	فاط	مصحف
۴	۵	عاد	عاد	۱۶	۱۷	نوشی	نوشی
۵	۱۹	عیسی	عیسی	۱۷	۱۸	غزیر	غزیر
۱۱	۱۱	روز کی	روز کی	۲۱	۲۰	"	"
۱۳	۱۳	اوشنیک پیریا	اوشنیک پیریا	۱۶	۱۷	لوک کہ	لوک کہ
۱۵	۱۵	گلے	گلے	۱۶	۱۷	دلا بنگین	دلا بنگین
۲	۱۸	غیر	غیر	۲۲	۲۱	اور کہ	اور کہ
۱۳	۱۹	قرب میں	قرب میں	۱۶	۱۷	وہ پر	وہ پر
۲	۲۰	جو	جو	۱۸	۱۷	"	"
۲	۲۱	روکنا پیریا	روکنا پیریا	۵	۱۳	بڑال	بڑال
۵	۲۸	قندر	قندر	۲	۱۳	صدی	صدی
۹	۳۰	بکامہر	بکامہر	۱۳	۱۲	انخور	انخور
۲۰	۳۱	کرتے ہیں	کرتے ہیں	۱۷	۱۶	جوربان	جوربان
۱۰	۳۲	فوزان	فوزان	۱۹	۱۸	لی	لی
۲۲	۳۳	عشق	عشق	۲۱	۲۰	توتج	توتج
۷	۳۴	ایماہی	ایماہی	۷	۱۹	اسپند	اسپند
۳	۳۵	دیباوے	دیباوے	۱۹	۱۸	اسپند	اسپند
۶	۳۶	قندر	قندر	۲	۱۷	اسپند	اسپند
۱۵	۳۷	مردود	مردود	۱۸	۱۷	اسپند	اسپند
۲۱	۳۸	منطی لیبے	منطی لیبے	۱۹	۱۸	مرزبان	مرزبان
۳	۳۹	زنک	زنک	۲۰	۱۹	اسپند	اسپند
۱۱	۴۰	نجدی	نجدی	۹	۱۷	اسپند	اسپند
۱۱	۴۱	بھادر	بھادر	۳	۱۶	نماں لکان	نماں لکان
۱۳	۴۲	تقدیر پر	تقدیر پر	۵	۱۵	سمستان	سمستان
۱۷	۴۳	کھرے وکے	کھرے وکے	۱۶	۱۵	اسپند	اسپند
۲۲	۴۴	جو	جو	۲۰	۱۹	اسپندی	اسپندی

